بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ مجنون (بیہقی وحاکم)

(تم میں کوئی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جب تک نہ کہا جائے یہ تو بالکل دیوانہ ہے)

مقربِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت بابا غلام رسول نقشبندی مجددی مدنی علیہ الرحمۃ

زیرِ نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبہ

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی

فیض رضا پبلی کیشنز گلبرگ کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ

اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

طالب دعا: محمد الیاس قادری رضوی ○ محمد منشا تابش قصوری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ مجنون (بیہقی وحاکم)

(تم میں کوئی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جب تک نہ کہا جائے یہ تو بالکل دیوانہ ہے)

مقرّبِ بارگاہِ رسالت

حضرت بابا غلام رسول نقشبندی مجددی مدنی

(بلّیاں والے)

زیرِ نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبہ

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی

فیض رضا پبلی کیشنز، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

Marfat.com

(حقوق طباعت محفوظ ہیں)

یہ کتاب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی زیرنگرانی ترتیب دی گئی ہے

عنوان کتاب ———— مقربِ بارگاہِ رسالت 81638

باباجی غلام رسول نقشبندی مجددی مدنی رحمتہ اللہ علیہ (بلیاں والے)

مرتب ———— **محمد مقصود حسین قادری نوشاهی اویسی**

پروف ریڈنگ ———— محمد عبدالستار طاہر مسعودی

نگران طباعت ———— ملک محمد سعید مجاہد آبادی (نگران ادارہ مظہر اسلام، لاہور)

سنِ اشاعت ———— ربیع الآخر ۱۴۲۶ھ / جون ۲۰۰۵ء

صفحات ———— ۱۳۸

قیمت ———— 100/- روپے

ناشر ———— فیضِ رضا پبلی کیشنز، کراچی

پرنٹرز: عِلمی پبلشرز

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 0300-4541210

ملنے کے پتے

1. فیض رضا پبلی کیشنز، آر۔۳۱، بلاک نمبر ۱۷، گلستانِ مصطفےٰ، گلبرگ، کراچی ۷۵۹۵۰۔ فون: ۰۳۰۰-۲۰۵۲۸۶۹
2. ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ، آف ایم۔اے جناح روڈ، کراچی
3. مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
4. الحاج محمد عقیل مدنی (بھٹی) ۲۔اے/۴۷۰۔ای۔ نیو اقبال پارک، ریفل رینج روڈ۔ لاہور کینٹ پوسٹ کوڈ ۵۴۸۱۰ فون: ۰۳۳۳-۴۲۱۹۱۲۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”چلمن“

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	حرف اوّل ——— محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی	۷
۲	ابتدائیہ ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۹
۳	تصوف کیا ہے؟ ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۶
	باب نمبر ① تذکرہ حضرت باباجی غلام رسول نقشبندی	۳۲
۴	ولادت، تعلیم، ملازمت	۳۳
۵	شخصیت و مزاج	۳۴
۶	اندازِ گفتگو	۳۵
۷	سلسلۂ طریقت	۳۶
۸	باباجی کا مسلک	۳۷
۹	بزرگوں سے محبت	۳۷
	باب نمبر ② ——— کوئے جاناں کو دل لے چلا	۴۵
۱۰	پہلے حج کی سعادت	۴۶
۱۱	دوسرا حج	۴۷
۱۲	پھر محبوب کے قدموں میں	۴۷
۱۳	مدینہ منورہ سے بیت المقدس	۴۹
۱۴	بیت المقدس سے بغداد شریف	۵۰
۱۵	بغداد شریف سے پھر مدینہ منورہ	۵۰
۱۶	کرم فرمائی حضور کی	۵۱

ذخیرہ

Marfat.com

	باب نمبر ۳ —— بڑے کرم کی بارشیں	۵۲
۱۷	محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۵۳
۱۸	ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۵۶
۱۹	قُربِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۵۷
۲۰	دربارِ رسالت میں پذیرائی	۵۸
۲۱	روضۂ انور میں جاروب کشی	۵۹
۲۲	لنگر کی خدمت	۶۰
۲۳	بلیوں کی خدمت	۶۱
۲۴	کبوتروں کی خدمت	۶۲
	باب نمبر ۴ —— باباجی کی شخصیت	۶۶
۲۵	عبادات	۶۷
۲۶	روشن ضمیری	۶۸
۲۷	مستجاب الدعوات	۶۹
۲۸	جنّات کی حاضری	۶۹
۲۹	عادات جمیلہ	۷۰
۳۰	سراپا سادگی	۷۴
۳۱	عاجزی وانکساری	۷۶
۳۲	امانت داری ودیانتداری	۷۷
۳۳	عفوودرگزر	۷۸
۳۴	خلوص	۷۸
۳۵	بے نیازی وخودداری	۷۸
۳۶	حسنِ سلوک اور مہمان نوازی	۷۹

Marfat.com

۳۷	غیر مسلموں سے حسنِ سلوک	۸۱
۳۸	احسان مندی	۸۲
۳۹	جذبۂ خدمتِ خلق	۸۲
۴۰	وسعتِ قلبی	۸۳
۴۱	سخاوت	۸۴
۴۲	ایثار	۸۶
	باب نمبر ⑤ —— انداز جہانبانی	۸۷
۴۳	دنیا کے بڑے لوگ	۸۸
۴۴	سربراہانِ مملکت	۸۹
۴۵	سیاسیات	۹۰
	باب نمبر ⑥ —— پہنچی وہیں پہ خاک	۹۳
۴۶	ٹانگ کا حادثہ	۸۸
۴۷	جنت البقیع میں تدفین کی آرزو	۹۴
۴۸	وصال مبارک اور تدفین	۹۴
۴۹	اولاد	۹۵
	باب نمبر ⑦ —— حاصل زندگی	۹۶
۵۰	اشارات	۹۹
۵۱	اقوال	۱۰۵
۵۲	ملفوظات	۱۱۷
۵۳	پندونصائح	۱۲۴
۵۴	کرامات	۱۲۸
۵۵	مصادر ومراجع	۱۳۷

ذخیرہ

Marfat.com

انتساب جمیل

شیخ الاسلام مفتیٔ اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نقشبندی مجددی
شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری، دہلی

- ——جو فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول تھے،
- ——جو خشیتِ الٰہی کے پیکر تھے،
- ——جو عاشقوں کے دلدار اور گستاخوں سے بیزار رہے،
- ——جن کی حیاتِ مبارکہ اسوۂ حسنہ کی حسین تصویر تھی،
- ——جو سراپا محبت اور سراپا اخلاص تھے،
- ——جن کے دل میں آفاق کی سمائی تھی،
- ——جن کے دل میں دوست و دشمن سب کی جگہ تھی،
- ——جو ہر قسم کے خانقاہی تعصب سے پاک تھے،
- ——جن پر عاجزی اور انکساری ناز کرتی تھی،
- ——جن سے خود پسندی اور خود نمائی کوسوں دور تھی،
- ——جن کا دل عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا،

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی غفرلہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ ونصلی ونسلم علٰی رسوله الکریم

حرفِ اوّل

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی

باباجی غلام رسول نقشبندی مجددی مدنی علیہ الرحمہ (م-۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء) پچاس سال سے زائد عرصہ مدینہ منورہ میں رہے اور لاکھوں پیاسوں کو سیراب کیا۔ جن عقیدتمندوں نے باباجی کی زیارت کی ان کی یادداشتوں پر مشتمل ایک مجموعہ جناب محمد طفیل مدنی صاحب نے مرتب کیا جو تقریباً ۲۵ حضرات کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ یہ ایک روح پرور یادگار ہے، جس کا عنوان ہے:۔

''جانشینِ ابوہریرہ باباجی غلام رسول بلیاں والے''

یہ مجموعہ ۲۰۰۱ء میں جناب وسیم الدین شیخ صاحب نے شائع کیا اور جناب محمد طفیل مدنی (بھٹی) صاحب نے پیش کیا۔ راقم بھی باباجی علیہ الرحمہ کا فیض یافتہ ہے اور کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہنے کا شرف پایا ہے۔ ۱۹۸۱ء میں مدینہ منورہ قیام کے دوران باباجی علیہ الرحمہ کی خدمت کا موقع ملا۔ اس لئے خیال آیا کہ ان یادداشتوں سے موضوع کے لحاظ سے مواد جمع کرکے باباجی کی ایک سوانح مرتب کی جائے۔

یہ گلدستہ مسعودِ ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی میں مختلف یادداشتوں سے ضروری مواد جمع کرکے سجایا گیا ہے —— یہ اپنی نوعیت کی غالباً واحد سوانح ہے جو تقریباً ۲۵ عقیدتمندوں کے تاثرات کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ راقم کی اس کوشش کو مقبول ومنظور فرمائے، اور قارئینِ کرام کے لئے اس کتاب کو وسیلۂ ہدایت بنائے۔ آمین!

Marfat.com

کتاب کی تدوین سے پیشتر قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں احقر نے حضور بابا جی غلام رسول علیہ الرحمہ کی کتاب ''جانشینِ ابو ہریرۃ'' ہدیہ پیش کی تو آپ نے کتاب دیکھ کر بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ احقر نے حضرت مسعودِ ملت سے گزارش کی کہ اس کتاب کے محرک و ناشر جناب محمد طفیل مدنی بھٹی صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ قبلہ ڈاکٹر صاحب اس کتاب کی اشاعت ثانی کیلئے اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرمائیں۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ سردست مصروفیت بہت زیادہ ہے مگر میں وقت نکال کر کتاب کو دیکھوں گا پھر کچھ عرض کرسکوں گا۔ چند روز بعد قبلہ حضرت صاحب نے احقر کو یاد فرمایا اور کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''مقصود صاحب! بابا جی کے بارے میں کتاب کا فقیر نے بغور مطالعہ کیا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اس شخصیت پر تو ایک سوانح مرتب ہونی چاہیے۔'' چنانچہ آپ نے وہ کتاب دکھاتے ہوئے ایک خاکہ ارشاد فرمایا۔ اس کتاب پر حضرت نے خاکے کے مطابق نشان لگا رکھے تھے چنانچہ آپ کی ہدایت کے مطابق راقم نے زیر نظر کتاب مرتب کرنے کا شرف حاصل کیا۔

جن احباب نے اس کتاب کے منظر عام پر لانے کے لیے دامے درمے قدمے سخنے تعاون فرمایا ہے، راقم تہہ دل سے ان سب کا شکر گزار ہے، بالخصوص زائر دیارِ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بابا جی علیہ الرحمہ کے چہیتے دلارے پیارے، اخی العزیز گرامی قدر الحاج محمد طفیل مدنی بھٹی صاحب مدظلہ العالی کا، جو ہمارے ممدوح کی محبتوں عنایتوں اور چاہتوں کی خوشبو کونین میں پھیلا رہے ہیں۔ برادرم صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی صاحب کا جنہوں نے کتاب کی ایڈیٹنگ و پروف ریڈنگ سے کتاب کو نکھار بخشا اور برادرم ملک محمد سعید مسعودی صاحب (نگران ادارۂ مظہر اسلام، لاہور) کا جن کی محبت اور لگن کے باعث کمپوزنگ سے طباعت تک کے تمام مراحل بہ احسن تمام و بکمال ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان سب کو، ان کی ان محبتوں اور پرخلوص عنایتوں کے ساتھ سلامت باکرامت رکھے۔ آمین!

احقر العباد
محمد مقصود حسین
قادری نوشاہی اویسی

۱۰ رشوال المکرم ۱۴۲۴ھ
۴ ردسمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

"ابتدائیہ"

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

بادشاہوں کو تخت شاہی مبارک ہو، وزیروں کو سجے سجائے دفتر مبارک ہوں، عالموں اور واعظوں کو وعظ و نصیحت کے منبر مبارک ہوں، امیروں کو عالیشان عمارتیں مبارک ہوں، زمینداروں کو وسیع و عریض زمینیں مبارک ہوں، تاجروں کو سامانوں کے ڈھیر مبارک ہوں —— ہاں یہ کون ہے؟ —— یہاں بادشاہ بھی آرہے ہیں، وزیر بھی آرہے ہیں، علماء وفقراء بھی آرہے ہیں، امیر و کبیر بھی آرہے ہیں، زمیندار و تاجر بھی آرہے ہیں، ملازم و افسر بھی آرہے ہیں۔ سبھی آرہے ہیں —— ہاں یہ سب کیوں آرہے ہیں؟ —— کیا چیز کھو بیٹھے تھے جو یہاں پا رہے ہیں۔ ایمان و یقین اور محبت و خلوص —— اپنے لئے سبھی جیتے ہیں: چرند و پرند، انسان و حیوان —— یہ جینا، جینا نہیں۔ جیتے وہ ہیں جو دوسروں کیلئے جیتے ہیں۔ جو اُس کے ہو جاتے ہیں اور اپنی ہستی کو کھو دیتے ہیں۔ ان کے پاس دنیا کا ساز و سامان نہیں پھر بھی دیتے ہیں۔ ہاتھ نہیں روکتے، دیئے چلے جاتے ہیں۔ آج سب اسی دینے والے کے حضور آرہے ہیں، اور خوب نوازے جارہے ہیں —— پیاسے آرہے ہیں اور سیراب ہو کر جارہے ہیں کسی —— بھوکے آرہے ہیں اور پیٹ بھر کر جارہے ہیں۔

؎ تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ\
تیرے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی

●

بابا جی غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ خیاط کے بیٹے تھے، ڈاکخانے میں ملازم تھے، کسی

Marfat.com

کو کیا معلوم کہ زمین پر چلنے والا آسمان پر پرواز کرنے والا ہے، اور دنیا کو حیران کرنے والا!
ہمارے معیار، ہمارے معیار ہیں —— اُس کریم کے معیار نہ پوچھو، جس کی ہمارے یہاں پوچھ نہیں، اس کے دربار میں اسی کی پوچھ ہے۔ جہاں سرفراز کیا جاتا ہے، بلند کیا جاتا ہے۔ جغرافیائی حدود سے نکل کر وہ سارے جہاں میں پھیلنے لگتا ہے —— دیکھنے والے دیکھتے رہ جاتے ہیں، علم و دانش کے پٹارے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

انہوں نے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہ کیا تھا مگر ان کے سینے سے دانائی و حکمت کے چشمے پھوٹتے تھے —— وہ اسرار و معارف کے دریا بہاتے تھے اور دنیا جہان کے پیاسے سیراب ہوتے تھے۔ اُس کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا کہ اخلاص ہو تو سینے کھول دیئے جاتے ہیں۔

وہ مدینہ منورہ اور مکۂ معظمہ کی حاضری کی آرزو رکھتے تھے، آرزو پوری کرنے والے نے اُن کی سبھی آرزوئیں پوری فرمائیں:

- —— ایک بار حاضر ہوئے، دوسری بار حاضر ہوئے،
- —— انبیاء علیہم السلام کی قبور شریف کی زیارت کیلئے بیت المقدس حاضر ہوئے،
- —— حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ گہر بار کی زیارت کیلئے بغداد شریف حاضر ہوئے —— خوب خدمت کی، خوب سرفراز ہوئے۔

پھر مدینہ منورہ آگئے، مدنی آقا نے بلا لیا اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

اُن کا دل محبت و عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آباد، اُن کا جسم قربِ مصطفےٰ سے سرفراز، اُن کا سراپا ادبِ مصطفےٰ کا آئینہ، اُن کا مرنا جینا متابعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گنجینہ —— حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے پیار تھا، وہ آپ کے دُلارے تھے، جو سوال کرتے جواب ملتا۔ پوچھنے والے پوچھتے چلے جاتے اور جواب پا کر خوش ہوتے جاتے —— یقین نہیں آتا مگر اہلِ یقین کے ہاں شک کا کیا مقام؟ —— یہاں تو یقین ہی یقین

Marfat.com

ہے ـــــــ ہماری باتوں میں شک ہوسکتا ہے، اُن کی باتوں میں شک نہیں کہ انہوں نے جو کچھ پایا مرکزِ یقین ہی سے پایا۔

●

وہ بے نیاز تھے بے نیاز، سارے جہاں سے بے نیاز، فقط جہاں والے کے نیاز مند، وہی دیتا ہے، وہی دلواتا ہے ـــــــ بڑے بڑے دینے والے آئے سب سے رُخ پھیرا، اُسی کے ہوکر رہے جس کی طرف سب پیاروں نے رُخ کیا ـــــــ بادشاہوں سے منہ پھیرا، وزیروں سے منہ پھیرا، امیروں سے منہ پھیرا ـــــــ ان کی طرف تو سب منہ کرتے ہیں! یہ کون جواں ہمت ہے جو اِن سے منہ پھیر رہا ہے۔

●

وہ مدینہ منورہ کے کبوتروں سے محبت کرتے تھے، وہ مدینہ منورہ کی بلّیوں سے محبت کرتے تھے، وہ مدینہ منورہ کے کتّوں سے پیار کرتے تھے، ان کو کھلا کھلا کر خوش ہوتے تھے ـــــــ حادثے کا شکار ہوگئے، ٹانگوں سے معذور ہوگئے، مجبور ہوگئے مگر لگن لگی رہی، معمولات جاری رہے، جس خدمت کیلئے مامور ہوئے تھے، وہ خدمت کرتے رہے ـــــــ خوشی خوشی، دل وجان سے ـــــــ یہ تھی شانِ استقامت!

ہاں، وہ کبوتروں سے پیار کرتے، دانہ ڈالتے۔ وہ مدینہ منورہ کی بلّیوں سے پیار کرتے ـــــــ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے والوں کی نشانی ہے کہ وہ انسانوں سے ہی نہیں جانوروں سے بھی پیار کرتے ہیں ـــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں پر مہربان، انسانوں پر مہربان، جانوروں پر مہربان، ربِّ کریم مہربان اور بہت ہی مہربان، پھر اُس کے بندے کیوں نہ مہربان ہوں ـــــــ خالق سے پیار ہے تو پھر مخلوق سے کیوں نہ پیار ہو ـــــــ اللہ کے دوست اور اُس کی مخلوق سے نفرت، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ـــــــ یہاں تو محبت ہی محبت ہے، جس نے سچی محبت کا مزانہ چکھا ہو وہ اُن کے حضور آئے، اور جو نہ پایا تھا، وہ

Marfat.com

پائے ——— یہاں کا عالم ہی کچھ اور ہے۔

ہاں! وہ بلّیوں سے محبت کرتے تھے، بلّی سے تو صحابیٔ رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی محبت کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آستین سے چھوٹی بلی جھانکتی دیکھی تو اُن کو ''ابو ہریرہ'' کی کنیت عطا فرمائی کہ عربی زبان میں ''ہرہ'' بلّی کو کہتے ہیں ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں:

''میری ایک چھوٹی بلی تھی، رات کو درخت پر رکھ دیا کرتا تھا صبح جب بکریاں چرانے جاتا تو بلی کو ساتھ لے جاتا اور اس سے کھیلتا تھا'' ۲

- ——— حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلّی کو گھر کی متاع قرار دیا جو کسی شے کو نہ خراب کرتی ہے نہ گندا کرتی ہے، وہ تو گھروں میں چکر لگاتی پھرتی ہے (نسائی، کتاب الطہار، طبرانی، حدیث نمبر ۶۳۴)
- ——— بلی انسان سے ملتی جلتی ہے، چھینک مارتی ہے، جماہی لیتی ہے، انگڑائی لیتی ہے، اپنے لعاب سے آنکھیں اور چہرہ صاف کرتی ہے۔ (امام جاحظ، کتاب الحیوان)
- ——— بلی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بھی پیاری ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی پیاری ہے ———
- ——— تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلی سے محبت فرماتے تھے، بلی سے محبت صحابی رسول کی سنت ہے۔

انہوں نے اسی سنت پر عمل کیا۔ وہ مدینہ منورہ کی بلّیوں سے پیار کرتے تھے۔ گوشت، چھیچھڑے، پنیر ڈالتے تھے اور دودھ پلاتے تھے ———

ہاں اے مدنی بلّیو! تم پر سلام ہو! تم مدنی ہواؤں میں سانس لیتی ہو، اس دیار مقدس کے گلی کوچوں میں چلتی پھرتی ہو، تم مدنی بھیڑ بکریوں کا دودھ پیتی ہو اور گوشت کھاتی ہو ———

۱۔ ابن الاثیر: الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد ۷، صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ بیروت۔

۲۔ الاصابہ، ج ۷، ص ۳۴۹

Marfat.com

تم خوشی خوشی گھروں میں کودتی اور چھلانگیں مارتی پھرتی ہو،تم موذی کیڑے مکوڑوں کو لپک جھپک کر کھا جاتی ہو، تم زمینِ حرم کی پاسبان ہو۔ ہاں تم پر سلام ہزار بار سلام۔!

●

وہ فرائضِ وسُنن پابندی سے ادا کرتے ——— چودہ سال کی عمر سے جو تہجد شروع کی تو آخر دم تک جاری رہی ——— وہ پے در پے روزے رکھتے، وہ مسلسل نوافل پڑھتے۔ وہ ہر وقت باوضو رہتے یہ دیارِ محبوب تھا کوئی معمولی بات نہ تھی!

وہ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت تھے، اپنے شیخ طریقت سے بہت کچھ پایا ——— وہ خانقاہی تعصب سے پاک تھے ——— سب سلسلوں سے پیار کرتے تھے اور پیار سکھاتے تھے ——— اُن کی زندگی پیار و محبت سے عبارت تھی ——— وہ عیبوں کو ٹٹولتے نہ تھے، عیب پوش تھے ——— فقراء اپنے عیبوں کو دیکھتے ہیں اور دوسروں کے عیب سے آنکھ بند کر لیتے ہیں ——— وہ اپنے لئے نہیں دوسروں کیلئے جیتے تھے ——— دوسروں کیلئے جینا آسان نہیں ——— جذبۂ ایثار اُن کو اپنے بارے میں سوچنے بھی نہیں دیتا تھا، وہ دوسروں کیلئے سوچتے تھے، وہ دوسروں کیلئے جیتے تھے ——— اُن کے دل میں جہاں کی سمائی تھی۔ اللہ اکبر! اتنی بڑی کائنات اپنی وسعتوں کے باوجود ان کے گوشۂ دل میں نظر نہیں آتی ——— وہ خیرات بانٹتے، گلی گلی، کوچے کوچے پھرتے تھے۔ ان کو آسائشوں میں نہیں، کلفتوں میں لُطف آتا تھا ——— جب جانِ جاناں کی آرزو ہو تو راہ کی کُلفتوں سے کیا ڈرنا ——— جب پھولوں کی آرزو ہو تو کانٹوں سے کیا بچنا ——— زندگی خارزاروں سے گزر کر گلزاروں میں داخل ہوئی ہے ——— سیدھا راستہ یہی ہے ———

●

ان کی زندگی کا جوہر سادگی تھی، رہن سہن میں سادگی، کھانے پینے میں سادگی، ملنے جلنے میں سادگی، بولنے چالنے میں سادگی ——— نہ مشیخانہ طمطراق، نہ بعض پیروں کی سی سج دھج

Marfat.com

اور غرور ونخوت۔ سادگی سی سادگی تھی —— کسی پہلو سے مُرشد نہ لگتے تھے، پھر بھی مرشدوں کے مُرشد، یہ شان وشوکت، قربِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی۔ دنیا نظروں میں گرگئی کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اس کی کوئی قدروقیمت نہیں —— حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا کو گھر سے نکال دیا بلکہ دل سے نکال دیا —— جس دنیا کو اس کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر سے اور دل سے نکال دیا تو پھر اس کے چاہنے والے اُس دنیا کو گھر میں اور دل میں کیوں رکھیں؟ —— اولوالعزم ہستیاں ایسا ہی کرتی ہیں۔

لوگ اُن کی حالتِ زار دیکھ دیکھ کر ترس کھاتے تھے، وہ لوگوں پر ترس کھاتے تھے کہ وہ دنیا میں کھوگئے اور اپنی ہستی کو دنیا کی نذر کر دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! —— گننے والے گن گن کر خبریں سناتے ہیں، دنیا والوں کے دل خوش کرتے ہیں، اُن کونہیں معلوم کہ ان خبروں سے دل مردہ ہورہے ہیں —— کاش سمجھنے والے سمجھتے! کاش عقل والے عقل رکھتے! —— چھوٹی سی دنیا، اتنا بڑا انسان جس کو احسن تقویم میں بنایا گیا، زمین وآسمان مسخر کئے گئے۔ دنیا کے کیچڑ میں لت پت ہو کر کہیں کا بھی نہ رہا، حیف! —— ان حضراتِ عالیہ کو دیکھ دیکھ کر زندگی کی بلندیاں اور دنیا کی پستیاں معلوم ہوتی ہیں —— وہ زمین سے آسمان کا سفر کرتے ہیں، وہ عالمِ بالا کے مسافر ہیں —— ان کے استقبال کیلئے فرشتے اور حورو غلماں کھڑے ہیں۔

●

وہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن ہونے کی آرزو میں جیتے تھے، جب موت آئی، مدینہ منورہ میں آئی۔ سبحان اللّٰہ، سبحان اللّٰہ —— ! فرشتے آنے لگے، کھڑکی دروازے کھلنے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے عالمِ بالا کے سفر پر روانہ ہوگئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے، اور آج زندگی کی آخری آرزو بھی پوری ہوئی۔ ہاں!

Marfat.com

؎ دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا ، میری جاں ، جا ، خدا حافظ

ہاں اب وہ چین سے سو رہے ہیں:

؎ موت جب دامنِ رحمت کی ہوا لائی ہو
مرنے والے کو نہ کیوں چین کی نیند آئی ہو

احقر

محمد مسعود احمد عفی عنہ
۲/۱۷-سی، پی-ای-سی-ایچ سوسائٹی
کراچی-۷۵۴۰۰، سندھ
اسلامی جمہوریہ پاکستان

ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ
۲۹ر دسمبر ۲۰۰۳ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہ الکریم

تصوف کیا ہے؟

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تصوف کی اصل قرآن وحدیث ہے، تصوف کی بنیاد شریعت ہے ـــــ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:

''ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔''[۱]

اس میں تصوف کا بھی بیان ہے ـــــ تصوف میں سارا زور شریعت پر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال واحوال ہی شریعت ہیں، جس کے لیے قرآن حکیم میں فرمایا:

''اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں باز رہو، اور اللہ سے ڈرو۔''[۲]

اللہ سے ڈرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہنا ماننا ہی تصوف ہے ـــــ اور کہنا ماننا بغیر محبت کے ممکن نہیں، جس سے محبت ہوتی ہے، دل سے اسی کا کہا مانا جاتا ہے ـــــ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی سے محبت نہیں۔''[۳]

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمارہے ہیں:۔

''الٰہی تو اپنی محبت کو میری جان، میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب کر۔''[۴]

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ نحل، آیت نمبر ۸۹

۲۔ قرآن حکیم، سورۂ حشر، آیت نمبر ۷

۳۔ قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۱۶۵

۴۔ ترمذی شریف، کتاب الدعوات، ص ۵۰۳

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنی اور اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری عورتیں، اور تمہارا کنبہ، اور تمہارے کمائی کے مال، اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہارے پسند کے مکان —— یہ چیزیں اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے، اور اللہ سرکشوں کو راہ نہیں دیتا۔''[1]

تصوف خوابیدہ محبت کو جگا کر دیوانہ بناتا ہے —— اسلام کو اسی دیوانگی کی ضرورت ہے جس سے سارا عالم لرزاں و ترساں ہے —— اب ہم اپنے دلوں کو خود جھانک کر دیکھیں اور اللہ کو گواہ کر کے بتائیں کہ کیا ہم کو اللہ و رسول سے ایسی محبت ہے جس کا قرآن حکیم مطالبہ فرما رہا ہے؟ —— بیشک یہ محبت جب دل میں گھر کر جاتی ہے تو دل کی دنیا ہی بدل جاتی ہے —— اللہ کے نیک بندوں کے جب ملفوظات سنیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ نئے جہاں کی خبر دے رہے ہیں —— اس کے لیے تو قرآن حکیم میں ارشاد ہو رہا ہے:۔

''اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام، اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔''[2]

ہمارے دامن پاکیزہ کلام سے بھی خالی ہیں اور نیک کاموں سے بھی —— ہم تہی دامن ہیں اور اُن پر بڑھ بڑھ اعتراض کرتے ہیں جن کے دامن بھرے ہوئے ہیں —— افسوس ہم کیا کرتے ہیں؟

قرآن حکیم اور احادیث شریفہ میں صرف محبت ہی کا ذکر نہیں، محبت والوں کا بھی ذکر ہے، یہی اللہ کے دوست ہیں، یہی اللہ کے ولی ہیں، انہیں کو ہم صوفی بھی کہتے تھے (اب تو یہ لفظ

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۲۴

۲۔ قرآن حکیم، سورۂ فاطر، آیت نمبر ۱۰

Marfat.com

ذرا عامیانہ اور سوقیانہ ہو گیا ہے) —— قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:

''پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان بندوں میں:

- —— کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے
- —— اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے
- —— اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا
- —— یہی بڑا افضل ہے۔''[۱]

اس آیہ کریمہ میں بندوں کے تین طبقوں کی طرف اشارہ فرمایا:

1. —— اپنی جان پر ظلم کرنے والے
2. —— میانہ چال چلنے والے
3. —— بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے۔

یہ صوفیہ کرام ہیں —— انہیں سبقت لے جانے والوں کے لیے ایک جگہ ارشاد فرمایا:

''یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں، اور یہی نیک کاموں میں سب سے آگے نکل جانے والے ہیں۔''[۲]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''اور جو سبقت لے گئے، وہ تو سبقت ہی لے گئے، وہی مقرب بارگاہ ہیں، چین کے باغوں میں، اگلوں میں سے ایک گروہ، پچھلوں میں سے تھوڑے۔''[۳]

وہ کون ہیں جو اگلوں میں بہت ہیں؟ —— وہ کون ہیں جو پچھلوں میں تھوڑے ہیں

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ فاطر، آیت نمبر ۳۲

۲۔ قرآن حکیم، سورۂ مؤمنون، آیت نمبر ۶۱

۳۔ قرآن حکیم، سورۂ واقعہ، آیت نمبر ۱۰۔۱۴

Marfat.com

——وہ یہی صوفیہ ہیں، وہ یہی اولیاء ہیں——ہم نے سب کو ایک ہی سمجھ لیا ہے۔ یہ ہماری نادانی ہے——اللہ تعالیٰ سب کو ایک سمجھنے والوں کے سامنے حقیقت کھول کر بیان فرما رہا ہے:

''برابر نہیں اندھا، انکھیارا——اور نہ اندھیریاں اور اجالا——اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ اور برابر نہیں زندے اور مُردے۔''[۱]

یہاں جسم کے زندوں اور مُردوں کا ذکر نہیں فرمایا، دل کے زندوں اور مُردوں کا ذکر فرمایا ہے کہ وہی انکھیارے ہیں، وہی اجالوں میں ہیں، وہی انوارالٰہیہ کی تیز دھوپ میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کا یوں تعارف فرمایا:

''اپنی منتیں پوری کرتے ہیں، اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔''[۲]

منتیں پوری کرتے ہیں——یعنی فرائض و واجبات و سنن ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعہ نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں—— ابن تیمیہ نے بخاری شریف کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مخصوص پیاروں کا ذکر فرمایا ہے——ذرا حدیث قدسی کے یہ الفاظ تو ملاحظہ فرمائیں، پھر ان الفاظ کی روشنی میں صوفیہ اور اولیاء اللہ کی رفعتوں اور بلندیوں کا اندازہ لگائیں:

''سب سے زیادہ جس چیز سے میرا بندہ مجھ سے قربت حاصل کرسکتا ہے، میرے فرائض کی ادائیگی ہے——میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے برابر نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں محبت کرنے لگتا ہوں تو:——

- ——اس کے کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے،
- ——اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے،
- ——اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے،

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ فاطر، آیت نمبر ۲۲ ۲۔ قرآن حکیم، سورۂ دھر، آیت نمبر ۷

Marfat.com

● ——اس کے پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے،

پس وہ:——

● ——مجھ ہی سے سنتا ہے،

● ——مجھ ہی سے دیکھتا ہے،

● ——مجھ ہی سے پکڑتا ہے،

● ——مجھ ہی سے چلتا ہے۔[1]

وہ نوافل سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں ہمیں فرض پڑھنے دوبھر ہو جاتے ہیں، فرض پڑھ لیے تو سنتیں ادا کرنی مشکل ہو جاتی ہیں، کیسے نوافل؟—— کیسے مستحبات؟——ہم باتیں بہت بناتے ہیں، کام نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نوافل کے ذریعہ اپنا قرب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار اپنے پیاروں کا ذکر فرمایا، کچھ اور آیات سماعت فرمائیں:۔

❶——

''بے شک نیکوکار ضرور چین میں ہیں تختوں پر (بیٹھے) دیکھتے ہیں، تو ان کے چہروں کو چین کی تازگی (سے) پہچانے۔''[2]

❷——دوسری جگہ فرمایا:

''تو وہ لوگ (جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے) ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا——یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ——اور یہ کیا ہی اچھے ساتھ ہیں؟——یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے۔''[3]

❸——ایک جگہ فرمایا:

۱۔ ابن تیمیہ: اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت (ترجمہ اردو عبدالرزاق ملیح آبادی) الدار السلفیہ، مطبوعہ بمبئی، ص ۷۴

۲۔ قرآن حکیم، سورۂ مطففین، آیت نمبر ۲۲، ۲۴

۳۔ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۶۹

Marfat.com

''خبردار! ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔''[۱]

4 ——دوسری جگہ فرمایا:

''اللہ انہیں دوست رکھتا ہے، وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔''[۲]

5 ——ایک جگہ فرمایا:

''وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا۔''[۳]

6 ——دوسری جگہ فرمایا:

''رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نیک کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں۔''[۴]

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں اور پیاروں کی جو خوبیاں بیان فرمائی ہیں وہ میں نے چشم سر سے اپنے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (م۔۱۹۶۶ء) (شاہی امام مسجد فتحپوری، دہلی) میں دیکھی ہیں، وہ جلیل القدر عالم اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے عارف کامل اور صوفی باصفا تھے —— ان کو دیکھ کر تصوف پر میرا یقین اور مستحکم ہو گیا اور ہر قسم کا شک و شبہ جاتا رہا —— بے شک جس نے زندہ مثالیں نہیں دیکھیں وہ معذور ہے ——

احادیث مبارکہ میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اولیاء وصوفیہ اور اللہ کے ان محبوب بندوں اور پیاروں کا ذکر فرمایا ہے —— سنیئے:۔

1 —— ''بہت پراگندہ سر اگر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم ضرور سچ کر دے۔''[۵]

2 —— عرض کیا گیا، ''یارسول اللہ لوگوں میں افضل شخص کون''؟ —— فرمایا:

۱۔قرآن حکیم، سورۂ یونس، آیت نمبر ۶۲ — ۲۔قرآن حکیم، سورۂ مائدہ، آیت نمبر ۵۴

۳۔قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۲۳ — ۴۔قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۱۳۔۱۱۴

۵۔مسلم شریف، کتاب الضعفاء والخاملین، ج ۲، ص ۳۲۹

Marfat.com

''جو کسی گھاٹی میں سب سے الگ ہو کر جا بیٹھے اور اللہ کی عبادت کرے۔''[۱]

❸ —— ''دنیا میں پردیسی یا مسافر گیر کی طرح رہو۔''[۲]

❹ —— ''جو لوگ میرے لیے باہم محبت کرتے ہیں ان کے لیے قیامت میں نور کے منبر ہوں گے۔''[۳]

❺ —— ''ان کے لیے میری محبت واجب ہوگی جو میرے لیے باہم محبت کریں۔''[۴]

(۱)

شریعت وطریقت ہی تصوف ہے اور تصوف ہی شریعت وطریقت ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں —— شیخ جنید بغدادی (م۔ ۲۹۷ھ/۱۰۔۹۰۹ء) نے فرمایا:

''ہمارے طریقے کی بنیاد کتاب وسنت ہے اور ہر وہ طریق جو سنت کے خلاف ہو مردود و باطل ہے۔''[۵]

جب ہم صوفیہ کے اقوال و اعمال پر نظر ڈالتے ہیں تو کتاب وسنت کے مطابق پاتے ہیں، الا ماشاء اللہ! —— مثلاً ''صوفیہ کے اقوال و اعمال میں ان باتوں کا ذکر ملتا ہے، یہ ساری باتیں قرآن حکیم میں موجود ہیں: ——

۱۔ (ا) مسند احمد، ج ۱، ص ۲۳۷ (ب) نسائی، ج ۱، ص ۲۵۶ (ج) بخاری شریف، ج ۲، ص ۹۶۱

۲۔ بخاری شریف، ج ۲، ص ۹۴۹

۳۔ تفسیر شیخ الاکبر، ج ۱، ص ۲۸۸

۴۔ (ا) تفسیر شیخ الاکبر، ج ۱، ص ۷ (ب) فتوحات مکیہ، ج ۲، ص ۳۴۴ (ج) اشعة اللمعات، ج ۴، ص ۱۳۴

۵۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفة الفقه و التصوف، ترجمہ مخطوطہ از علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، ص ۶

نوٹ: ۔ الامام المحدث الحافظ ابی زکریا یحیٰ بن شرف النووی (م۔ ۶۶۷ھ/۹۔۱۲۶۸ء) نے ''ریاض الصالحین'' کے نام سے احادیث کا ایک مستند مجموعہ مرتب کیا ہے (مطبوعہ لاہور ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء) اس میں مختلف ابواب کے تحت جن احادیث کو جمع کیا ہے وہ تقریباً وہی ہیں جن کا تعلق صوفیہ کی تعلیمات اور ملفوظات سے ہے۔ اس کے مطالعہ سے ان حضرات کی تشفی ہو سکتی ہے جو تصوف کو قرآن وحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس سے متنفر ہیں یا کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ مطالعہ اور صحیح فکر ہی سے غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں —— مسعود

81638

Marfat.com

- ذکر ۱ ● توکل ۲ ● فقر ۳
- زہد ۴ ● رضا ۵ ● فنا ۶
- بقا ۷ ● مراقبہ ۸ ● اخلاص ۹ وغیرہ وغیرہ

ہم قرآن نہیں پڑھتے، سنی سنائی پر یقین کر لیتے ہیں اور اس طرح یقین کر لیتے ہیں جیسے خود آنکھوں سے دیکھی یا پڑھی ہوں، دانا و بینا انسان کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں کہ خواہ مخواہ کسی کا مخالف ہو جائے ——— اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کی یہ شان بتائی:۔

"جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ لیٹے، اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔"۱۰

ذرا غور تو کریں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ان اولیاء، صوفیہ کی کیسی کیسی خوبیاں بیان فرمائیں اور ان کے درجوں کو بلند کر دیا ——— سنیئے:۔

❶ توبہ والے ❷ عبادت والے ❸ سراہنے والے

❹ روزے والے ❺ رکوع والے ❻ سجدہ والے

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۴۱، الرسالۃ القشیریہ، مصر ۱۹۴۰ء، ص ۱۱۰

۲۔ قرآن حکیم، سورۂ طلاق، آیت نمبر ۱، سورۂ مائدہ، آیت نمبر ۲

۳۔ قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۳۷، الرسالۃ القشیریہ، ص ۱۳۴

۴۔ قرآن حکیم، سورۂ دھر، آیت نمبر ۷، ۸ ۵۔ قرآن حکیم، سورۂ بینہ، آیت نمبر ۳۰، سورۂ فجر، آیت نمبر ۲۷۔ ۲۸

۶۔ قرآن حکیم، سورۂ رحمٰن، آیت نمبر ۱۲ ۷۔ قرآن حکیم، سورۂ رحمٰن، آیت نمبر ۱۲

۸۔ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۶ ۹۔ قرآن حکیم، سورۂ زمر، آیت نمبر ۱، الرسالۃ القشیریہ، ص ۱۰۴

نوٹ:۔ نقشبندیہ سلسلے کے مشائخ نے سالک کے لیے آٹھ شرائط تجویز کی ہیں:۔

❶ ہوش در دم ❷ نظر بر قدم ❸ سفر در وطن ❹ خلوت در انجمن ❺ یاد کرد ❻ بازگشت ❼ نگاہ داشت ❽ یادداشت

اسی طرح ❶ وقوف زمانی ❷ وقوف عددی ❸ وقوف قلبی ———

یہ ساری مصطلحات تصوف سے بیگانہ انسان کے لیے بظاہر عجیب سی لگتی ہیں مگر میں نے جب قرآن کریم کا مطالعہ کیا تو یہ راز کھلا کہ کوئی نہ کوئی آیت کسی نہ کسی اصطلاح کی تصدیق کر رہی ہے گویا یہ اصطلاحات صراط مستقیم پر چلنے والوں کی آسانی کے لیے وضع کی گئی ہیں اور ایسا کرنے کی کسی آیت یا حدیث میں ممانعت نہیں ——— مسعود

۱۰۔ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۹۱۔

Marfat.com

⑦ —— بھلائی بتانے والے، اور ⑧ —— برائی سے روکنے والے، اور

⑨ —— اللہ کی حدیں نگاہ میں رکھنے والے ——

اور خوشی سناؤ —— مسلمانوں کو[۱] —— (کہ وہ اللہ کا عہد وفا کریں گے تو اللہ انہیں جنت میں داخل کرے گا۔)

اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ہم میں سے کتنے اس قرآنی معیار پر پورے اترتے ہیں —— ہم تو دنیا کے پیچھے ایسے لگے ہیں کہ اپنا بھی ہوش نہیں —— ہم تو طالبها کلاب کے زمرے میں شامل نظر آتے ہیں —— ان کی شان یہ تھی کہ اپنے گھر ہی سے نہیں اپنے دل سے دنیا نکال کر باہر پھینک دی تھی —— کیونکہ اللہ کی نظر میں دنیا پرکاہ کے برابر بھی نہیں، خود فرما رہا ہے:۔

"اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کافروں کی دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر سب کافر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ منکرین کے مکانوں کی چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتا جن پر چڑھتے، چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے، اور طرح طرح کی آرائشیں عطا فرماتا —— مگر یہ جیتی دُنیا کے اسباب ہیں —— آخرت، رہنے والی دنیا تو پرہیز گاروں کے لیے ہے۔"[۲]

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں چند احادیث شریفہ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

① "اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافروں سے ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔"[۳]

② "جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کرم فرماتا ہے تو اسے دنیا سے ایسا بچاتا ہے جیسا تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاؤ۔"[۴]

③ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے،

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۱۲ ۲۔ قرآن حکیم، سورۂ زخرف، آیت نمبر ۳۳۔۳۵

۳۔ ترمذی شریف، ص ۳۳۷ ۴۔ مسند امام احمد، ج ۵، ص ۴۲۷

Marfat.com

راستہ میں ایک مردہ بکری دیکھی ——— فرمایا ”دیکھتے ہو! اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے پھینک دیا ——— دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی قدر نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری بکری کی ہے۔“[1]

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو اپنے گھر سے اور اپنے دل سے باہر نکال پھینکا ——— یہ آپ کا عظیم معجزہ ہے، اسی کو زہد کہتے ہیں، صوفیہ نے اسی پر عمل کیا، یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے ——— جیسا کہ عرض کیا گیا حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ:

- ——— غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے،
- ——— سواری کے لیے دراز گوش استعمال فرماتے تھے،
- ——— صوف کا لباس زیب تن فرماتے۔[2]

یہ خوبیاں آپ کو صوفیہ میں ملیں گی جن سے ہم نفرت کرتے ہیں ——— وہ مسکینوں اور غریبوں کی دعوت قبول کر لیتے ہیں، ہم کو غریب سے ہی نفرت ہے اس کی دعوت کیا قبول کریں گے! ——— وہ معمولی سی معمولی سواری کو استعمال کر لیتے ہیں، ہم کو بڑی بڑی شاندار گاڑیاں چاہئیں، ایک سے ایک اعلیٰ ——— وہ معمولی سے معمولی لباس پہن لیا کرتے ہیں، ہم کو ایک سے ایک عمدہ کپڑا چاہیے ——— الغرض ہمارے رہن سہن میں سنت کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی، وہ سُنت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے ——— قرآن کریم میں بھی زاہدوں کا ذکر ہے جن کو وہ پیار ملا کہ:

- ——— دستِ قدرت نے خود سلایا، خود جگایا۔[3]
- ——— پھر خود سلایا، تھپتھپایا، کروٹیں بدلوائیں۔[4]

۱۔ مسلم شریف، ج ۲، ص ۴۰۷ ۲۔ مسند امام احمد، ج ۱، ص ۳۶۸

نوٹ:۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ/۷۹۷ء) نے ”کتاب الزہد“ مرتب کی جس میں زہد کی فضیلت سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں ——— مسعود

۳۔ قرآن حکیم، سورۂ کہف، آیت نمبر ۱۲ ۴۔ قرآن حکیم، سورۂ کہف آیت نمبر ۱۸،۱۱۔

Marfat.com

● ــــــ ان کے غار کے دہانے پر یادگار مسجد بنائی گئی۔ [1]

● ــــــ اللہ نے ان کو اپنی عظیم نشانی قرار دیا۔ [2]

بے شک صوفیہ اور اولیاء اللہ کی عظیم نشانیاں ہیں ــــــ

مختلف صوفیہ کرام نے زہد کی فضیلت کے بارے بہت کچھ فرمایا ہے، نہ صرف فرمایا ہے بلکہ عمل بھی کیا ہے۔ مثلاً:

● ــــــ شیخ حسن بصری (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۹ء)

● ــــــ شیخ ذوالنون مصری (م ۲۴۵ھ/ ۸۵۹ء)

● ــــــ شیخ جنید بغدادی (م ۲۹۷ھ/ ۱۰-۹۰۹ء)

● ــــــ شیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ/ ۶-۱۱۶۵ء)

● ــــــ شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ/ ۱-۹۸۰ء)

● ــــــ شیخ نظام الدین دہلوی (م ۷۲۵ھ/ ۵-۱۳۲۴ء)

● ــــــ سلطان باہو (م ۱۱۰۳ھ/ ۱۶۹۱ء) وغیرہ وغیرہ

موخر الذکر کے زہد کا یہ عالم تھا کہ اپنی زمین خود کاشت فرماتے جب فصل تیار ہو جاتی چلے جاتے تاکہ ضرورت مند اور حاجت مند فصل کاٹ کر لے جائیں، سب غریبوں کو معلوم تھا کہ یہ فصل ہمارے لیے لگائی جا رہی ہے ــــــ بیشک الخلق عیال اللہ ــــــ

شیخ جنید بغدادی نے تصوف کی جو تعریف کی ہے وہ سلطان باہو پر صادق آتی ہے آپ نے یہ تعریف فرمائی ہے:۔

(۱) "مخلوقات کی موافقت سے دل کو صاف کرنا،

(۲) طبعی اور نفسیاتی اوصاف سے جدا ہونا،

(۳) بشری صفات کا فنا ہونا،

(۴) نفسانی خواہشات سے گریز کرنا،

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ کہف، آیت نمبر ۲۱
۲۔ قرآن حکیم، سورۂ کہف، آیت نمبر ۹

Marfat.com

⑤ روحانی صفات کا طلب گار ہونا،

⑥ حقیقی علوم سے متعلق ہونا،

⑦ دائمی اچھے کاموں کو اختیار کرنا،

⑧ تمام امت کا خیر خواہ ہونا،

⑨ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا وفادار ہونا،

⑩ شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیروکار ہونا،

⑪ ایسی دیگر صفات اور برکات کا حاصل ہونا۔''[1]

②

ظاہر و باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا ہی تصوف ہے، اس پیروی کا نام شریعت بھی ہے اور طریقت بھی، ظاہر کی پیروی شریعت ہے، باطن کی پیروی طریقت ہے ــــــ ہم تو ظاہر میں بھی پیروی نہیں کر رہے بلکہ ہمارا طرزِ عمل تو باغیانہ ہے ــــــ باطن میں کیا پیروی کریں گے؟ ــــــ جب ہم حضرات اولیاء و صوفیہ کے اقوال و اعمال پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں شریعت کی جلوہ گری نظر آتی ہے ــــــ سنئے شریعت اور پیروی سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں وہ کیا کہتے ہیں:۔

● ــــــ **امام مالک** (م۔۱۷۹ھ/۷۹۵ء) فرماتے ہیں:۔

''جس نے علم فقہ حاصل کئے بغیر راہِ تصوف اختیار کی وہ زندیق ہوا ــــــ اور جس نے علم فقہ حاصل کیا، تصوف کے راستہ پر نہیں چلا وہ فاسق ہوا ــــــ جس نے ان دونوں کو جمع کیا وہ صحیح مومن ہے۔''[2]

● ــــــ **شیخ عبدالقادر جیلانی** (م۔۵۶۱ھ/۱۱۶۵۔۶ء) فرماتے ہیں:

''اگر حدودِ شریعت میں سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے ــــــ بے شک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے۔''[3]

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف، ترجمہ مخطوطہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص ۱۔۲

۲۔ ایضاً: ص ۲

۳۔ عبدالوہاب شعرانی: طبقات اولیاء، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۱۳۱

Marfat.com

● ——**شیخ شہاب الدین سہروردی** (م ۔۶۳۲ھ/ ۱۹۸۰ء) فرماتے ہیں:

"جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے ، وہ حقیقت نہیں ، بے دینی ہے۔"[۱]

● ——**جنید بغدادی** (م ۔۲۹۷ھ/ ۹۰۹-۱۰ء) فرماتے ہیں:۔

"جس نے نہ قرآن یاد کیا، نہ حدیث لکھی (یعنی علم شریعت سے آگاہ نہ ہوا) طریقت میں اس کی اقتداء نہ کریں، اسے اپنا رہبر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب وسنت کا پابند ہے۔"[۲]

● ——**شیخ محی الدین ابن عربی** (م ۔۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں:

"خبردار! علم ظاہر جو شریعت کی میزان ہے اسے ہاتھ سے نہ چھوڑنا بلکہ جو کچھ اس کا حکم ہے فوراً اس پر عمل کرو۔"[۳]

● ——**امام غزالی** (م ۔۵۰۵ھ/ ۱۱۱۱ء) شیخ سری سقطی (م ۔۲۵۰ھ/ ۸۶۴-۵ء) کی دعا کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس نے پہلے حدیث و علم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا —— اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے کو ہلاکت میں ڈالا۔"[۴]

● ——**شیخ محمد عارف ریوگری** (م ۔۶۳۴ھ/ ۱۲۳۶-۷ء) فرماتے ہیں:

"اے عارف! جب تک اپنے اقوال و اعمال واحوال میں بغیر کمی بیشی کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سنیہ اور شریعت رفیعہ کی پیروی نہ کرے گا بلاشبہ تو مقبولوں اور واصلوں کے زمرے میں نہ ہوگا۔"[۵]

● ——**شیخ عبدالوہاب شعرانی** (م ۔۹۷۳ھ/ ۱۵۶۵-۶ء) فرماتے ہیں:

۱۔ شہاب الدین سہروردی: عوارف المعارف، مصر، ج ۱، ص ۴۳

۲۔ عبدالوہاب شعرانی: الیواقیت الجواہر فی عقائد الاکابر، ج ۱، ص ۱۳۹

۳۔ عبدالوہاب شعرانی: کتاب الیواقیت والجواہر، ص ۲۲

۴۔ امام غزالی: احیاء علوم والدین، ص ۱۳

۵۔ عارف ریوگری: عارف نامہ (ترجمہ اردو قدیر محمد قریشی، کراچی) ۱۹۹۷ء، ص ۹

Marfat.com

(ا) —— "تصوف کیا ہے؟ —— بس احکام شریعت پر بندے کے عمل کا خلاصہ ہے —— علم تصوف، چشمہ شریعت سے نکلی ہوئی نہر ہے۔"[۱]

(ب) —— تمام اولیاء کرام کا اجماع ہے کہ طریقت میں صدر بننے کا لائق نہیں مگر وہ جو علم شریعت کا دریا ہو۔"[۲]

● —— **شیخ احمد سرھندی** (م۔۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) فرماتے ہیں:۔

"طریقت و شریعت ایک دسرے کے عین ہیں، بال برابر بھی ان دونوں میں فرق نہیں —— جو چیز شریعت کے خلاف ہے، وہ مردود ہے۔"[۳]

● —— **شیخ عبدالحق محدث دھلوی** (م۔۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) فرماتے ہیں:

"تصوف، فقہ کے بغیر نہ صرف یہ کہ کافی نہیں بلکہ صحیح ہی نہیں —— تصوف کی طرف رجوع، فقہ کے ساتھ جائز ہے۔"[۴]

● —— **شیخ عبدالغنی نابلسی** (م۔۱۱۴۳ھ/۳۱۔۱۷۳۰ء) فرماتے ہیں:

"اے عاقل! —— اے حق کے طالب! دیکھو، یہ عظمائے مشائخ طریقت، یہ کبرائے ارباب حقیقت، سب کے سب شریعت مطہرہ کی تعظیم کر رہے ہیں"[۵]

● —— **حاجی محمد امداد اللہ** چشتی مہاجر مکی (م۔۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) تحریر فرماتے ہیں:

"پہلا مرتبہ (زبان سے اقرار) شریعت ہے اور دوسرا مرتبہ (دل کی تصدیق) طریقت، ان سے کوئی مرتبہ بھی دوسرے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ حدیث شریف اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہی ہے) کی مراد یہی دل کی تصدیق ہے۔"[۶]

● —— **شیخ احمد رضا فاضل بریلوی** (م۔۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) فرماتے ہیں:

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ص۴ ۲۔ الطبقات الکبریٰ، ص۴

۳۔ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، امرتسر ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء) مکتوب نمبر ۳۶، ص ۹۷

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف، ترجمہ اردو علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص ۶

۵۔ عبدالغنی نابلسی: حدیقة ندیه، ج ۱، ص ۱۳۰۔۱۳۱

۶۔ تقریظ بر انوار التمجید فی ادلة التوحید از مفتی محمد انوار اللہ سابق مدیر المہام امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن۔

Marfat.com

''یقیناً طریقت راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک ——— جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا، لا جرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے۔''[۱]

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر صوفی، ہر ولی شریعت کی بات کر رہا ہے، ظاہر و باطن میں شریعت پر عمل ہی تقویٰ ہے، متقی ہی صوفی اور ولی ہے جس کے لیے قرآن کا ارشاد ہے:۔

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ٥ (الانفال:۳۴)

(ترجمہ) ''اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔''

یہ سارے حقائق اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں کہ صوفیہ کے پاس کچھ ہے جبھی تو شاہانِ وقت کھنچے چلے آرہے ہیں ——— بلا شبہ تصوف ہر دور کی ضرورت ہے ——— اور اس دور کی بھی ضرورت ہے ——— ہر شعبۂ زندگی کو تصوف کی ضرورت ہے ——— بیشک:۔

- ——— تصوف روحِ اسلام ہے،
- ——— تصوف جانِ ایمان ہے،
- ——— تصوف بندگی ہے،
- ——— تصوف زندگی ہے،
- ——— تصوف سادگی ہے،
- ——— تصوف ہمدردی و غمخواری ہے،
- ——— تصوف دل داری و دل نوازی ہے،
- ——— تصوف سیرت مصطفےٰ ہے،
- ——— تصوف صدق ابو بکر ہے،
- ——— تصوف ضرب حیدر ہے،

۱۔ احمد رضا، امام: مقال العرفاء باعزاز شرع و علماء (۱۳۳۷ھ) مطبوعہ بزم قاسمی، کراچی ص ۷

Marfat.com

- ــــــ تصوف فقر بوذر ہے،
- ــــــ تصوف عدالت و دیانت ہے،
- ــــــ تصوف معیشت و معاشرت ہے،
- ــــــ تصوف خزینہ رحمت ہے،
- ــــــ تصوف تہذیب و تمدن ہے،
- ــــــ تصوف عقل کا حیرت کدہ ہے،
- ــــــ تصوف دل کا راحت کدہ ہے،
- ــــــ تصوف برہانِ رب ہے،
- ــــــ تصوف روحِ رواں ہے،
- ــــــ تصوف لشکر جرار ہے،
- ــــــ تصوف حیدر کرار ہے،
- ــــــ تصوف سکون دل بے قرار ہے،
- ــــــ تصوف دوائے دردِ دل ہے،
- ــــــ تصوف بہار بے خزاں ہے،
- ــــــ تصوف بحر و بر ہے،
- ــــــ تصوف جہاں گیر و عالم گیر ہے،
- ــــــ تصوف بصیرت و بصارت ہے،
- ــــــ تصوف فرمانِ حق ہے۔

احقر

محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲/۱۷۔ا۔سی

پی۔ای۔سی۔ایچ۔سوسائٹی

کراچی، سندھ، پاکستان

Marfat.com

باب نمبر ۱

تذکرہ

حضرت باباجی غلام رسول

نقشبندی مجددی مدنی

مرتبہ

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِo

ولادت، تعلیم و ملازمت

● ـــــ باباجی غلام رسول کے والد گرامی ولی محمد (المعروف بُلھا درزی) تھے ان کی دکان جالندھر (حال مشرقی پنجاب، بھارت) کے بازار دیوان خانے والے میں تھی۔ باباجی کی ابتدائی تعلیم محلّہ پنج پیر کی جامع مسجد میں ہوئی۔ استاد حافظ محمد یوسف تھے۔ تاہم بسم اللہ شریف مولانا حکیم سیّد فضل محمد نے کرائی۔[1]

● ـــــ باباجی نے ایک موقع پر فرمایا:۔

''میری عادت تھی چودہ سال کی عمر سے ہی نماز اور تہجد قضا نہیں ہوئی۔ پھر اس زمانے کی بات سنانے لگے کہ میں حساب میں کمزور تھا۔ صبح حساب کا امتحان تھا میں اس وقت چھٹی کلاس میں پڑھتا تھا۔ تہجد کے بعد تسبیح کر رہا تھا کہ اُونگھ آگئی تو اسی وقت ایک بورڈ پر جمع کا سوال لکھا ہوا نظر آیا۔ ساتھ نیچے جواب بھی لکھا ہوا تھا آواز آئی کہ اس کا جواب یاد کرلو۔ اس زمانے کے مطابق بورڈ پر سوال لکھ کر امتحان لیا جاتا تھا۔ جب میری باری آئی تو وہی صبح والا سوال لکھا ہوا تھا۔ میں نے بغیر صحیح کئے ہی جواب لکھ دیا۔

پھر ''دھرم شالہ'' میں ایک ڈاکخانے میں ملازم ہو گیا اور روزے رکھنے بھی شروع کردیئے۔[2]

● ـــــ باباجی غلام رسول مڈل کلاس میں تھے کہ ڈاکخانوں کا ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ محکمانہ (کلرک) بھرتی کرنے کیلئے جالندھر آیا، آپ بھی امیدوار تھے۔ ان کے

۱۔ سید فضل محمد، سید محمد العزیز شرقی المدنی کے والد بزرگوار تھے۔ اشفاق حسین قریشی، لاہور ص ۱۸۹

۲۔ اعجاز خورشید (مدینہ منورہ): رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۹۱

Marfat.com

علاوہ اور بھی بہت سے لڑکے تھے۔ سپرنٹنڈنٹ نے سب امیدواروں سے انگریزی میں املا لکھوائی۔ سب سے زیادہ خوبصورت خط اغلاط سے پاک باباجی کا تھا۔ چنانچہ انہیں کلرک بھرتی کرلیا گیا۔ ا

● —— باباجی نے ایک اور موقع پر فرمایا:

"پیدائش تو جالندھر کی ہے۔ اباجی اور بھائی درزی کا کام کرتے تھے لیکن مجھ کو یہ پسند نہیں ہوا اور میں اسکول میں پڑھنے لگا۔ جب میٹرک کر کے پوسٹ آفس میں ملازم ہوا تو نئی صدی کے شروع کا تیسرا چوتھا سال تھا۔ پھر دس بارہ سال کام کیا میری تنخواہ اس زمانے میں (تینتیس) ۳۳ روپے ہوگئی تھی۔ پھر جنگ عظیم شروع ہوگئی۔ اس وقت میری عمر ۳۵، ۳۶ (پینتیس، چھتیس) سال کی تھی، بالکل جوان تھا، داڑھی کالی تھی اور بدن مضبوط تھا۔ ۲

شخصیت ومزاج

● —— ان کے مزاج اور شخصیت کو سمجھنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ خاموش رہتے تو گھنٹوں خاموش رہتے۔ کافی لوگ آتے تو مختصر سلام کر کے چلے جاتے۔ اس وقت ان کی کیفیت سے ایسا محسوس ہوتا جیسے اندر ہی اندر کہیں مصروف ہوں —— بھنویں چڑھی ہوئی، کہیں اور ہی مصروفِ دید آنکھیں، گم سم —— لیکن یہ نہیں تھا کہ باباجی اس عالم میں کسی کونے میں جا بیٹھتے ہوں یا آنکھیں موند کر مراقبے میں چلے جاتے ہوں، ہرگز نہیں وہ اپنے کام کرتے رہتے، عام لوگوں کی طرح بیٹھے ہوتے، لوگوں کو مشروبات کے ڈبے کھول کر دیتے۔ تبرک تقسیم کرتے رہتے، بلیوں کی دیکھ بھال کرتے رہتے، ان کو پنیر دیتے رہتے۔ ۳

● —— باباجی کو دیکھ کر مجھے بالکل حیرانی نہیں ہوئی کیونکہ دو اڑھائی سال سے میرے ذہن میں باباجی کی ایک شکل اور شخصیت موجود تھی اور باباجی جس ظاہری حالت میں

ا۔ اشفاق حسین قریشی (لاہور): باباجی غلام رسول، ص ۱۹۰

۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان شہر): فیض جاری ہے۔ ص ۲۳۳

۳۔ جاوید علی شاہ (ملتان شہر): فیض جاری ہے۔ ص ۲۴۸۔۲۴۹

Marfat.com

مجھے دکھائی دے رہے تھے وہ ان کی وہ شخصیت تھی جس میں رہ کر انہوں نے اپنی غیبی ڈیوٹی ادا کرنی تھی ــــــ یہ بات مجھے شرقپور والی سرکار نے بتائی تھی کہ:

"ولی کا اصل حلیہ اور شخصیت وہی ہوتی ہے جو اس کے چاہنے والے کے ذہن میں ولی سے ملنے سے پہلے آتی ہے ــــــ اور ملنے کے بعد جو حلیہ اور شخصیت دکھائی دیتی ہے وہ اس کی ڈیوٹی کا یونیفارم اور ڈیوٹی کا انداز ہوتا ہے۔"

سرکار شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر تک اولیائے کرام تک مثالیں دی تھیں۔ اس لئے باباجی کو پہلی بار دیکھ کر ان کی عظمت اور ڈیوٹی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوگیا تھا، کیونکہ وہ جو کام کر رہے تھے وہ ہرگز اعلیٰ لباس اور رہن سہن کی سہولت اور حلیے شریف کے ساتھ نہیں کر سکتے تھے۔[1]

انداز گفتگو

باباجی پنجابی کلچر کے نمائندے تھے بظاہر اردو ہی میں بات کرتے تھے بلکہ کبھی کبھی تو نہایت لائق ایم۔اے پاس اردو کی طرح شاندار اردو میں گفتگو فرمانے لگتے تو کبھی اردو پنجابی مکس کر دیتے اور کبھی پنجابی بولنا شروع کر دیتے۔ ان کا مسئلہ زبان کا نہیں تھا ان کا مسئلہ مطلب بیان کرنا تھا، وہ جو کہنا چاہتے تھے وہ کسی طرح بیان کر دیا کرتے تھے اسی طرح بعض اوقات انگلش کے الفاظ اور بعض ہندی کے الفاظ بھی ان کے منہ سے بھلے معلوم ہوتے۔ جو کچھ بھی ہو ان کا بولنے کا اسٹائل تھا۔ اپنی باریک سی آواز میں وہ کائنات کے راز کھولتے چلے جاتے لیکن انداز ایسا ہوتا جیسے کوئی عام سی گھریلو قسم کی بات کر رہے ہوں۔ انہوں نے احکامات خداوندی، ارشاداتِ نبوی، حیاتِ طیبہ رسول پاک، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور واقعات اولیائے کرام کو بھی اسی سادگی کے ساتھ بیان کیا ان کا انداز کبھی بھی عالمانہ اور خطیبانہ نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی وہ کبھی عالموں، دانشوروں اور صوفیوں کی طرح پند و نصیحت کرتے تھے۔[2]

۱۔ عبدالشکور، الحاج صاحب (لاہور): کیسے کیسے لوگ، ص ۳۰۹

۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان شہر): فیض جاری ہے۔ ص ۲۴۹۔۲۵۰

Marfat.com

سلسلۂ طریقت

باباجی کا سلسلہ طریقت تو نقشبندی مجددی تھا مگرانہوں نے دوسرے سلاسل کے بزرگوں سے بھی فیض پایا جس کی تفصیل ان کے ملنے والے عقیدتمندوں نے بیان کی۔ یہاں ہم چند اقتباسات پیش کرتے ہیں:

● ——باباجی کی مراقبہ کرنے کی عادت تھی کیونکہ ان کے مرشد حضرت قبلہ حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ عیدگاہ شریف والے (راولپنڈی) مراقبے کو بہت افضل سمجھتے تھے یہ اُنہی کی تربیت کا اثر تھا۔[1]

● ——باباجی نے طریقت میں حضرت قبلہ حافظ عبدالکریم نقشبندی (راولپنڈی) سے بیعت کی تھی اور حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب (گولڑہ شریف) سے بھی تعلق تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ کی دعا کا فیض ہے کہ میں یہاں تک پہنچا ہوں اور اس مقدس ترین مقام میں مقیم ہوں۔[2]

● ——روحانیت میں باباجی کا مقام بہت بلند تھا جو ہمارے خیال وگمان سے بالا تر ہے جیسا پہلے عرض کیا گیا اول آپ نے نقشبندی سلسلے میں حافظ عبدالکریم صاحب (عیدگاہ شریف راولپنڈی) سے بیعت کی تھی آخر میں کسی غیبی اشارے کے تحت زندہ پیر آف گھمکول شریف والوں سے ۱۳۹۸ھ میں مدینہ منورہ میں تجدیدِ بیعت نقشبندی مجددی سلسلے کے مطابق کی۔ بحمداللہ! آپ کا ویسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست تعلق تھا اور آپ کی دربارِ اقدس تک رسائی تھی۔ جس کا حال کبھی کبھی ارشاد فرماتے تھے۔[3]

● ——آپ نے زندگی بھر کسی کو مرید نہیں کیا ویسے عقیدتمندوں کی تعداد صدہا تھی

——آپ ہدیہ بہت کم قبول فرماتے تھے۔ اگر کوئی صاحب کوئی ہدیہ سامان وغیرہ لاتے تو

۱۔ اعجاز خورشید احمد (مدینہ منورہ): رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے۔ ص ۹۲

۲۔ عبدالحمید، مدینہ منورہ: باباجی غلام رسول۔ ص ۱۱۱

۳۔ ایضاً: ص ۱۱۲

Marfat.com

اسی قدر یا اس سے زیادہ ان کو پیش فرما دیتے تھے۔[۱]

باباجی کا مسلک، محبت تھا

خود فرماتے ہیں، ہماری محبت میں لالچ نہیں ہے۔ ہمارا کام محبت کرنا اور محبت پیدا کرنا ہے۔ ہم نے محبت پیدا کر دی ہے اور تم میری طرف محبت سے دیکھ رہے ہو، میں محبت کے سفر میں آخری آدمی نہیں ہوں ـــــ میں تو تمہارا پہلا قدم ہوں ـــــ آگے بڑھو اور منزلیں طے کرو ـــــ جھولی بھرو اور آگے جاؤ ابھی بہت سفر ہے اور زندگی بہت تھوڑی۔ یہ بات باباجی نے سلیم مغل (رحیم یار خاں) سے کہی۔ ان کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ان کی آواز کی تلخی نہ جانے کہاں گم ہو گئی تھی اور آواز میں گلوگیری شامل ہو گئی تھی ـــــ کیسا عجیب پیار تھا ان کا؟ ـــــ ہم دنیا دار کہاں سمجھ سکتے ہیں ان ہستیوں کی عظمت کو۔[۲]

● ـــــ جس سے دل بندھ جائے اس کو پیر بنا لو چاہے کسی بھی سلسلے کا ہو جو سچے پیر ہوں گے۔ پیرانِ پیر یقیناً ان کے آگے ہوں گے۔ سارے سلسلے ایک ہیں سب ایک ہی لڑی کے موتی ہیں اور موتی جتنے سچے ہونگے اتنے اچھے ہوں گے ورنہ اللہ سب کا بھلا کرے۔[۳]

بزرگوں سے محبت

ہم باباجی کی زبان مبارک ہی سے بزرگوں سے عقیدت و محبت کے احوال ذیل میں ترتیب وار درج کرتے ہیں:

● ـــــ باباجی کو بچپن ہی سے صوفیائے کرام کے مزارات پر حاضری کا شوق تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شہر جالندھر میں حضرت امام ناصر الدین، حضرت شاہ سکندر اور حضرت شاہ علیم اللہ کے مزارات پر روزانہ حاضر ہوتے۔ دعا مانگتے اور کبوتروں کو دانہ ڈالتے۔[۴]

۱۔ حضرت عبدالحمید صاحب، مدینہ منورہ: باباجی غلام رسول۔ ص ۱۱۲
۲۔ سلیم مغل (رحیم یار خاں): میں نے زندہ ولی دیکھا۔ ص ۱۶۵
۳۔ حاجی مقصود حسین (لاہور): باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یادیں۔ ص ۲۷
۴۔ اشفاق حسین قریشی (لاہور): باباجی بلیوں والے۔ ص ۱۸۹

Marfat.com

● ـــــ مجھے حکم ملا کہ میں سرکار غوثِ اعظم کی بارگاہ میں حاضری دوں، میں بارہ سال وہاں حاضر رہا۔ ایک روز مجھے خیال آیا اور میں نے غوث پاک کی خدمت میں عرض کی کہ میں درزی کا بیٹا ہوں لیکن مجھے سینا نہیں آتا۔ اگر مجھے سلائی کرنا آجائے تو میں آپ کے خادموں کی گدڑیاں ہی سی دیا کروں ـــــ رات کو سرکار غوثِ اعظم تشریف لائے اور دھاگے سمیت سوئی پکڑا دی۔ میں سویرے اُٹھا تو مجھے لگا کہ میں اچھا خاصا درزی ہوں۔ پھر میں پورے اطمینان کے ساتھ خادموں کی قمیض، گدڑیاں سینے لگا۔ جیسے بہت عرصہ سے اس کام میں ماہر ہوں۔ پورے بارہ سال بغداد میں رہا جس میں سے چھ سال حضرت غوث پاک کے دربار میں گزارے۔[۱]

● ـــــ حضرت شاہ علیم اللہ علیہ الرحمہ کے بارے میں بابا جی نے بتایا کہ:

"لڑکپن کے زمانے سے ہی انہیں ایسا لگتا تھا کہ شاہ صاحب ان پر مہربان ہیں اور شفقت فرماتے ہیں، یہ شفقت ایسی ہی تھی جیسے کوئی چاچا تایا کرتا ہے۔ بعد میں یہ بھی محسوس ہونے لگا کہ شاہ صاحب ان کے خیالات کو پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ مزار مبارک پر بیٹھ کر شاہ صاحب سے خیال ہی خیال میں باتیں بھی کرتے تھے لیکن اس طرح کہ کوئی انہیں اس عالم میں دیکھ نہ لے اور اندر کا حال سمجھ نہ لے۔ ان کے ذہن میں شاہ صاحب کا ایک سراپا بھی تھا اور وہ شاہ صاحب کو زندہ ہی سمجھتے تھے۔ انہیں مزار مبارک پر تنہا جانے میں کوئی خوف نہ آتا بلکہ وہ ایسے اوقات میں وہاں جانا پسند فرماتے جب عام لوگوں کی وہاں آمد و رفت نہ ہو اور وہ حضرت شاہ علیم اللہ علیہ الرحمہ کے ساتھ گھنٹوں بات کر سکتے۔ تلاوت قرآن پاک کر کے ان کو سنا سکتے اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا کر ان سے داد وصول کر سکتے۔[۲]

● ـــــ ایک دن حضرت شاہ علیم اللہ علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر تھے کہ ندا آئی:

"مانگو کیا مانگتے ہو۔" ان دنوں بابا جی اسکول میں زیر تعلیم تھے۔ عرض کیا کہ "دعا کیجئے میں

۱۔ منیر الاسلام حسنی، سید (لاہور): بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۳۲۶۔۳۲۷

۲۔ اظہار الحق، کراچی: پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۲۳۔۱۲۴

Marfat.com

امتحان میں پاس ہو جاؤں۔'' ندا آئی: ''اس سے بھی بڑھ کر یہ خوشخبری ہے کہ تم روزانہ ہمارے کبوتروں کو دانہ ڈالتے ہو۔ رب العالمین تمہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے کبوتروں کو دانہ ڈالنا نصیب کرے گا۔'' اور واقعی یہ ہوا۔ بابا جی ہمیشہ کیلئے مدینہ منورہ اور مکے کے ہو کر رہ گئے تھے۔[۱]

● ۲۰ / مارچ ۱۹۰۴ء دوپہر وہ پورے چوبیس سال کے ہو گئے تھے اس روز ظہر کی نماز کے بعد جب سڑکوں پر لوگوں کی آمد و رفت کم کم تھی وہ حضرت شاہ علیم اللہ کے مزار مبارک کے احاطے میں داخل ہوئے کہ آج شاہ صاحب سے اپنی عمر کے نئے سال کیلئے دعائیں لیں۔ لیکن وہ حیران رہ گئے کہ آج اس دوپہر کی تنہائی میں کوئی مخل ہو گیا تھا ——— ایک ضعیف آدمی جو مزار مبارک کے اندر عین اسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جہاں بیٹھنا اس جوان کا معمول تھا۔ رحل پر قرآن مجید کھولے بہت دھیمی آواز میں وہ تلاوت کر رہا تھا اور اس نوجوان کی آمد سے بالکل بے خبر تھا جو اپنی جگہ پر کسی اور کو بیٹھا دیکھ کر الجھنے لگا تھا ——— وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس ضعیف آدمی کے قریب پہنچا کہ کہیں آس پاس ہی بیٹھ جائے گا ——— لیکن اس کے تو جیسے ہوش ہی اُڑ گئے ——— وہ آدمی اور کوئی نہیں بلکہ ویسا ہی تھا جیسا آپ نے خیال میں برسوں سے حضرت شاہ علیم اللہ کا سراپا بنا رکھا تھا ——— گھبرا کر اس نے سلام کیا تو نظر اٹھا کر شاہ صاحب نے اس کی طرف دیکھا۔ آیت پوری کر کے تلاوت ختم کر دی، قرآن پاک بند کر دیا اور وعلیکم السلام کہتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اس کی جانب یوں بڑھایا جیسے اس کے سر پر شفقت سے رکھنا چاہتے ہوں۔ وہ تحیّر میں ڈوبا اور پھر ان کے آگے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے فرمایا: خوش ہو؟ وہ کچھ نہ بول سکا، البتہ اس بات میں سر ہلا دیا فرمایا ——— ''چوبیسواں سال مرد کا آغاز ہوتا ہے، چھتیسواں تشکیل ذات، بیالیسواں انقلاب اور اکیاونواں فیصلہ کُن، ساٹھواں تکمیلِ ذات اور پھر آگے ہی آگے۔''[۲]

● ——— ایک بار میں نے بابا جی سے پوچھا کہ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ اشفاق حسین قریشی (لاہور): بابا جی بلیوں والے۔ ص ۱۸۹۔ ۱۹۰

۲۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۲۴۔ ۱۲۵

Marfat.com

کے دربار مبارک میں حاضری سے پہلے بھی آپ اور کسی دربار میں حاضر ہوا کرتے تھے؟ بابا جی ترنگ میں آ گئے بتانا شروع کر دیا کہ میں جب جالندھر میں تھا تو وہاں حضرت شاہ سکندر کے مزار پر جاتا تھا وہاں حضرت امام ناصر الدین کا مزار بھی تھا جہاں میں حاضری دینے جایا کرتا تھا۔ حضرت شاہ علیم اللہ کے مزار میں زیادہ بیٹھتا تھا اور کبوتروں کو دانہ وغیرہ ڈالا کرتا تھا بڑا اچھا وقت تھا۔ درباروں کا اپنا ماحول ہوتا ہے ——— بادشاہوں کے درباروں کی رونق کا تو مجھے اتنا تجربہ نہیں، لیکن ان بزرگوں کے درباروں میں جو وقت گزرا اور وہاں کی جو رونقیں دیکھیں ان کو بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن جو ان رونقوں کو جانتے ہیں، وہ نصیبوں والے ہیں ——— نہر اور نالوں کا پانی ندی میں اور ندی کا پانی سمندر میں جا گرتا ہے ——— یہ جا کر گرنا کیا چیز ہے؟ ——— یہ پانی کا پانی سے ملنا ہے ——— لیکن پانی بھی پانی سے کیسے ملتا ہے؟ ——— ایک انتظار کرتا ہے اور دوسرا اس کی طرف آتا ہے ——— ایک پانی آ رہا ہوتا ہے اور ایک پانی اس کا انتظار کر رہا ہوتا ہے ——— بس یہی ماحول ہوتا ہے ان درباروں میں ۔[1]

● ——— گھمکول شریف والے زندہ پیر آئے۔ بابا جی کی قدم بوسی کی۔ اس وقت ۱۹۸۶ء میں پیر صاحب کی عمر بابا جی سے آدھی سے بھی کم ہوگی، مگر بابا جی فندق سرور میں جہاں پیر صاحب ٹھہرے تھے میرے ساتھ گئے اور انہیں نئے لٹھے کے تھان میں لپیٹ کر جھاڑ و پھونک کیا اور وہ جھاڑو کیا تھا اور کہاں کہاں استعمال ہوا تھا اسکی تفصیل یہاں نہیں لکھی جا سکتی صرف سمجھ لینا ہی کافی ہے ——— بابا جی جیسی ہستی کو اپنے ڈیرے میں دیکھ کر میں نے خوب نوٹ کیا کہ جس گدے پر پیر صاحب بیٹھے تھے لڑکھڑا گئے تھے۔ جس دن پیر صاحب نے واپس جانا تھا۔ بابا جی نے دس کلو کھجوریں اور ایک درجن ٹوپیاں میرے ہاتھ انکے لئے روانہ کیں ۔[2]

جیسا کہ عرض کیا گیا:

بابا جی بزرگانِ دین، علماء، عرفاء سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور محبت

۱۔ مقصود حسین، حاجی (لاہور): بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں۔ ص ۲۶۸

۲۔ اعجاز خورشید احمد، مدینہ منورہ: رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیارے۔ ص ۱۰۳

Marfat.com

فرماتے تھے۔نقشبندیہ سلسلے کے مشہور و معروف بزرگ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

● ـــــ ابوالعرب پیر سید جماعت علی شاہ دنیاوی علم، دینی علم رکھنے والے، دل والے، خوب اچھا بولنے والے اور ایسا بولنے والے کہ اقبال شاعر بھی ان کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا تھا۔کیسی کیسی ڈیوٹیاں ملتی ہیں اوپر سے۔دنیاوی تعلیم حاصل کی اور کام کرنے پڑے دین کے۔علی گڑھ کالج کیلئے چندہ جمع کرنے گئے جماعت علی شاہ۔لوگ سمجھ نہیں پائے تھے کہ کون ہے؟ کیسا رتبہ ہے؟ کیا مقام ہے؟ کہاں سے ڈیوٹی لگی ہے؟ کہاں سے توفیق ملتی ہے بلکہ یہ بھی سنو۔پاکستان بنانے کی تحریک میں کام کیا۔سیاسی لوگ تھے؟ نا،نا۔بس ڈیوٹی۔ پیر صاحب نقشبندی تھے اور خوب نام پایا۔اللہ تعالیٰ درجات کی بلندی فرمائے۔یہاں تشریف لاتے تھے اور بڑی سخاوت فرماتے تھے۔''ابوالعرب''مشہور ہو گئے تھے جب بھی آتے مجھے ضرور بلواتے تھے، بڑے مہربان تھے۔[1]

● ـــــ ایک دفعہ محترم بخشی صاحب مرحوم جو حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے اور باب السلام میں ایک مکان میں مقیم تھے، بابا جی کو یاد فرمایا اور کہا کہ میرے پاس تیس ہزار ریال موجود ہیں جو آپ مستحق فقراء کو تقسیم کرادیں۔آپ نے اسی وقت ٹیکسی لی اور روانہ ہو گئے۔یہ عشاء کے بعد کی بات ہے جب فجر کو تشریف لائے تو پوچھا کہ کچھ بچا تو فرمایا کہ سب رقم بیواؤں اور یتیموں کو رباطوں میں اپنے ہاتھوں سے دے دی ہے۔بابا جی نے ریال کا کبھی خیال نہیں فرمایا جو آیا اسی وقت فقراء میں تقسیم کر دیا۔[2]

● ـــــ فرمایا یہ اتنی بڑی ہستی ہیں، مولانا ضیاء الدین قادری صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نوازشات سے آج ان کا آستانہ قادریہ

۱۔سلیم مغل (رحیم یار خاں): میں نے زندہ ولی دیکھا۔ص ۱۶۷

۲۔حضرت عبدالحمید (مدینہ منورہ): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ص ۱۱۰

Marfat.com

عشقِ رسول کا نور ہی نور لٹاتا ہے۔ ان کی محفلِ نعت کا سرکار کے حضور میں جو مقام ہے وہ نصیبوں والوں کو ملتا ہے ــــــ نور محمد مستری جنہوں نے دربار کے مینار بنائے ہیں، وہ بھی سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اور مولانا ضیاء الدین قادری صاحب کے ہاں اکثر نعت سنانے جاتے رہتے ہیں، انہوں نے ایک روز بتایا کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ تم غلام رسول سے کیوں نہیں کہتے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کریں کہ ضیاء الدین صاحب جنت دیکھنا چاہتا ہے، آخرت کا کیا پتہ، معاملہ بنے نہ بنے، یہاں دنیا ہی میں ایک بار جنت کا نظارہ کرا دیں۔ چاہے کھلی آنکھ سے چاہے بند آنکھ سے ــــــ خواب میں سہی۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کیا مشکل ہے۔[1]

- ــــــ نعت کا بڑا مقام ہے اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح کرنے والوں کو ہر شے پیار کرتی ہے۔ مولانا ضیاء الدین صاحب درود و سلام اور نعت کی جو محفل سجاتے ہیں اس کی آوازیں کہاں کہاں پہنچتی ہیں اور کہاں کہاں سنی جاتی رہی ہیں بتا نہیں سکتا ــــــ نعت سچے دل سے پڑھی جائے تو محبت ہے ورنہ شاعری۔[2]

- ــــــ باباجی حضور کچھ عرصے حضرت مولانا ضیاء الدین کے ہاں لنگر بھی پکاتے رہے۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء کے درمیان یہ خدمت کی۔ جب ان کی صحت اس قابل تھی۔[2]

- ــــــ ایک دفعہ باباجی بہت موج میں تھے، مجھے فرمانے لگے کہ بیٹا آؤ میں تمہیں بڑی اچھی بات بتاؤں۔ فرمانے لگے کہ میں آج سے ۲۰ سال پہلے مولانا ضیاء الدین صاحب کا لنگر پکاتا تھا جو صبح و شام جاری رہتا تھا ــــــ ایک دفعہ ہندوستان سے کچھ خاص مہمان آنے والے تھے اور لنگر کے لئے تنگدستی چل رہی تھی۔ صبح کی نماز پڑھ کر جب میں مولانا کے پاس پہنچا تو فرمانے لگے: ''غلام رسول! ہندوستان بریلی سے کچھ خاص مہمان آنے والے ہیں اور

۱۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۳۰۳

۲۔ ایضاً: ص ۳۰۳، ۳۰۲

۳۔ محمد طفیل مدنی بھٹی (لاہور): میرے باباجی حضور۔ ص ۷۷

Marfat.com

ہم نے کچھ ضیافت کا انتظام کرنا ہے اور ان دنوں ہاتھ تھوڑا تنگ ہے۔ کسی سے پیسے ہمیں قرض مل جائیں بعد میں ادا کر دیں گے، کوشش کرو"—— بابا جی فرماتے ہیں جب انہوں نے یہ بات بتائی تو میں تڑپ اٹھا اور میں ناشتہ کرنے کے بعد سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر اُحد شریف چلا گیا۔ اور سید الشہداء کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب کے خاص مہمان آنے والے ہیں اور آج کل ہمارا ہاتھ تھوڑا تنگ ہے۔ اگر اپنے غلاموں پر نگاہِ کرم ہو جائے تو عنایت ہوگی—— یہ باتیں عرض کرنے کے بعد کافی دیر تک میں مزار شریف پر بیٹھا رہا۔ پھر واپس آ گیا اور ظہر کی نماز مسجد نبوی شریف میں ادا کی۔ ان دنوں مسجد نبوی میں بابِ مجیدی پر کوئی مرمت ہو رہی تھی تو میں مزدوروں کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے کہا کھانا کھا لو میں نے ان کے ساتھ کھانا کھانا شروع کر دیا پھر میں مولانا صاحب کے پاس آ گیا تو فرمانے لگے—— غلام رسول، کچھ بندوبست ہوا؟ تو میں نے عرض کی کہ سرکار کوشش کی ہے شاید اللہ کامیابی عطا فرمادے۔

تو بابا جی پھر بتاتے ہیں کہ میں جب عصر کی نماز پڑھ کر واپس جا رہا تھا تو کافی لوگ تھے۔ بابِ مجیدی سے نکلتے ہوئے باہر کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا، "لو بھئی غلام رسول! یہ تمہارے لئے ہے۔" وہ ایک کپڑے کی تھیلی تھی اس میں چاندی کے ریال تھے۔ میں دیکھ کر ہکا بکا اور ششدر رہ گیا اور تھیلی دینے والی ہستی کو نہ دیکھ سکا—— اتنے میں مولانا ضیاء الدین صاحب بھی عصر کی نماز پڑھ کر آ چکے تھے۔ جب گھر پہنچے تو تھیلی میں نے ان کے آگے رکھ دی۔ اور کہا کہ: "حضرت یہ اللہ نے ہماری مدد کر دی ہے" تو مولانا صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ فرمانے لگے: "یہ آپکو کہاں سے ملی ہے؟" تو میں نے عرض کی کہ: "میں بابِ مجیدی سے باہر آ رہا تھا تو رش میں کوئی مجھے پکڑا گیا ہے آپ نے شاید کسی اور کو بھی کہا ہو شاید وہ ہمارے جاننے والے ہی ہوں" اور پھر میں نے عرض کیا کہ: "حضور میں نے دیکھا نہیں اُنہیں——" تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ: "غلام رسول! آج ناشتے کے بعد کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ میں سید الشہداء کی خدمت میں گیا تھا اور وہاں عرض

Marfat.com

کر کے آیا تھا۔'' مولانا صاحب چیخ کر بولے: کہ ارے جن کو عرض کر کے آیا تھا وہ خود ہی تو تمہیں تھیلی پکڑا کر گئے ہیں —— ''جب مولانا صاحب نے یہ بات کہی تو میری حالت اتنی غیر ہوگئی کہ کائنات کی اتنی بڑی ہستی مجھے یہ عطیہ دے کر گئی اور میں پہچان نہ سکا۔ میں فوراً ایک دوست کی سائیکل پکڑ کر سید الشہداء کے مزار پر گیا۔ اندھیرا ہو چکا تھا اور میں مزار شریف پر جا کر تقریباً گر گیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے اونگھ آ گئی اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نورانی شکل وصورت میں نمودار ہوئے —— تو میں نے عرض کیا کہ:

''حضور! آپ نے اتنا بڑا کرم فرمایا۔ میں اس قابل کہاں تھا؟''

فرمایا:

''غلام رسول! تم نے ہم سے مدد مانگی تھی کیا ہم تمہاری مدد نہ کرتے؟ جو بھی ہمارے پاس آتا ہے ہم اسے خالی نہیں لوٹاتے۔''[1]

● —— جب میں ۱۹۹۵ء میں پاکستان واپس آ گیا تو ڈیڑھ دو سال بعد میرے وہاں کے ایک ساتھی عبدالجبار مجھ سے ملنے آئے انہوں نے بتایا کہ مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات ہو چکی ہے اور وہ بھی نماز جنازہ میں شریک ہوا تھا —— عبدالجبار نے بتایا کہ مولانا صاحب کی عین جمعہ کے وقت وفات ہوئی تھی اور میت ظہر سے عصر تک ریاض الجنۃ میں رکھی گئی تھی پھر بعد میں جنت البقیع لے جائی گئی۔[2]

۱۔ محمد طفیل مدنی بھٹی، الحاج (مدینہ منورہ): میرے بابا جی حضور۔ ص ۸۷ تا ۸۹

۲۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۳۰۴

Marfat.com

باب نمبر ۲

کوئے جاناں کو دل لے چلا

Marfat.com

پہلے حج کی سعادت

● ــــــ ستر سال پہلے جب پہلی دفعہ حج پر آیا پھر قافلے کے ساتھ چودہ پندرہ دن میں مدینے پہنچے تو راستے میں ایک پٹھان ملا۔ آج کل بکریوں کا گوشت جو کہ ستر اسی روپے کلو ملتا ہے، وہ کہنے لگا کہ چودہ آنے کو مدینے میں بڑا سستا ہے۔ ایک دو پیسے کے اتنے انڈے آتے ہیں۔" وہ بھی پیدل مدینے کو واپس جا رہا تھا۔ا

● ــــــ بچپن ہی میں نماز، روزہ اور عبادات کی طرف طبیعت مائل تھی۔ نعت ذوق وشوق سے سنتے اور اس قدر منہمک ہو جاتے کہ دل بھر آتا آنکھوں میں آنسو تیرنے لگتے۔ کلر کی کرتے کرتے جوانی بیتنے لگی۔ تیس کے پیٹے پر پہنچے تو روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی امنگ نے انگڑائی لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک صبح تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد مصلّے پر بیٹھے درود شریف پڑھ رہے تھے کہ آنکھ لگ گئی اور اسی عالم میں آواز سنائی دی:

"بمبئی پہنچ جاؤ تمہیں اسماعیل مدینے لے جائے گا۔"

خواب ہی خواب میں عرض کیا:

"میں تو اسماعیل کو جانتا تک نہیں ہوں۔"

جواب میں پھر آواز آئی:

"بمبئی پہنچ جاؤ تو تم خود ہی اسے پہچان لو گے۔"

آنکھ کھلی تو دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور دیارِ حبیب پر حاضر ہونے کا شوق پہلے سے تیز ہو گیا۔ بمبئی تک پہنچنے کے لئے زادِ راہ نہ تھا۔ والد گرامی سے دو سو روپے طلب کئے جو مل گئے۔ بیٹے کی خواہش کی تکمیل کیلئے باپ نے یہ رقم ادھار دی تھی۔ رختِ سفر باندھا۔ ٹرین پر سوار ہوئے اور سیدھے بمبئی پہنچ گئے اور تمام مسافروں کے ساتھ

ا۔ محمد طفیل مدنی بھٹی (مدینہ منورہ): یادگار گفتگو۔ دسمبر ۱۹۸۵ء (انٹرویو) ص ۴۶

Marfat.com

اسٹیشن سے باہر نکل آئے منزل کا کوئی اتا پتا نہ تھا کہ اچانک جوگی رنگ کے کپڑے پہنے جن کی دراز زلفیں شانوں پر بکھری ہوئی تھیں ایک صاحب انہیں ملے یہ "حیرت وارثی" تھے۔ بابا غلام رسول سے فرمانے لگے:

"چلو میرے ساتھ میں تمہیں اسماعیل غزنوی سے ملاتا ہوں۔ جو ہر سال حج کیلئے حجازِ مقدس جاتے ہیں اور اپنے ہمراہ تمیں کے قریب عازمین حج کو بھی لے جاتے ہیں۔" یہ سب کے سب سعودی عرب میں شاہی مہمان تصور ہوتے ہیں۔"

چنانچہ خواب کی تعبیر مل گئی اور مولانا محمد اسماعیل انہیں اپنے ہمراہ حجاز مقدس لے گئے۔ ان دنوں بمبئی سے جدہ تک بحری جہاز کا کرایہ ۱۳۲ روپے تھا۔ باباجی کو یہ ٹکٹ رعایتی ۸۲ روپے پر مل گیا۔ یہ ان کا پہلا حج تھا۔

دوسرا حج:

● —— دوسرے برس پھر جالندھر سے بمبئی کے راستے حج کیلئے جدہ گئے۔ وہاں سے پیدل ہی مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ حج ادا کرنے کے بعد ایک قافلے کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے اور روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی۔[۱]

اب کی بار شہر نبی میں ایسے آئے کہ پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مدینے پاک ہی کے ہو کر رہ گئے اور قدموں میں واپسی کی طاقت ہی نہ رہی۔ مدینے پاک میں ایک رات سوئے تو مقدر جاگ اٹھا۔ سرورِ کائنات، حبیبِ خدا، آئینۂ جمال کبریا، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

پھر محبوب کے قدموں میں:

● —— باباجی جب وطن واپس پہنچے تو نوکری ختم ہو چکی تھی ان کے اندر کی دنیا بھی بدل چکی

۱۔ اشفاق حسین قریشی، لاہور: "باباجی بلیوں والے"۔ ص ۱۹۰۔۱۹۱

Marfat.com

تھی اور عام لوگوں کی طرح زندگی گزارنے میں ان کی دلچسپی باقی نہیں رہی تھی۔لیکن ان کے والدین اور عزیز رشتے داروں کا کافی دباؤ تھا کہ پہلے ہی دس بارہ سال تک جدائی اور دوری کاٹ چکے ہیں لہذا اب کہیں جانے کا نام نہ لو۔انہوں نے فوراً باباجی کی شادی کردی تاکہ دنیاداری کے بکھیڑوں میں پڑ کر ایسی لمبی زیارتوں کا آئندہ دھیان بھی نہ آئے —— پھر بچے بھی ہوگئے اور سات آٹھ سال گزر گئے۔لیکن باباجی کی ایک ہی آرزو تھی۔کہ کسی طرح دربار مدینہ میں پہنچ جائیں —— جب ان کا چھوٹا بیٹا چھ ماہ کا تھا یعنی ۱۹۳۳ء میں تو بیوی بچوں کو والدین کے حوالے کر کے عازم مدینہ ہوئے۔اور جب سے یہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں رہے پھر کبھی آقا کی نگری سے قدم باہر نہ نکالا۔[۱]

● —— مدینہ منورہ میں باباجی کی اہلیہ، آپکے بیٹے غلام سرور اور ان کی بیوی ۷۴-۳-۱۹۷ء میں عمرے کیلئے آئے۔تقریباً دو ماہ تک مدینہ منورہ میں رہے۔ایک صاحب احمد بخش بھٹہ جو باباجی کے چاہنے والوں میں سے تھے۔باباجی ان کے گھر میں رہتے تھے۔باباجی رات کو اکثر گھر میں چلے جاتے تھے میں نے عرض کیا اور ان کے بیٹے سے بھی عرض کی کہ آپ اماں جی کو وہاں رکھ لیں۔باباجی کو ۱۹۶۲ء میں سعودی نیشنلٹی مل چکی تھی اور ہم نے کہا کہ اب آپ سعودی ہو چکے ہیں اماں جی کا اقامہ بنوالیں اور ان کو اپنے پاس رکھ لیں۔بیٹا اور بہو واپس چلے جائیں گے تو باباجی کہنے لگے مجھے کہاں مشقت میں ڈالتے ہو میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔اس کے بعد باباجی نے حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب فرمائی اجازت مل گئی۔پھر اماں جی وہاں رک گئیں۔بیٹا اور بہو لاہور آ گئے۔[۲]

● —— وہ غلامِ رسول، وہ عاشقِ رسول —— کتنا بلند نصیب تھا ان کا۔پچاس برس رحمۃ اللعالمین کی دیوار سے لگے بیٹھے رہے۔کالی کملی والے کے در پر آنے والوں کی خدمت کرتے رہے۔پچاس سال بے غرضی اور بے لوثی کے ساتھ عام انسانوں کے لئے

۱۔ جاوید علی شاہ، ملتان: ''فیض جاری ہے''۔ص ۲۳۵

۱۔ محمد طفیل مدنی بھٹی، مدینہ منورہ: ''میرے باباجی حضور''۔ص ۷۵

Marfat.com

دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے رہے۔ خود جسمانی تکالیف میں مبتلا رہے لیکن لوگوں کو محبت، شفقت تقسیم فرماتے رہے[1]

مدینہ منورہ سے بیت المقدس:

● ——— ابھی مدینہ منورہ میں ہی تھے کہ ایک شخص کو خواب میں سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی دیکھا! کہ کوئی صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ اجازت دیں تو بابا جی غلام رسول کو کچھ عرصہ کیلئے بیت المقدس لے جائیں اور اپنے ہمراہ رکھیں۔'' حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اثبات میں سرِ مبارک ہلا دیا۔ بابا جی کی آنکھ کھلی تو فرطِ مسرت سے دیوانے ہونے لگے۔ محبوبِ کائنات کی زیارت بہت بڑا اعزاز تھا پھر انبیائے کرام کی سرزمین بیت المقدس کی اجازت ملنا بھی بہت بڑی سعادت تھی۔ یہ غیبی اجازت ملنے کے بعد بابا جی مولانا محمد اسماعیل غزنوی کا رقعہ لے کر شیخ المسلمین عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پاسپورٹ وغیرہ کی تمام پابندیاں ختم کرادیں۔ جن کے نتیجے میں بابا جی مدینہ منورہ سے پیدل روانہ ہو گئے۔ خیبر، تبوک، مدائن سے ہوتے ہوئے بیت المقدس تک پہنچ گئے۔ پھر وہاں معمول بن گیا کہ دن بھر روزہ سے رہتے اور رات کو بیت المقدس میں عبادت کرتے۔ دو وقت کا کھانا لنگر سے مل جاتا۔ تاہم دوسری ضروریات پوری کرنے کیلئے بہت ہی قلیل معاوضے پر بیت الخلاء صاف کرتے۔ پانچ برس اس دیارِ انبیاء کرام میں گزر گئے۔ الخلیل پر حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات پر جھاڑو دیتے۔ موقع ملتا تو حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے مقاماتِ مقدسہ پر بھی حاضر ہوتے اور رو رو کر دعائیں کرتے۔ ایک شب پھر خواب میں حضور سید عالم، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پاک نصیب ہوئی۔ حکم ملا کہ اب بیت المقدس سے کوچ کرو اور

ا۔ جاوید علی شاہ، ملتان: ''فیض جاری ہے''۔ ص ۲۳۵

Marfat.com

مدینہ منورہ چلے آؤ۔ حکم کی تعمیل کی اور آپ مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔[۱]

● ——بابا جی بیت المقدس سے مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہم السلام کے مزارات پر حاضر ہوئے دونوں مقامات سے ایک جیسا پیغام ملا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارا سلام عرض کر دیں۔ چونکہ وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم سب نبیوں کے سردار ہیں۔[۲]

بیت المقدس سے بغداد شریف:

● ——فرماتے ہیں کہ پورے بارہ سال بغداد میں رہا جس میں سے چھ سال غوث پاک کے دربار میں گزارے اس کے بعد مجھے حکم ہوا کہ مدینہ طیبہ آجاؤ۔ میں یہاں آ گیا پھر مجھے حکم ہوا کہ ''بیت المقدس چلے جاؤ'' —— وہاں تین چار سال انبیائے کرام کی خدمت میں رہا پھر آواز آئی: ''غلام رسول! مدینے آجاؤ'' اور میں یہاں بڑے دربار میں حاضر ہو گیا۔ اب یہاں مجھے پینتالیس سال ہو گئے ہیں۔[۳]

بغداد شریف سے پھر مدینہ منورہ:

● ——بیت المقدس کی زیارتوں کے بعد جب بابا جی بغداد شریف گئے اور اپنا قیام سیدنا غوث اعظم کے دربار میں رکھا تھا۔ جب قیام کئے کچھ عرصہ گزر گیا تو ایک رات بابا جی حضرت غوث اعظم کے مزار کے دروازے کے باہر جہاں تالا لگا ہوا تھا —— یہ بابا جی کے الفاظ ہیں:

''مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک سنائی دی آپ فرما رہے تھے: کہ غلام رسول کو مدینے شریف بھیجو، یہ آواز دوسرے دن پھر تیسرے دن جب سنائی دی تو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۱۔ اشفاق حسین قریشی (لاہور) بابا جی بلیوں والے۔ ص ۱۹۱، ۱۹۲

۲۔ ایضاً ص ۱۹۵

۳۔ منیر الاسلام حسنی سعید (لاہور) بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۳۲۷

Marfat.com

نانا جان گستاخی نہ سمجھیں آپ غلام رسول کے مدینے واپس جانے پر کیوں اصرار کر رہے ہیں ـــــ تو آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر مدینے میں میرے مسکینوں کا لنگر کون تقسیم کرے گا ـــــ اس پر حضرت غوث اعظم نے باباجی سے کہا: اب تم واپس مدینے چلے جاؤ۔[1]

کرم فرمائی میرے حضور کی:

● ـــــ باباجی کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت محبت اور عشق تھا۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مدینے کے حالات سے کچھ متاثر ہو کر میں نے قصد کیا کہ مکہ شریف چلا جاؤں خواب میں اشارہ ہوا کہ "غلام رسول! ہمیں چھوڑ کر مکے جاتے ہو، یہیں رہو" اس کے بعد مستقل طور پر یہیں رہائش اختیار کر لی اور صبر و شکر کے ساتھ دن گزارے۔[2]

● ـــــ پہلے لوگوں نے آپ کا باہر بیٹھنا بند کرا دیا کہ لوگ ملنے والے بہت آتے ہیں تو آپ اندر اصحابِ صُفّہ کے چبوترے پر بیٹھنے لگے بعد میں یہاں سے بھی لوگوں نے اٹھوا دیا تو آپ صوفی احمد بخش بھٹہ کے پاس حارہ شرقیہ چلے گئے۔ جب وہاں بھی سکون نہ مل سکا تو پھر آخری وقت میں اپنی رباط میں تشریف لے گئے۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کا بیان کرتے تھے۔[3]

۱۔ اعجاز خورشید احمد (مدینہ منورہ): رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیارے۔ ص ۹۳

۲۔ حضرت عبدالحمید صاحب (مدینہ منورہ): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۱۲

۳۔ ایضاً: ص ۱۱۳

Marfat.com

باب نمبر ۳

بڑے کرم کی بارشیں

Marfat.com

محبّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

● ــــــ بہت پرانی بات ہے کہ رمضان شریف میں مدینے پاک میں اکیلا گیا ہوا تھا تو باب جبریل پر باباجی بھی افطاری کیا کرتے تھے۔ ان کا صُفر او ہاں الگ لگتا تھا۔ دستر خوان لگا ہوا تھا ابھی افطاری میں تقریباً بیس منٹ باقی تھے۔ اچانک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ بہت سارے حضرات نے دیکھا ہوگا کہ جہاں پر باب جبریل کی کھڑکی کے اوپر پر بنے ہوئے ہیں۔ گنبدِ خضراء کا وہاں سے پانی کا پرنالہ نیچے گرتا ہے۔ تو اس پرنالے پر سے پانی گرنا شروع ہوا۔ باباجی فوراً دستر خوان چھوڑ کر وہاں بھاگ گئے اور نیچے نہانا اور وضو کرنا شروع کردیا میں بھی آپ کے پاس آ گیا اور بہت سارے لوگ بھی آ گئے۔ باباجی خوشی کے ساتھ جھومتے بھی جاتے اور پانی کے چلّو بھر کر میرے اوپر اور لوگوں پر ڈالتے جاتے۔ میں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی نیچے نہانا شروع کر دیا۔ سارے کپڑے بھیگ گئے حتیٰ کہ روزہ بھی اسی حالت میں افطار ہوا اور مغرب کی نماز بھی اسی حالت میں ادا کی۔ فرمانے لگے:

"یہ زندگی میں تیسری بار ایسا ہوا ہے کہ رمضان المبارک میں بارش ہوئی ہے اور ہم نہائے ہیں۔"

ان کی خوشی کی انتہا نہ تھی وہ بہت خوش تھے۔[۱]

● ــــــ باباجی غلام رسول بظاہر ایک عام سے انسان تھے ایک سادہ اور بہت ہی سادہ انسان۔ لیکن ان کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے سبب شہرِ رسول سے وابستگی رکھنے والی ہر شے سے انہیں بے پناہ پیار تھا۔[۲]

● ــــــ خطوط لکھ کر ان کو ڈاکخانے میں ڈالتا۔ لیٹر پیڈ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی

۱۔ محمد طفیل مدنی بھٹی (مدینہ منورہ): میرے باباجی حضور۔ ص ۸۲، ۸۳

۲۔ محبوب الرسول قادری، ملک (لاہور): عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص ۲۰۵

Marfat.com

تصاویر والے آپ بہت پسند فرماتے تھے اور مجھے ہمیشہ فرماتے کہ بیٹا تصویروں والے لیٹر پیڈ لانا اور ٹکٹ بھی مجھ سے منگواتے تھے میں خط لکھتا جاتا اور آپ اس پر اپنے ہاتھ سے ٹکٹ لگا کر رکھتے جاتے تھے۔ا

● ـــــ باباجی کی باتوں میں بہت ساری باتیں ہوتی تھیں ـــــ ان کی باتوں میں ارشادِ باری تعالیٰ اور احادیث مبارکہ کے اثرات نمایاں تھے۔ باباجی عام سے انداز میں خاص باتیں کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں تو غلامِ رسول ہوں۔ یعنی حضور پاک کا نوکر ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر نوکر اپنے آقا کی باتیں کرتا ہے۔ اپنے آقا کی ہر چیز سے اور اس کے لوگوں سے پیار کرتا ہے۔۲

● ـــــ تم کو پتہ ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں سے کیسے پیار کرتے تھے:

★ کبھی ان کو کاندھوں پر بٹھاتے،

★ کبھی گود میں اٹھا لیتے،

★ کبھی ان کو اچھالتے،

★ کبھی ان کے گال تھپتھپاتے،

★ کبھی ان کے رخسار چومتے،

★ کبھی سینے سے لگاتے،

★ اور کبھی ان کو سونگھتے، اور فرماتے:

"مجھے ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔"

اس بیان کے ساتھ باباجی اتنے مسرور ہوئے کہ خوشی کے مارے رونے لگے اور چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا ـــــ کیسی محبت تھی ان کو رسولِ پاک اور ان کے نواسوں سے ـــــ

ا۔ مقصود حسین قادری (کراچی) باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۹۹

۲۔ محمد نعیم (کراچی) وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۳۰

Marfat.com

اور کیسی زندہ معلومات تھیں ان کی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے بارے میں جیسے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو ـــــ باباجی اس حال میں تھے کہ چہرہ دمک رہا تھا آنسو جاری تھے آنکھیں بند تھیں لیکن خوشی اور سرشاری کی کیفیت طاری تھی۔ داڑھی آنسوؤں سے بھیگ رہی تھی۔ فرمایا: ''ایک صحابی کا نام ہے ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کو میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی تو انہوں نے آپ کے چہرۂ انور کو چوما تھا مگر ویسے ہی یعنی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کو چوما تھا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! ـــــ ا

● ـــــ جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس زمانے کے امراء وسردار حاضر ہوتے تو بہت خوشی سے، بہت عقیدت سے جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترتے اور آگے بڑھ بڑھ کر میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے کبھی پاؤں مبارک کو چومتے اور اپنے ہاتھ اپنے چہروں پر پھیرتے۔ میرے آقا تو سرورِ کونین ہیں، خیر البشر ہیں، سارے عالموں کے رب اور اس کے فرشتے ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں ـــــ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بلکہ تمام اولیائے کرام کا یہی چلن رہا ہے کہ میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک وجود سے جو بھی شے مس ہوئی ہے، وہ اس کو عقیدت، عزت اور محبت سے چومتے ہیں، آنکھوں سے لگاتے ہیں، اس سے محبت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو مہرِ نبوت کو چوما تھا قبا میں ـــــ بلکہ اذان میں میرے آقا کا نام مبارک سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انگوٹھوں کے ناخنوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر پھیرا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ ۲

ا۔ اظہر قریشی (لاہور): باباجی پر عنایت خاص۔ ص ۲۸۱

۲۔ ایضاً: ص ۲۸۲

Marfat.com

● —— باباجی کے چہرے پر مسرت تھی اور آنکھیں کہیں اور دیکھ رہی تھیں فرمایا:

''یہ جو مقامِ ملتزم ہے خانہ کعبہ میں تو یہ کس مقام سے ملا ہوا ہے ——
پیارے آقا نے مقامِ ملتزم کے ساتھ چمٹ کر دعا فرمائی —— ہے نا اس
میں کوئی بات!''

ادب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

● —— ہمارے حضرت صاحب کے صاحبزادے جلیل الرحمٰن صاحب نے ایسی ایمان افروز بات بتائی جو تحریر کرتا ہوں۔جلیل صاحب نے بتایا یہ ۸۳-۱۹۸۲ء کی بات ہے کہ میں باباجی کو ملنے ان کی رہائش گاہ پر گیا۔میں ان کے پاس تقریباً پندرہ بیس منٹ بیٹھا اس دوران باباجی کوئی دوتین مرتبہ رفع حاجت کیلئے غسل خانے میں گئے تو مجھے بہت احساس ہوا میں نے باباجی سے عرض کیا کہ باباجی آپ اتنی مشقت کرتے ہیں آپ کیوں نہ کوئی برتن رکھ لیں اور نماز کے وقت اس کو صاف کروالیا کریں۔جلیل صاحب کہتے ہیں کہ باباجی نے مجھے جواب دیا کہ بات بتانے کی نہیں ہے لیکن آپ کو بتادیتا ہوں آپ ہمارے بزرگوں کے صاحبزادے ہیں۔دراصل بات یہ ہے کہ میں اس کمرے میں ایسی حرکت نہیں کرسکتا کیونکہ آقاومولیٰ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،سیدنا صدیق اکبر،سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے غلاموں کے پاس عیادت کیلئے آتے ہیں۔اگر میں ایسا کروں تو کیا میں امتی کہلانے کے لائق ہوں۔یہی وجہ ہے کہ میں باربار غسل خانے میں جاتا ہوں۔[1]

● —— ہم نے یہ بھی دیکھا کہ باباجی آتے جاتے،اٹھتے بیٹھتے،ہرحال میں اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ دربار رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پشت نہ ہو۔بہت ادب،بہت لحاظ،بہت احترام۔[2]

۱۔محمد طفیل مدنی (مدینہ منورہ): میرے باباجی حضور۔ص ۸۶،۸۷
۲۔سلیم مغل (رحیم یارخاں): میں نے زندہ ولی دیکھا۔ص ۱۷۷

Marfat.com

● ——— مجھے بابا جی حضور ہمیشہ ایک ہی دعا دیتے تھے:

"اللہ تعالیٰ تمہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر پاک میں ادب کے ساتھ رہنا نصیب کرے اور مدینہ پاک میں موت نصیب کرے۔ آمین!"[۱]

● ——— ایک بار فرمایا: میں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ غلام تو اپنے آقا کی خدمت ہی میں ہوتا ہے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔"[۲]

● ——— شیخ صبور احمد محمودی صاحب بتاتے تھے:۔

"کہ بابا جی غلام رسول ادباً باب جبریل کے سامنے بیٹھے رہتے تھے وہاں بلیوں کو پنیر ڈالتے رہتے دودھ اس لئے نہیں ڈالتے کہ فرش خراب نہ ہو کہ وہ ادب کے خلاف ہے۔[۳]

قُربِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

● ——— حضور بابا جی کو وہ قرب حاصل تھا کہ ہر بات جو بھی منوانی ہوتی تھی یا کرانی ہوتی تھی ——— آپ فرماتے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور عرض کریں گے۔ پھر دوسرے روز جواب باصواب عطا فرماتے تھے۔ یعنی ہر بات سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جب تک کہ فنافی الرسول کا مقام حاصل نہ ہو۔ حضور بابا جی دراصل مقام فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔ واصل باللہ تھے وہ ولی کامل اور منظور نظر دربارِ رسالتمآب تھے۔ جو چاہتے تھے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے اور حاصل کر لیتے تھے۔

● ——— بابا جی غلام رسول نے یہ تبرک دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ کا نام لے کر

۱۔ مقصود حسین قادری (کراچی): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۲۰۱

۲۔ عبدالشکور صاحب، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۱۳

۳۔ بروایت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، کراچی

Marfat.com

روزانہ ایک کھجور اس میں سے مریضہ کو کھلائیں۔ باباجی نے یہ پیغام بھی دیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مریضہ ٹھیک ہو جائے گی، اللہ کے کرم سے۔[۱]

● ——— باباجی خود کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہتے تھے اور فرماتے تھے:

''میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی یہی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اپنے در پر رہنے دیا ہے۔ اس سے بڑا مقام اعلیٰ اور کون سا در ہے پوری کائنات میں۔''[۲]

● ——— آنے والوں میں سے ایک پاکستانی سے میں نے معلوم کیا کہ یہ صاحب کون ہیں، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ رسولِ پاک کے لاڈلے باباجی غلام رسول ہیں۔ اور چالیس سال سے ہر وقت اسی دربارِ عالیہ کے اندر اور اس کے آس پاس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں میں بہت اثر رکھا ہے۔[۳]

● ——— ایک بار مولانا (بدر عالم) نے مجھ سے (باباغلام رسول کو) کہا کہ ''سرکار کے ساتھ معاملات میں میرا اور آپ کا فرق ہے'' ——— میں بہت حیران ہوا ——— تو بولے کہ ''میں عرض کر سکتا ہوں اور آپ کو تو جواب بھی مل سکتا ہے۔ آپ میرے واسطے کوئی دعا فرمائیں۔''[۴]

دربارِ رسالت میں پذیرائی:

● ——— باباجی حضرت غلام رسول جالندھری ایک باکمال شخصیت اور قلندر صفت ولی گزرے ہیں، ان کا اصل منصب عشقِ رسول ہے۔ اس صدی کا طویل عرصہ انہوں نے

۱۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۱۵

نوٹ:۔ اس لڑکی کو سینے کا کینسر ہو گیا تھا، اس کا کیس اتنا بگڑ گیا تھا کہ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے کر گھر بھیج دیا تھا۔ چنانچہ باباجی سے رجوع کیا گیا۔

۲۔ سلیم مغل (رحیم یار خاں): میں نے زندہ ولی دیکھا۔ ص ۱۷۲

۳۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۲۹۱

۴۔ ایضاً: ص ۳۰۲

Marfat.com

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ اقدس کی چوکھٹ پر شب و روز مسلسل حاضری کی صورت میں گزارا۔ نصیبوں کی بات ہے جسے چاہے جیسے چاہے نواز دے۔[۱]

● ——— بابا جی ہر بات میں:

★ ''حضور پاک کی برکت سے،

★ سرکار کی دعاؤں سے، اور

★ میرے آقا کی نظر ہو جائے گی''

جیسے الفاظ ہر ایک ملنے جلنے والے سے کہتے رہتے تھے۔ لوگ ہر وقت بابا جی کو گھیرے رہتے، اور فیض کا یہ دریا دعاؤں کی صورت میں بہتا رہتا۔ بہت سی صورتوں میں بابا جی فرماتے:

''حضور پاک کی خدمت میں عرض کروں گا۔''

کبھی کبھی فرماتے:

''جیسے حضور پاک فرمائیں گے ویسا آپ کو بتا دوں گا۔''[۲] (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روضۂ ابراهیم علیہ السلام کی جاروب کشی

● ——— یہ دور بھی آ گیا کہ بابا جی حرمِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جھاڑو دینے اور کوڑا کرکٹ اٹھا کر باہر پھینکنے پر مامور ہو گئے۔ تیس ریال ماہانہ معاوضہ تھا۔ وہ یہ کام جوانوں سے زیادہ بڑھ کر زیادہ ہمت اور مستعدی سے کرتے۔[۳]

● ——— پھر جب مدینے کے لوگ رات کو سو جاتے تو بابا جی یہی ریڑھی لے کر حرمِ نبوی سے اکٹھا کیا گیا کوڑا کرکٹ اٹھاتے اور دور باہر جا کر پھینک آتے۔ میں نے کئی بار بابا جی

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۳۲

۲۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو عاہی دعا تھے۔ ص ۲۹۶

۳۔ اشفاق حسین قریشی (لاہور): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۹۳

Marfat.com

کو آدھی رات کے وقت بابِ جبریل کے سامنے جنت البقیع کی طرف جانے والی گلی میں اپنی ریڑھی لئے پھرتے اور گندگی اٹھاتے دیکھا۔ اس گلی میں ان لوگوں کے مکانات ہیں جن کے آباء و اجداد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خدام تھے۔ بابا جی اس گلی کو صاف ستھرا رکھنا بھی اپنی بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ ا

● ـــــ بابا جی بیان فرماتے ہیں کہ: روضۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پانچ سال میں نے جھاڑو کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جو خادم تھے میں ان کی دکانوں کی راکھی کیا کرتا تھا اور جو پیسے مجھے ملتے تھے ان کے خادم کو پیش کر دیا کرتا تھا۔ ۲

لنگر کی خدمت:

● ـــــ بابا جی جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دربارِ نبوی پر ملازم ہو گئے۔ تنخواہ ملتی تھی۔ اس کے علاوہ لنگر پکایا کرتے تھے وہاں سے بھی کچھ معاوضہ مل جایا کرتا تھا۔ بعد میں لوگوں کے دروازے دروازے جاتے اور بچے کھچے کھانے میں سے ہڈیاں بوٹیاں چن کر لے آتے۔ کم پڑتے تو اپنے پاس سے رقم ملا کر بلیوں کے لنگر کیلئے چھیچھڑے اور گوشت لے آتے۔ روزانہ غریبوں اور زائرین کیلئے بھی لنگر الگ سے بنوایا جاتا تھا۔ لوگ چندے اور عطیات دینے لگے تو یہ کام آسان ہو گیا۔ ۳

● ـــــ جو کچھ آنے والے نذر کرتے ہیں وہ اس رقم کا بڈی اور گوشت خرید لیتے ہیں۔ انسانوں کیلئے بھی لنگر بناتے ہیں اور مدینے پاک کی بلیوں کیلئے بھی۔ ۴

بلّیوں اور کبوتروں کی خدمت:

● ـــــ بابا جی کو بلیوں کا بہت شوق تھا ان کے واسطے خود مارکیٹ جا کر گوشت

ا۔ اشفاق حسین قریشی (لاہور): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۹۳۔۱۹۴
ا۔ محمد طفیل مدنی بھٹی: یادگار گفتگو دسمبر ۱۹۸۵ء۔ انٹرویو۔ ص ۶۲
۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۵۵
۳۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۰۷

Marfat.com

لاتے اور اپنے ہاتھ سے عصر کے بعد کھلاتے تھے۔اس کے علاوہ کبوتروں کو ہر ماہ منوں دانہ ڈلواتے تھے۔نابینا لوگوں کو ہر ماہ پہلی تاریخ کو پچاس ریال فی کس رقم لفافے میں رکھ کر بھیج دیتے تھے۔میں نے خود گنا تو چالیس لفافے ہر ماہ جاتے تھے۔علاوہ ازیں رباطوں میں، بیواؤں، یتیموں، مسکینوں کا بھی خیال رکھتے تھے اور حتی الامکان ان کی مدد کرتے رہتے تھے۔ا

● ـــــ وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی میں شہر نور کی بلیوں کو گوشت ڈالتے اور ان کی نگہداشت کرتے۔کبوتروں کو دانہ ڈنکا ڈالتے۔۲

● ـــــ حلیہ تو مجذوبوں جیسا لگتا تھا لیکن عملی طور پر مجذوب ہرگز نہیں تھے۔پابندیٔ اوقات کے ساتھ نماز، تلاوتِ کلام پاک نوافل کی ادائیگی، روزے، بلیوں کی خوراک، کبوتروں کو دانہ، زائرین کیلئے لنگر، بلیوں کیلئے پنیر۔۳

● ـــــ آخری عمر میں اس خاکسار کو بلیوں کی خدمت کے واسطے کہا تو حتی الامکان خدمت کر رہا ہوں۔ابھی بھی تقریباً چالیس بلیاں ہیں۔رات کو دو بجے دروازے پر آجاتی ہیں۔آج کل گوشت کی مارکیٹ شہر سے تقریباً پانچ میل دور چلی گئی ہے۔بکری یا گائے کا گوشت نہیں مل رہا ہے۔بہر حال برازیل اور فرانس کی صحت مند مرغیوں کا گوشت بلیوں کو پیش کرتا ہوں اور وہ سب خوشی سے کھا جاتی ہیں۔تہجد کے وقت گوشت دھو کر ان کو ڈال دیتا ہوں پھر کھا کر اپنے مقام پر چلی جاتی ہیں کوئی بھوکی ہو تو عصر کو آجاتی ہے۔اللہ سے دعا ہے کہ اللہ کریم ان کی خدمت جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!''۴

بلیوں کی خدمت:

باباجی فرماتے ہیں: ایک روز میرے دفتر میں ایک بلی آگئی۔بلی تو کسی بھی دکان،

ا۔حضرت عبدالحمید صاحب (مدینہ منورہ): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ص ۱۰۹

۲۔حفیظ تائب صاحب (لاہور): پیشوائی۔ص ۱۷

۳۔جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ص ۲۵۸

۴۔حضرت عبدالحمید صاحب (مدینہ منورہ): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ص ۱۱۱

Marfat.com

مکان یا دفتر میں آسکتی ہے کوئی خاص بات بالکل نہیں تھی، سب اپنا اپنا کام کر رہے تھے میں بھی کام کر رہا تھا ——— لیکن میں نے دیکھا وہ تو سفید بلی تھی پھر براؤن کیسے ہوگئی ——— پھر اس کی شکل بھی بدل گئی پھر رنگ بھی بدل گیا۔ اب جو غور کیا تو پتہ چلا کہ جناب وہ ایک بلی نہیں تھی بلکہ ایک قطار تھی بلیوں کی ——— ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری آتی جاتی تھی ——— اور پھر میں نے دیکھا کہ یہ قطار تو مدینہ منورہ سے میرے دفتر تک ہے جبکہ میں مدینہ منورہ کبھی نہیں گیا تھا ——— بہت حیرانی ہوئی، ساتھ والے سے بھی کہا کہ باؤجی! یہ بلیوں کی قطار دیکھ رہے ہو ——— وہ بولا کونسی قطار؟ ——— بس ایک سفید بلی ہے بلکہ کالی سفید بلی ہے ملی جلی جو سامنے ٹیبل کے نیچے کھڑی ہے غلام رسول! یہ معصوم جانور ہے ——— میں خاموش رہ گیا لیکن میں نے یہ دیکھا تھا وہ سب عجیب وغریب تھا۔[1]

● ——— بابا جی فرماتے ہیں: میرے سرکار نے ایک بار خواب میں حکم فرمایا کہ مدینہ طیبہ کی بلیوں کا خیال رکھو ——— میرے لئے کافی تھا میرے آقا کا حکم ——— بلیوں کے لئے چھیچھڑے گوشت خرید لیتا۔ میں نے خاکی تھیلے کینوس کے بنوائے تھے اس کام کے لئے۔ گلے میں دونوں تھیلے دونوں طرف ڈال کر ان میں چھیچھڑے اور گوشت بھر لیتا اور شہر کی گلیوں میں گزرتا جاتا۔ بلیاں میرے آنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ جاتی تھیں ان کو میرے آنے کا وقت معلوم ہو جاتا تھا۔ میں تھیلوں سے گوشت اور چھیچھڑے نکال نکال کر ان کو ڈالتا جاتا تھا اور چلتا جاتا تھا ——— پھر میں بوڑھا ہو گیا تو ایک چھوٹی سی ریڑھی خرید لی ——— اس کے بعد جب ٹانگ خراب ہوگئی تو ایک بندہ اجرت پر رکھ لیا۔ جو میری مدد کرنے لگا ——— اب تو بہت مشکل ہے چلنا پھرنا۔ جب سے ان گلیوں میں جانے کے قابل نہیں رہا ہوں۔ بلیاں خود ہی ڈھونڈ ڈھونڈ کر میرے پاس آنے لگی ہیں۔ وہ خود آ کر اپنا حصہ لے جاتی ہیں۔ مجھے اچھا لگتا ہے کہ وہ اب بھی مجھے اس قابل سمجھتی ہیں اور مجھ سے بہت مانوس ہیں۔[2]

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۳۴

۲۔ مقصود حسین، حاجی (لاہور): بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں۔ ص ۲۶۹

Marfat.com

● ——— پھر ایک بار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ: ''مدینہ منورہ کی بلیوں کی خوراک بھی فراہم کرو۔'' اس حکم کی تعمیل میں بابا جی خاکی کینوس کے تھیلے گلے میں ڈال کر گلیوں میں گھومتے جاتے اور ان تھیلوں سے گوشت اور چھیچھڑے نکال نکال کر بلیوں کو ڈال دیتے۔ مدینہ منورہ کی بلیاں بھی بابا جی سے اس قدر مانوس ہو گئی تھیں۔ وہ بابا جی کی آمد سے قبل ہی راستے پر جمع ہو جاتی تھیں۔ اور اپنی خوراک حاصل کرتیں۔ بابا جی کو کوئی بلی بیمار نظر آتی تو اسے اٹھا کر اپنی اقامت گاہ لے آتے اس کا علاج کرتے اسے بہتر خوراک فراہم کرتے اور جونہی وہ صحت یاب ہوتی اسے اسی علاقے میں چھوڑ آتے جہاں سے اٹھا کر لائے تھے۔ جب کینوس کے تھیلوں کا بوجھ بڑھنے لگا اور ضعیفی نے بھی آ گھیرا تو ایک چھوٹی سی ریڑھی خرید لی اور اس پر گوشت اور چھیچھڑے ڈالتے اور مدینے پاک کی گلیوں میں جا کر بلیوں کو خوراک فراہم کرتے۔[1]

● ——— بابا جی کی بلیاں دیکھیں، بلیوں کا مہمان خانہ دیکھا کوئی چھیچھڑے کھا رہی ہے، کوئی دودھ پی رہی ہے۔ صبح کو خُبز (خمیری روٹی) دودھ میں بھگو کر انہیں ناشتہ کرایا جاتا تھا۔ بلیاں آتیں اور کھا کر چلی جاتی تھیں۔ بارہ بجے قصاب خانے سے گوشت لا کر انہیں ڈالا جاتا تھا۔ معمارِ حرمِ پاک مستری نور محمد بتاتے تھے کہ بابا جی صاحب وَہنگی[2] کے دونوں طرف گوشت بھر لیتے تھے اور چلتے جاتے تھے بلیوں کو پتہ ہوتا تھا کہ فلاں وقت بابا صاحب آئیں گے۔ وہ راستے میں کھڑی ہوتی تھیں کچھ بلیاں تو بابا جی کو دیکھتے ہی چھتوں سے چھلانگ لگا دیا کرتی تھیں۔[3]

۱۔ اشفاق حسین قریشی، لاہور: بابا جی بلیوں والے رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۹۳

۲۔ کراچی اور اندرون سندھ لوگ مال کی باربرداری کے لیے اپنے شانوں پر ایک مخصوص شکل کا ہینگر استعمال کرتے ہیں۔ یہ مضبوط موٹی لکڑی سے بنا ہوتا ہے جو کہ شانوں کے اوپر سے ہوتے ہوئے دونوں پہلوؤں کے متوازی ہوتا ہے۔ اس میں لوہے کے موٹے ہُک ہوتے ہیں، جن میں کنستر مال وغیرہ سے بھر کر لٹکا لئے جاتے ہیں ——— مقصود

۳۔ محمد موسیٰ امرتسری، حکیم، لاہور: بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۸۳

Marfat.com

● ——جب تنہا بیٹھے ہوتے تو بلیاں ان کے اوپر چڑھ رہی ہوتیں اور ان کی جیبیں الٹ پلٹ کر پنیر کے پیکٹ نکال رہی ہوتیں تو اس وقت کے باباجی بہت دلچسپ اور خوشگوار ہوتے۔ا

● ——باباجی غلام رسول نے بھی مدینے کے کتوں اور بلیوں کو گوشت کھلانے کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔ وہ شام کو اپنے کھانے کے بعد گلی کوچوں میں نکل جاتے۔ مدینے کے لوگ اپنا بچا کھچا کھانا عموماً دروازے کے قریب پھینک دیتے ہیں۔ وہ اس میں گوشت، ہڈیاں اور چھیچھڑے چنتے اور انہیں جمع کر کے مختلف مقامات پر کتوں اور بلیوں کو لے جا کر کھلاتے۔ اس شہر کے کتے اور بلیاں ان سے اتنے مانوس ہو گئے تھے کہ وہ مقررہ وقت پر جمع ہو جاتے اور باباجی غلام رسول کی آمد کا انتظار کرتے۔ اگر مطلوبہ مقدار میں گوشت نہ ملتا تو باباجی اپنی جیب سے گوشت خریدتے اور شہرِ رسول کے کتے اور بلیوں کو بھوکا نہ سونے دیتے۔ اب سے چند سال قبل وہ ایک ہاتھ گاڑی میں گوشت لئے جا رہے تھے کہ کسی ٹیکسی نے ٹکر ماردی گاڑی کا آہنی فریم ان کے گھٹنوں سے ٹکرایا اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ اس حالت میں بھی انہوں نے گھسٹ گھسٹ کر اپنی اس خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب کبر سنی اور جسم کی ناتوانی نے بالکل ہی ڈھیر کر دیا تو وہ صاحب فراش ہو گئے۔۲

● ——بلیوں کیلئے باباجی کی خدمت کا عالم دیکھ کر مجھے اس بات پر بہت حیرانی ہوتی تھی کہ کبھی باباجی وہاں کبوتروں کو دانہ نہیں ڈالتے تھے میں نے رسمی طور پر پوچھا تو فرمانے لگے: کہ کبوتر حرم پاک میں دانہ کھاتے ہوئے چلتے پھرتے بیٹھ بھی کر دیتے ہیں۔۳

● ——باباجی کی بلیاں بھی دیکھیں، بڑی محبت والی، بڑی تمیز والی اور ان بلیوں کیلئے باباجی کی شفقت و محبت بھی عجیب تھی۔ دل میں خیال آیا کہ جب باباجی مدینے شریف کی ان

۱۔ جاوید علی شاہ، ملتان: فیض جاری ہے۔ص ۲۴۲

۲۔ محمد صلاح الدین (کراچی): مدینہ منورہ کی ایک یادگار شخصیت،ص ۳۱

۳۔ محمد موسیٰ امرتسری، حکیم (لاہور): باباجی غلام رسول علیہ الرحمہ،ص ۱۸۵

Marfat.com

بلیوں کیلئے اتنے ہمدرد اور شفیق ہیں تو وہ ہمارے لئے کتنے محبت کرنے والے اور شفیق ہوں گے۔[۱]

● ——انہوں نے بلیاں پالی تھیں۔ پچاس سال تک بلیوں کی خدمت کی تھی۔ مدینہ منورہ کی بلیوں کے ساتھ اتنا پیار——ان کو خوراک فراہم کرنا——ان کی صحت کا خیال رکھنا——ان کی دیکھ بھال کرنا۔ ان بلیوں نے انہیں کیا دینا تھا، اس نے سب کچھ کرنا تھا ان بلیوں کیلئے——حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امتی نے لاکھوں افراد سے پیار کیا۔ ان لوگوں نے بھی اسے کیا دینا تھا اسی نے دینا تھا کہ ان کی ہمت بڑھائی، ان کے زخموں پر مرہم رکھا، ان کے دکھوں میں ان کے ساتھ رویا، ان کو اللہ کی راہ دکھائی۔ ان کے ساتھ گڑ گڑا کر رب تعالیٰ سے دعائیں کیں۔[۲]

۱۔ اظہر قریشی، (لاہور): بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پر عنایتِ خاص۔ ص ۲۷۵

۲۔ ایضاً: ص ۲۷۷۔ ۲۷۸

Marfat.com

باب نمبر ۴

باباجی کی شخصیت

Marfat.com

عبادات:

بابا جی فرماتے ہیں:

● ——"میری عادت تھی۔ چودہ سال کی عمر سے ہی نماز اور تہجد قضا نہیں ہوئی۔[1]

● ——میں نے روزے بہت چھوٹی عمر سے ہی لگاتار رکھنے شروع کر دیے تھے الحمد للہ! اس ربّ کریم کے کرم سے تیرہ سال ان کو افطاری کرواتا رہا، مگر انہوں نے اپنا عرصہ ترپین سال مدینے شریف کے قیام میں صرف بیماری کے چند سال آخری عمر میں روزے رکھنے بند کر دئے تھے۔ سال مین تین دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ عیدین پر اور شعبان کی آخری تاریخ کو۔ تاکہ شعبان اور رمضان کا فرق ہو جائے۔ ویسے بھی اس دن روزہ رکھنا منع ہے۔[2]

● ——ہم دو ماہ سترہ دن مدینہ منورہ میں رہے۔ تقریباً بلا ناغہ بابا صاحب سے ملاقات رہتی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ بابا جی تمام فارغ وقت میں تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتے، مجھے بہت اچھے لگتے تھے۔[3]

● ——آپ کو پیشاب کی تکلیف کی وجہ سے پیشاب بار بار آتا تھا اور آپ بار بار باتھ روم تشریف لے جاتے اور ہر بار تازہ وضو فرما کر دو رکعت نماز نفل ادا فرماتے اور پھر درود شریف پڑھنے لگ جاتے۔[4]

● ——میرے ایک عزیز دوست سجاد الرحمٰن صاحب جو کہ تقریباً دس برس سے دیارِ حبیب علیہ التحیۃ والتسلیم میں قیام پذیر ہیں اور نہایت عبادت گزار اور متقی انسان ہیں۔ انہوں نے ایک بار مجھ سے فرمایا کہ بابا جی اتنے مضبوط جسم کے مالک ہیں کہ رمضان المبارک میں تراویح میں کئی حضرات کا وضو ٹوٹ جاتا مگر بابا جی ساری ساری رات جماعت سے تراویح

۱۔ اعجاز خورشید احمد (مدینہ منورہ): رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیارے۔ ص ۹۱

۲۔ ایضاً: ص ۹۹

۳۔ محمد موسیٰ امرتسری، حکیم (لاہور): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۸۵

۴۔ مقصود حسین قادری، حاجی (کراچی): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۲۰۰

Marfat.com

اور دیگر عبادات میں مشغول رہتے۔ مجال ہے، کہ ان کا وضوٹوٹ جائے۔ میں نے ان کے پائے کا عبادت گزار نہیں دیکھا۔[۱]

● ــــــ بابا جی کی شخصیت کو بیان کرنا مشکل ہے:

★ جب وہ ادائیگی نفل اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہوتے تو کچھ اور ہی لگتے،

★ جب لوگوں سے مل جل رہے ہوتے تو کچھ اور ہوتے،

★ جب مسئلے مسائل سن کر لوگوں کیلئے دعا کر رہے ہوتے تو کچھ اور ہوتے،

★ جب خاموش بیٹھے کچھ سوچ رہے ہوتے تو عجیب ہی منظر ہوتا،

★ جب آنکھیں بند کئے، سر جھکائے بیٹھے ہوتے تو کچھ اور ہی معلوم ہوتے۔[۲]

● ــــــ انہیں ہمیشہ تلاوت قرآن یا نوافل میں مصروف دیکھا گیا۔[۳]

● ــــــ بابا جی نماز کے پابند تھے اور نفلی عبادت میں لگے رہتے تھے۔ اکثر تلاوتِ قرآن پاک کرتے نظر آتے اور عام طور پر روزے کی حالت میں رہتے۔[۴]

روشن ضمیری:

● ــــــ ایک بار بابا جی نے خود بتایا تھا کہ خود بخود اندر اندر فلم چلتی رہتی ہے کہ فلاں جگہ ایسا ہو رہا ہے اور فلاں جگہ یہ واقعہ ہونے والا ہے۔ فلاں بندے کے ساتھ یہ واقعہ ہو چکا ہے اور فلاں کے ساتھ یہ ہونے والا ہے ــــــ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اندر کی واردات بیان کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ماسوائے کسی کی مدد کرنے کے۔[۵]

۱۔ مقصود حسین قادری، حاجی (کراچی):

۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۴۲

۳۔ محمد صلاح الدین (کراچی): مدینہ منورہ کی یادگار شخصیت۔ ص ۳۱

۴۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۰۰۔ ۳۰۱

۵۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۱۲

Marfat.com

مستجاب الدعوات:

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی نقشبندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

● ـــــ ایک مرتبہ جب فتنۂ قادیانیت فروغ پا رہا تھا۔ تو میں نے اپنے ایک دوست چودھری فتح محمد بٹالوی کے ذریعے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام چٹھی لکھی کہ ''مشکلات ہیں، رکاوٹیں ہیں آپ توجہ فرمائیں تاکہ رکاوٹیں دور ہوں۔'' چودھری فتح محمد صاحب نے مدینے پاک میں مقیم بزرگ بابا جی غلام رسول سے بات کی تو انہوں نے فرمایا:

''میں نیازی کو جانتا ہوں، وہ طرّے والا نیازی، میں نے اسے پچھلے سال دیکھا تھا، میں رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کروں گا۔ صبح پوچھ لینا۔''

اس پر چودھری صاحب نے دوسرے روز پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

''اس کو لکھ دو کہ رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔''

اور واقعی اس کے بعد ہماری مشکلات دور ہو گئیں۔ ہمارے تین دوستوں نے عالمی دورے کا بندوبست کیا، نوے ہزار روپے جمع ہو گئے۔ علامہ شاہ احمد نورانی صاحب، علامہ شاہ فرید الحق اور خاکسار (مولانا عبدالستار خاں نیازی) دورے پر گئے۔[1]

جنات کی حاضری:

محترم محمد طفیل مدنی بھٹی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

● ـــــ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں اپنے اہل وعیال سمیت مدینہ منورہ پہنچا۔ تو راستے میں بابا جی کیلئے کچھ خاص قسم کا کھانا خرید لیا جو وہ بڑے شوق سے کھایا کرتے تھے۔ جب ان کے پاس گھر پہنچے، کھانا وغیرہ کھایا ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں۔ پھر مجھے فرمانے لگے کہ:

''طفیل میاں! بیوی بچوں کو جا کر ہوٹل میں چھوڑ آؤ اور خود آ کر میرے پاس رہنا۔''

میں نے عرض کی:

۱۔ عبدالستار خاں نیازی، مولانا، لاہور: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر نفاذ شریعت کی جدوجہد کا آغاز۔ ص ۴۰۔ ۴۱

Marfat.com

''باباجی ایسا کیوں؟ جبکہ یہاں جگہ ہے میں آپ کے پاس سو جاؤں گا جبکہ بچے دوسرے کمرے میں اماں جی کے پاس سو جائیں گے۔''

فرمانے لگے:

''میاں! بات یہ نہیں ہے۔ یہاں پر جنات گھومتے رہتے ہیں تو بچوں نے کہیں پاخانہ وغیرہ کر دیا تو وہ ناراض ہو کر بچوں کو تنگ نہ کریں، وہ تو مجھے بھی تنگ کرتے ہیں کہ اس نے گھر کیوں بنایا ہے۔ یہاں پر مسجد بنائے——

تو میں نے کہا:

''نہیں، یہاں میرا گھر ہی بنے گا۔''

میں نے کہا کہ:

''اگر دوبارہ تنگ کیا تو سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بتادوں گا تو وہ ڈر جاتے ہیں اور بھاگ جاتے ہیں۔''[1]

عاداتِ جمیلہ:

● —— پابندیٔ اوقات کے ساتھ نماز، تلاوت قرآن پاک، نوافل کی ادائیگی، روزے، بلیوں کی خوراک، کبوتروں کا دانہ، زائرین کیلئے لنگر، بلیوں کیلئے پنیر، زائرین کیلئے تبرکات، دربارِ نبوی کی صفائی اور خدمت، لوگوں کیلئے دعائیں کرنا، سوالوں کے جواب دینا —— یہ سب کچھ اتنی ذمہ داری اور پابندی اور معیاری انداز میں کرتے تھے کہ ان کو کسی بھی طرح مجذوب قرار نہیں دیا جا سکتا تھا نہ وہ دنیا دار تھے، اور نہ ہی مجذوب —— اور شاید ایک ولی کی یہی پہلی نشانی ہے کہ ایسی ہستیوں کو عقل اور غیب کے تصادم کے درمیان ایک توازن قائم رکھنا پڑتا ہے۔[2]

۱۔ محمد طفیل مدنی (مدینہ منورہ): میرے باباجی حضور۔ ص ۸۱

۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۵۸

Marfat.com

● ـــــ بظاہر وہ ایک کمزور سے انسان تھے لیکن وہ اتنے مضبوط اور عظیم انسان تھے کہ لاکھوں انسانوں کو ان کی ذات سے فیض پہنچا ـــــ اس پورے عمل کے دوران انہوں نے اپنے جسم، اپنے لباس، اپنے حلیے ہی کو کیا، اپنے خاندان اور اپنی اولاد تک کو بلاوجہ کی نام و نمود اور سستی شہرت سے محفوظ رکھا اور انہیں کوئی ناجائز فائدہ نہ پہنچایا اور انہیں حق حلال، محنت مزدوری کی روٹی کمانے کی راہ پر چلنے دیا۔[1]

● ـــــ اور سب سے بڑی بات یہ تھی ان کے ہاں کسی قسم کی تفرقہ بازی اور فرقہ پسندی دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔ ان کا عقیدہ اہلِ سنت و جماعت کا تھا لیکن دوسرے بھی اگر ان کے پاس چلے جاتے تو وہ ان کو عزت و احترام اور شفقت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ:

''ہیں تو سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے امتی آگے یہ جانیں اور سرکار جانیں میں تو غلام ہوں جی سرکار کا'' ـــــ

اسی طرح تمام صوفیانہ سلسلوں کا احترام کرتے تھے اور ہر سلسلہ طریقت کے لوگ بابا جی کے پاس پوری عقیدت و احترام کے ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے۔[2]

● ـــــ اس کا اخلاق، اس کا سلوک، اس کے الفاظ، اس کے اندر کا عالم، لاکھوں کروڑوں انسانوں سے بہتر اور افضل تھا۔ وہ بے لوث انسان جس نے اپنی ساری زندگی انسانوں کی خبر گیری میں گزار دی تھی۔ کسی سے کوئی اجر، کوئی صلہ نہیں لیا تھا، کوئی دستارِ فضیلت نہیں پہنی تھی، کوئی سلسلۂ طریقت جاری نہیں کیا تھا بلکہ پریشان حال اور دکھی انسانیت کو اللہ اور اس کے رسول کی راہ بتاتا رہا تھا۔ اس کا اپنا وجود عمر کے ساتھ گھلتا چلا گیا تھا لیکن اس کی شخصیت، اس کی حیثیت اور اس کا مقام بڑوں بڑوں سے بھی بڑا ہو چکا تھا۔[3]

● ـــــ جو کچھ آنے والے نذر کرتے ہیں وہ اس رقم کا بڑی گوشت خرید لیتے ہیں۔ انسانوں کیلئے بھی لنگر بناتے ہیں اور مدینے پاک کی بلیوں کیلئے بھی۔ کہیں سے بھی اور

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۶۱

۲۔ ایضاً: ص ۲۶۱۔۲۶۲

۳۔ اظہر قریشی (لاہور): بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پر عنایت خاص۔ ص ۲۷۷

Marfat.com

کسی بھی طرح کوئی بزرگ اور بابا وغیرہ دکھائی نہیں پڑتے بلکہ عام انسان ـــــ لیکن جیسے جیسے ان کی زندگی اور اعمال پر سے پردے اٹھاتے جاؤ ان کی دعا کی کرامتیں جمع کرتے جاؤ ان پر غیبی کرم کا ثبوت ملتا چلا جاتا ہے ـــــ عام سے حلیے میں ایک بڑی ہستی جو زندۂ جاوید مدینے پاک میں موجود ہے اور ''غلامِ رسول'' ہے ـــــ دربارِ رسول پاک سے بالکل قریب دربار کا خادم اور ہر طرح زائرین کے درمیان چلنے پھرنے والا درویش جو اپنا فیض دعاؤں کی شکل میں بانٹ رہا ہے۔[1]

● ـــــ یا تو سب ان کے لئے عام سے لوگ تھے کہ وہ کسی کے رعب میں نہیں آتے تھے اور نہ ہی کسی پر رعب جماتے تھے، یا پھر سبھی لوگ، ان کے لئے خاص لوگ تھے اور وہ سب کو ایک ہی انداز میں خصوصی سلوک دیا کرتے تھے ـــــ آنے والوں میں ہر ملک کے اور ہر زبان، ہر طبقے اور ہر سطح کے لوگ شامل ہوا کرتے تھے لیکن باباجی کا سلوک سب کے ساتھ یکساں ہوتا تھا۔ بار بار دہراتے:

''غلام رسول، غلامِ رسول یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام''[2]

● ـــــ باباجی دیکھنے میں بہت نرم، شفیق اور عام سے دکھائی دیتے تھے۔ عبادت، ریاضت اور نہ جانے کیا کیا کر رکھا تھا کہ صحت بالکل برباد نظر آتی تھی لیکن صبح سے رات گئے تک وہ جتنے کام کیا کرتے تھے اور جس طرح کی ان کی مصروفیات ہوتی تھیں۔ دس مضبوط صحتمند نوجوان بھی مل کر نہیں کر سکتے تھے ـــــ یہ لوگ اور یہی شخصیت اور پاور والے ہوتے ہیں لیکن نظر کچھ اور آتے ہیں۔[3]

● ـــــ داڑھی بھی مولوی اور پیروں والی نہ تھی بلکہ عام لوگوں کی طرح جیسے کبھی خط بنوایا ہوگا۔ پھر بڑھتی چلی گئی ہوگی ـــــ اور بال بھی کم تھے۔ اور انداز ایسا تھا جیسے ان کو خیال

۱۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۰۷

۲۔ ایضاً: ص ۳۱۰، ۳۱۱ ۳۔ ایضاً: ص ۳۱۱

Marfat.com

بھی نہ ہو کہ وہ داڑھی والے ہیں ـــــ ان کو اس بات کا بالکل فخر نہیں تھا کہ وہ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، تہجد پڑھتے ہیں اور عبادت و ریاضت اور مجاہدے کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو کسی بھی لحاظ سے خاص آدمی خیال نہیں کرتے تھے۔ ان کا فرمانا تھا کہ عبادت تو کرنی پڑے گی، جب رب ہے تو اس کو ماننا پڑے گا ـــــ اگر اس کے بندے ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا اور سر جھکانا پڑے گا۔[۱]

● ـــــ بابا جی کسی بھی زاویے سے پرسکون شخص دکھائی نہیں دیتے تھے بلکہ پہلی نظر میں ایسا لگتا تھا جیسے اندر ہی اندر بہت مصروف ہوں اور کسی خیال یا عمل میں کھوئے ہوئے ہوں اور اوپری طور پر آنے والے لوگوں کے ساتھ مصروف ہوں ـــــ بعد میں ایک بار بابا جی نے خود بھی بتایا تھا کہ خود بخود فلم چلتی رہتی ہے اندر ہی اندر کہ فلاں جگہ ایسا ہو رہا ہے اور فلاں جگہ یہ واقعہ ہونے والا ہے۔ فلاں بندے کے ساتھ یہ واقعہ ہو چکا ہے، اور فلاں کے ساتھ ہونے والا ہے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اندر کی واردات بتانے کی اجازت نہیں ہوتی۔[۲]

● ـــــ ہر آنے والے کو نرم انداز میں ملتے، ان کے چہرے پر عجیب سی معصومیت اور نرماہٹ ویسے بھی ہر وقت موجود رہتی تھی ـــــ ان کو ناراض ہوتے، غصہ کرتے اور تھکن کا اظہار کرتے میں نے کبھی نہیں دیکھا ـــــ اپنا کام خود کرنے کے عادی تھے۔ بالکل گھریلو انداز میں باتیں کرتے تھے۔[۳]

● ـــــ میں الحمدللہ! اُس ربّ کریم کے کرم سے ان کو افطاری کراتا رہا مگر انہوں نے اپنے عرصۂ ترپن سال مدینہ شریف کے قیام میں بیماری کے چند سال آخری عمر میں روزے رکھنے بند کر دئے تھے۔ سال میں تین دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ عیدین پر اور شعبان کی آخری تاریخ کو تاکہ شعبان اور رمضان شریف کا فرق ہو جائے۔ ویسے بھی اس دن روزہ

۱۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۱۲

۲۔ ایضاً: ۳۱۲ ۳۔ ایضاً: ۳۱۳

Marfat.com

رکھنا منع ہے۔ یہ تین دن جب ان کا روزہ نہیں ہوتا تھا۔ میں دوپہر کو گوشت کے شوربے میں خمیری روٹی بھگو کر لے جاتا ہم دونوں اکٹھے کھاتے تھے۔ باباجی کھاتے بھی جاتے تھے اور ہنستے بھی جاتے تھے کہ آج کھانا کھاتے ہوئے دوپہر کو کتنا عجیب سا لگتا ہے۔[1]

● ——— باباجی جو خادمِ رسول، عاشقِ رسول، غلامِ رسول تھے۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہر فرد سے شفقت فرماتے اور نوازش فرماتے، خواہ کوئی غریب ہو، مزدور ہو، کوئی صدر ہو یا وزیر ہو، کوئی افسر یا بیوپاری ہو ——— وہ تو سب کے تھے۔ علماء، فقراء، پیرانِ طریقت اور سجادگان کو اہمیت دیتے تھے اور سب کی عزت افزائی فرماتے۔ کبھی کسی کو بہتر اور کسی کو کمتر قرار نہیں دیا بلکہ فرماتے تھے:

"سب کا رسول ایک ہی ہے، سب ایک ہی پھلواری کے پھول ہیں اور میں تو غلامِ رسول ہوں۔ میرے لئے سب کا ادب اور احترام لازم ہے۔"[2]

● ——— میں نے اس قسم کا پیر، فقیر کبھی نہ دیکھا اور نہ پڑھا سنا ——— باباجی اللہ سے، اللہ کے رسول سے، اللہ کے بندوں سے، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے اور پرندوں سے، جانوروں تک سے پیار کرتے تھے اور ان کا پیار صرف جذبہ نہیں تھا بلکہ مسلسل عمل کا نام تھا، وہ اسی عمل کو زندگی قرار دیتے تھے۔[3]

سراپا سادگی:

● ——— مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ جس ہستی کی اتنی دھوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہے، اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں ——— وہ ہستی وہی، بابا غلام رسول صاحب، اتنے سادہ ——— اتنے عاجز ——— اتنے فقیرانہ۔[4]

۱۔ اعجاز خورشید احمد (مدینہ منورہ): رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے۔ ص ۹۹
۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۳۳
۳۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۳۰۴
۴۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۳۱

Marfat.com

● ——— لیکن باباجی کہیں سے بھی بزرگ اور ولی، درویش فقیر نظر نہیں آتے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی مزدور، محنت کش آدمی ہے۔ عام سے انداز اور عام سے لباس میں ——— بہت سادگی، بہت عاجزی اور انکساری کے ساتھ۔ ۱

● ——— ایک شام زائرین میں سے ایک صاحب نے گزارش کی کہ وہ باباجی کا مرید ہونا چاہتا ہے۔ باباجی نے مسکرا کر فرمایا کہ:

''میں پیر صاحب نہیں ہوں۔ میں تو بس اپنے آقا کا غلام ہوں۔ مرید بننے کیلئے کسی مرشد کی تلاش کرو، جس سے دل بندھ جائے۔ ۲

● ——— باباجی سے مل کر یہی محسوس ہوتا تھا جیسے کسی کو بہت قیمتی چیز آسانی سے مل جائے۔ باباجی بڑے ولی درویش انسان تھے لیکن عام انسانوں کی آسان رسائی میں تھے۔ ایک عام آدمی ان تک آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔ ان سے ملو، ان سے باتیں کرو، ان سے پوچھو ان سے سیکھو، ان سے دعائیں لو اور تبرکات بھی اور لنگر بھی کھاؤ۔ ان سے دکھ سکھ بھی کرلو، ان سے تسلیاں بھی حاصل کرلو، وہ حوصلہ افزائی بھی کریں گے، دعائیں بھی دیں گے، پیار بھی کریں گے اور حضور پاک علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت میں آپ کا مسئلہ پیش کرنے کا وعدہ بھی کریں گے۔ اور اگلے روز فرمائیں گے کہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ۳

● ——— مضبوط وجود، خوبصورت رنگ وروپ، لمبا سفید کرتا اور سفید دھوتی، جالندھر انداز کی سر پر پگ، جس پر سفید موتی لگے ہوئے اور داڑھی مبارک بھری ہوئی، چہرے پر مقدس تاثرات اور شفقت بھری مسکراہٹ، آنکھوں میں رت جگوں کی سرخی اور مضبوط ہاتھوں کی انگلیوں سے نکلنے والی نیلی آسمانی روشنی۔ ۴

۱۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۱۹

۲۔ مقصود حسین، حاجی (لاہور): باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں۔ ص ۲۷۳

۳۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۲۲۹

۴۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۱۰

Marfat.com

● ——— بابا جی کی سادگی میں بھی وقار ہوتا تھا۔ بولتے تو الفاظ ان کی شخصیت اور مزاج کی گواہی ہوتے۔ ان کے کمزور وجود میں بہت مضبوط عشقِ رسول تھا۔ صحت ٹھیک ہی تھی لیکن حادثے کی وجہ سے تھوڑی سا ٹانگ باہر نکلی ہوئی تھی۔ اس لئے آہستہ آہستہ چلتے تھے۔ پاجامہ اور کرتا پہنتے تھے۔ چھوٹے پانچے، نیفے اور آسن والا پاجامہ ——— چہرے پر عجیب سا اطمینان اور ٹھہراؤ ہوتا تھا اور طبیعت میں بہت سکون ظاہر ہوتا تھا جیسے ڈھیر ساری نعمتوں سے مالا مال ہوں۔[۱]

عاجزی وانکساری:

● ——— ایک صاحب نے بابا جی کے سامنے بابا جی کی بہت ہی تعریف کی۔ اپنی تعریف سن کر بابا جی کا چہرہ سرخ ہو گیا لیکن مسکراہٹ بدستور موجود تھی، فرمایا:

''میں تو کچھ بھی نہیں جی! جو کچھ ہے میرے سرکار کی برکت ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ——— اس طرح کی باتیں کر کے آپ میرا دماغ خراب نہ کرو۔''

ایسی ٹوٹی ٹانگ والا، ایسا پھٹے پاجامے والا، ایسا کمزور وجود، ایسی پھٹی جیب والا، ایسی بھونڈی شکل والا کیسے دیوداس بن سکتا ہے ——— یہ سارا کھیل تو ہے سبز گنبد والے کا اور سارا کام ہے نیلی چھتری والے کا میں تو بس تماشائی ہوں ——— اور گواہ ہوں اس کی رحمتوں کا۔[۲]

● ——— ایک صاحب نے کہا: ''بابا جی آپ اللہ کے ولی ہو آپ پر اللہ مہربان ہے'' مسکرانے لگے، فرمایا: اوئے! میں اتنا کمزور تے معذور انسان ولی کس طرح ہو سکتا ہے۔ ولیوں کی یہ شکل ہوتی ہے بھلا۔ ولیوں کی بڑی شان ہوتی ہے، ولیوں کا بڑا مقام ہوتا ہے، ان کا بڑا کام ہوتا ہے۔[۳]

۱۔ منیر الاسلام حسنی، سید (لاہور): بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۲۹

۲۔ اظہار الحق (کراچی): میں پھر ولیوں کو ماننے لگا، ص ۱۳۴

۳۔ سلیم مغل (رحیم یار خاں): میں نے زندہ ولی دیکھا، ص ۱۶۶

Marfat.com

امانت داری اور دیانت داری:

● ——میری عادت تھی کہ جب بھی باباجی کے پاس جاتا ان کو دودھ کیلئے دوسو ریال دیتا تو باباجی فرماتے کہ میں سو ریال رکھتا ہوں سو ریال باباجی کی بلیوں کے واسطے وقف کر دو۔[۱]

● ——جب میں شروع میں آیا ۱۹۶۸ء میں۔ بابِ مجیدی سے سڑک پار کر کے ڈاکخانے کے عین پیچھے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے گھر سے چند قدم آگے رباطِ نجار میں ان کا ایک بہت چھوٹا سا کمرہ تھا جو کاٹھ کباڑ سے بھرا ہوا تھا۔ یہ وہ سامان تھا جو کچھ لوگ مدینے شریف میں حج اور عمرے کے بعد برکت کیلئے کوئی چیز چھوڑ جاتے تھے۔ کمرہ منہ تک بھرا ہوا تھا۔ میں نے اور جالندھر کے ہمسائے عبدالحکیم صاحب نے صاف کیا تو اس میں جو سامان تھا اسکی تفصیل کچھ اس طرح ہے: برتن اور کپڑے، اور سروں کے بال۔ یہ سامان تھا جس میں سے کچھ پر تاریخ لکھی تھی یعنی ۱۹۳۰ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک۔[۲]

● ——ایمانداری کا یہ عالم تھا کہ بلیوں کے لیے ملنے والے عطیات میں سے ایک سکہ بھی لنگر کے عطیات میں شامل نہیں ہوتا تھا۔[۳]

● ——انہوں نے اپنے جسم، اپنے لباس، اپنے حلیے کو کیا اپنے خاندان اور اپنی اولاد تک کو بلاوجہ کی نام ونمود اور سستی شہرت سے محفوظ رکھا اور انہیں کوئی ناجائز فائدہ نہ پہنچایا اور انہیں حق حلال اور محنت مزدوری کی روٹی کمانے کی راہ پر چلنے دیا۔[۴]

● ——باباجی عام طور پر رجسٹر میں اندراج کرا کے رقم کی وصولی دیا کرتے تھے۔[۵]

۱۔ محمد طفیل مدنی (مدینہ منورہ): میرے باباجی حضور۔ ص ۸۳

۲۔ اعجاز خورشید احمد (مدینہ منورہ): رسول پاک کے پیارے۔ ص ۹۰

۳۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۵۶

۴۔ ایضاً: ص ۲۶۱

۵۔ مقصود حسین، حاجی (لاہور): باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں۔ ص ۲۷۰

Marfat.com

عفوودرگزر:

● ——بابا جی کے پیچھے ان کی جان کے دشمن لگ گئے تھے، لیکن انہوں نے کبھی اس کی پرواہ نہ کی۔ محمد طفیل مدنی صاحب کے نام خط میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔[۱]

خلوص:

● ——بابا جی فرماتے تھے کہ جو کام ذاتی طور پر کرتے ہو اس کا دوسروں سے ذکر نہ کیا کرو اور نہ ہی کسی پر اپنے اچھے کام اور نیکیوں کو ظاہر کرو۔ ان کاموں کا اجر تم نے اللہ اور اس کے محبوب سے لینا ہے یا اپنے آس پاس عام لوگوں سے—— لوگوں کو بتا کر اور دکھا کر کی جانے والی نیکی اور اچھے کام اللہ کے ہاں بے اجر ہو جاتے ہیں۔[۲]

بے نیازی وخودداری:

● ——صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ڈاکٹر محمد حسین کے ہاتھ چار سو ریال بابا جی کو نذرانہ بھیجا تو بابا جی تہجد کے وقت میرے گھر پہنچ گئے کہ انہوں نے یہ رقم کیوں بھیجی ہم کوئی گدا نہیں ہیں۔ اللہ کریم ہمارا رازق ہے۔ ہم تو سرکار کے در کے سوالی ہیں۔ یہ رقم ان کو واپس کر دیں—— میں نے عرض کیا حضرت وہ تو اسلام آباد (پاکستان) چلے گئے ان کو خط لکھتے ہیں کہ انہوں نے کس مطلب سے یہ رقم بھیجی ہے تو پھر اسلام آباد جنرل صاحب کو عریضہ ارسال کیا جواب ملا کہ آپ کی مرضی ہے جس مَد میں چاہیں خرچ کر لیں۔[۳]

● ——ہم نے دو ماہ سترہ دن تک قیامِ مدینہ منورہ میں دیکھا کہ بابا صاحب ہر قسم کی لالچ سے پاک شخصیت تھے انہوں نے ایسا کوئی ماحول ہی نہیں رکھا تھا کہ ان کو پیسے دئے جاتے ان کی خود اپنی زندگی دوسروں کیلئے وقف تھی۔ دربارِ رسول کی خدمت، تلاوت قرآن مجید، لوگوں سے ملاقات، دعا کرنا، لنگر کی تیاری اور بلیوں کی خدمت۔ اسی میں ان کا سارا دن

۱۔ محمد طفیل بھٹی۔ مدینہ منورہ

۲۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۳۱

۳۔ حضرت عبدالحمید صاحب (مدینہ منورہ): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۰۹

Marfat.com

ساری رات ہی کیا پوری عمر گزرتی جا رہی تھی۔[1]

● ——ایک روز باباجی حضور مجھ سے فرمانے لگے کہ "بیٹا مقصود! صوفی اللہ بخش بھٹہ صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ صدر ضیاء الحق سے میری سفارش کرا کر مجھے تابعہ (نیشنلٹی) دلوا دو اس طرح مجھے بھی ویزے نکلوانے میں آسانی ہوگی۔" مگر باباجی نے فرمایا "بھٹہ صاحب کو میں نے صاف کہہ دیا ہے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا، اگر آپ نے مجھے اپنے گھر میں اس مقصد کیلئے رکھا ہوا ہے تو میں آج ہی آپکے گھر سے چلا جاتا ہوں تو پھر بھٹہ صاحب خاموش ہوگئے۔[2]

حسن سلوک اور مہمان نوازی:

● ——باباجی کے پاس مہمان اکثر آتے رہتے تھے۔ آپ ٹیپسی کا ڈبہ اپنے ہاتھ سے کھول کر عطا فرماتے تھے اوران سے خیریت معلوم کرتے اوران کی ہر طرح دلجوئی فرماتے۔ جاتے ہوئے ان کوٹوپی، تسبیح اور کھجوروں کا پیکٹ ضرور عطا فرماتے۔[3]

● ——میرے دوست شیخ صبور احمد صاحب فرماتے تھے، میں باباجی سے ملاقات کیلئے حاضر ہوا تو مجھے بھی بہت سی ٹوپیاں، تسبیحیں اور کھجوریں عنایت فرمائیں۔[4]

● ——جب کوئی مہمان آپ سے ملنے کیلئے آتا تو آپ فرماتے: "مدینے کے کتے کے پاس حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان تشریف لائے ہیں۔"[5]

● ——ہر آنے والے کو نرم انداز میں ملتے ان کے چہرے پر عجیب سی معصومیت و نرماہٹ ویسے بھی ہروقت موجود رہتی تھی۔ ان کو ناراض ہوتے، غصہ کرتے اور تحکن کا اظہار کرتے میں نے کبھی نہیں دیکھا اپنا کام خود کرنے کے عادی تھے، بالکل گھریلو انداز میں باتیں کرتے تھے۔[6]

۱۔ محمد موسیٰ امرتسری، حکیم (لاہور): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۸۷

۲۔ مقصود حسین قادری (کراچی): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۲۰۰

۳۔ ایضاً: ص ۱۹۹

۴۔ صبور احمد، شیخ (کراچی): (بروایت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب)

۵۔ مقصود حسین قادری (کراچی): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۲۰۰

۶۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۱۳

Marfat.com

● ــــــ شارع مسجد اجابہ پر رباط مکی ہے۔اس رباط کے خادم صوفی محمد اسلم صاحب کے پاس اکثر باباجی مجھے بھیجتے اور فرماتے کہ:

"بیٹا صوفی اسلم کے پاس جاؤ۔ میں نے ان سے مدینہ پاک کی اعلیٰ کھجوریں منگوائی ہیں وہ تمہیں کھجوروں کا ایک تھیلہ دیں گے وہ تم اٹھا کر لے آؤ۔"

چنانچہ میں حکم کی تعمیل کرتا اور کھجوریں لینے صوفی اسلم صاحب کے پاس پہنچ جاتا۔ وہ مجھ کو فرماتے کہ:

"باباجی ہمیشہ تازہ کھجوریں مجھ سے منگواتے ہیں۔"

میں ان سے وہ کھجوریں لے کر جب باباجی کے پاس آتا تو آپ بہت خوش ہوتے اور میرے ساتھ کھجوروں کے پیکٹ بنا بنا کر رکھتے جاتے۔ میں عرض کرتا میں پیکٹ بنالوں گا مگر آپ فرماتے کہ بیٹا مجھے یہ کام کرنے میں بہت سکون ملتا ہے۔[1]

● ــــــ ایک خاص بات باباجی میں یہ بھی دیکھی تھی جس سے ایک بار مل لیتے اس کو کبھی بھولتے نہیں تھے۔ لاکھوں سے زیادہ افراد حج اور عمرے کے موقع پر باباجی سے مل چکے تھے اور باباجی نے سب کو یاد رکھا ہوا تھا۔ اگر ان میں سے کوئی دو چار یا دس بارہ سال بعد بھی دوبارہ حج یا عمرے کو آجاتا تو باباجی اس کو پہچان لیتے اور اس سے برسوں پہلے کے اسی مسئلے کے بارے میں پوچھ کر بات شروع کرتے۔ اگر بندہ خوش ہو کر اس کام کے ہو جانے یا پریشانی دور ہو جانے کی خوشخبری دیتا تو فرماتے یہ سب میرے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعاؤں کی برکت سے ہوتا ہے۔[2]

● ــــــ ایک بار حقوق العباد کے حوالے سے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے پر نظر رکھتا ہے کیونکہ ہر بندے کو دنیا بھر کے تمام انسانوں مخلوقات، علاقوں اور اشیاء کے سلوک کی ذمہ داری دے کر بھیجا جاتا ہے جو اس کی زندگی کے دوران اس سے رابطے میں آجائیں گے اور

۱۔ مقصود حسین قادری، کراچی

۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۵۶

Marfat.com

مرنے کے بعد جواب بھی اس سے لیا جائے گا کہ اس نے وہ سلوک والی ذمے داری کس طرح پوری کی۔ یہی وہ ذمہ داری ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ اور نائب قرار دیا[۱]

● ——ماشاء اللہ۔تبارک اللہ۔یادداشت کا سو سال کی عمر میں یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ساتھی کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔اپنا اور اپنے ساتھی کا نام بتاتے ہوئے تعارف کرایا اور ان دو اشخاص میں سے اگر ایک آدمی کئی سال کے بعد بابا جی کو ملنے گیا تو فوراً پوچھتے تھے تمہارے فلاں نام کے دوست کا کیا حال ہے؟——[۲]

● ——اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سب کو یاد رکھنا اور رورو کر ان کے لئے دعائیں بھی کرنا۔ان کے ساتھ بھی اور ان کے بعد بھی—— برسوں یاد رکھنا اور آنے جانے والے کے ذریعے دور دور ملکوں تک کھجوریں، ٹوپیاں، تسبیح، جائے نمازیں، تحفہ اور دعا کے طور پر بھجواتے رہنا۔کیونکہ ایک بار مل جانے والے لوگ انہیں بلیوں سے زیادہ عزیز ہو جاتے تھے[۳]

غیر مسلموں سے حُسنِ سلوک:

● ——ایک نوجوان نے پوچھا: بابا جی ہمارے ملک میں غیر مسلم بھی رہتے ہیں تو ان کے ساتھ کیسے تعلقات رکھے جائیں، فرمایا: غیر مسلم بھی تو انسان ہیں جی! ——ان کے ساتھ انسانی حقوق کا رشتہ نہیں توڑنا چاہیے۔بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، قیدی کو رہائی دلانا، بیمار کی عیادت کرنا، یہ سب انسانی اخلاق ہیں—— انسانی اخلاق کو قائم رکھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے اور رسولِ پاک رحمۃ للعالمین ہیں۔ غیر مسلم پڑوسی کو پڑوس کے پورے حقوق حاصل ہیں۔[۴]

۱۔جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ص ۲۵۹

۲۔اعجاز خورشید احمد (مدینہ منورہ): رسولِ پاک کے پیارے۔ص ۹۷

۳۔اظہر قریشی (لاہور): بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پر عنایت خاص۔ص ۲۷۸

۴۔محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ص ۲۲۵

Marfat.com

احسان مندی:

● ——ایک دن باباجی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں والدِ بزرگوار کو حج کرانا چاہتا ہوں اور نیکیوں کا عوضانہ پیش کرنے کی تمنا رکھتا ہوں جو میرے والد نے عمر بھر مجھ سے کی ہیں ——جمعۃ المبارک کے دن جواب ملا۔ باباجی فرماتے ہیں کہ: ''مجھے یہ ایک طرح سے اجازت ملی تھی۔ چنانچہ میرے والد بزرگوار نے حجِ اکبر ادا کیا۔ اس روز جمعۃ المبارک تھا۔ تمام اخراجات کے کفیل باباجی تھے۔ باباجی نے والد بزرگوار سے بقیہ زندگی مدینہ منورہ میں گزارنے کی استدعا کی لیکن انہوں نے بعض مجبوریوں کا تذکرہ کیا اور واپس جالندھر چلے گئے۔ قیامِ پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں سکھوں نے انہیں شہید کر دیا۔۱

جذبۂ خدمت خلق:

● ——تبرک کے طور پر آپ کے پاس ہزاروں ریال مہمان حضرات دے کر جاتے تھے۔ مگر آپ میرے ہاتھ سے یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔۲

● ——میں ان کے مزار پر حاضر ہوا اور وہاں موصل میں بیت المقدس میں اور بھی انبیائے کرام کے مزارات ہیں۔ میں وہاں دکانوں کی راکھی کرتا تھا اور جو پیسے ملتے تھے وہیں لوگوں میں خرچ کر دیتا تھا۔ زیارت کیلئے آنے والے جب بیت الخلاء میں جاتے پیچھے ان کا سامان غائب بھی ہو جاتا تھا۔ میں نے بیت الخلاء میں جب ان کے سامان کی دیکھ بھال کا کام شروع کیا تو ہمیشہ زیادہ پیسے ملتے تھے۔ میں کسی ضرورت مند کو کپڑے، کسی کو سامان، اور کسی کو کچھ لے کر دے دیتا تھا اور کہتا میرے واسطے دعا کیا کرو۔۳

۱۔ اشفاق حسین قریشی (لاہور): باباجی بلیوں والے۔ ص ۱۹۶

۲۔ مقصود حسین قادری۔ کراچی: ''باباجی غلام رسول علیہ الرحمہ، ص ۱۹۸، ۱۹۹

۳۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۳۷

Marfat.com

• ——باباجی کی اہلیہ بہت سخت مزاج تھیں۔باباجی سے بات بات پر ناراض ہوتی تھیں اور بعض اوقات تو ترش بات بھی کہہ جاتیں۔مگر آپ ہمیشہ ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ اور بہت پیار اور نرمی سے ان کو سمجھاتے۔وہ مجھے کہتیں:''دیکھو بیٹا اتنے ریال آتے ہیں مگر یہ مجھے کچھ نہیں دیتے تو باباجی حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا:''اے نیک بخت! یہ مدینے پاک کے یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کا مال ہے اس میں سے میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا، تو مجھ سے مت لڑا کر۔ا

• ——باباجی نے فرمایا کہ کتنی رقم ہے، بتایا، تو فرمایا اتنی رقم ان کو دے دیں، اتنی ان کو دے دیں۔ہم نے محسوس کیا کہ وہاں شور پڑ گیا تھا۔''باباجی آگئے، باباجی آگئے۔'' گویا باباجی وہاں اس طرح آتے رہتے تھے اور رقوم تقسیم کرایا کرتے تھے۔دینے والا اپنے ہاتھوں سے دے اور اپنے اطمینان سے دے۔ضعیف خواتین میں بھی رقم تقسیم کرائی اور ان کی تعریف فرمائی کہ''یہ مانگنے والیاں نہیں ہیں۔یہ بہت شریف لوگ ہیں لیکن غریب اور ضرورت مند ہیں۔''ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ضرورتمندوں کا ہجوم تھا لیکن جنہیں رقم نہیں ملی تھی وہ بھی بہت ادب کے ساتھ پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔تین چار گلیوں سے گزرنے کے بعد جب رقم ختم ہو گئی تو بھی کچھ دور ساتھ لئے چلتے رہے۔۲

وسعت قلبی:

• ——ان کے اندر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم اور عشقِ رسول کی خوشبوئیں یقین کے موسم کی طرح ہمیشہ طاری رہتی تھیں——وہ فرقہ واریت کے خلاف تھے۔وہ انسان سے نفرت کی بجائے ان کے ساتھ درگزر اور رحم کرنے کے سلوک کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔وہ مالی فائدوں سے زیادہ انسانی فائدوں کی طرف توجہ دلاتے تھے۔وہ چاہتے تھے کہ ہر انسان کو دنیا میں اس کے معاشرے میں اس کے گھر میں اللہ تعالیٰ نے جو حیثیت اور اہمیت عطا فرمائی ہے۔

ا۔بروایت مقصود حسین قادری (کراچی)

۲۔محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ص ۲۲۵

Marfat.com

انسان اس منصب کو پوری دیانتداری اور بھرپور انداز میں نبھائے۔ تاکہ اس کو روحانی خوشی حاصل ہو۔ اس کے لواحقین بھی اس کو عزت واحترام دیں۔ معاشرہ بھی اس کو اہمیت دے اور دنیا بھی اس کے ہونے کے تعریف کرتے۔ باباجی فرماتے تھے کہ زندگی کو شکر اور خوشی کا وظیفہ بناؤ۔ ایک آدمی نے پوچھا۔ کیسے باباجی؟ فرمایا:

''کیسے؟ حضور پاک کو سمجھو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو۔ لیکن نقل کرنے اور پیروی کرنے میں فرق ہوتا ہے۔ حضور پاک کی سیرت تو قرآن پاک کا عملی نمونہ ہے جتنا زیادہ کرسکو گے اتنا زیادہ شکر اور خوشی سے مالا مال ہو جاؤ گے[1]۔

● ـــــ ایک بار ایک ہندوستانی مسلمان آیا اور باباجی سے عقیدتمندی کرنے لگا کہ آپ ہمارے ملک کے ہیں ـــــ ہم چند پاکستانی بھی بیٹھے تھے۔ باباجی کے رشتے دار لاہور میں رہتے ہیں اور ہمارا عقیدہ تھا کہ باباجی ہمارے ہیں لیکن باباجی نے جو جواب دیا اس نے ہمیں حیران کردیا فرمایا:

''بھولے بادشاہ! ہم تو اس دنیا کے بھی سگے نہیں جہاں پیدا کئے گئے ہیں اور ساری حیات گزار دی۔ ادھر سے بھی آگے جانا ہے، تو پھر ہندوستانی، پاکستانی ہونے کا کیا سوچیں؟ ـــــ سوچنا یہ چاہیئے کہ اللہ کے کتنے بندوں کی خدمت کرسکے اور کتنوں سے دعائیں لیں[2]۔

سخاوت:

آپ حد درجہ سخی تھے۔ ایک بار ایک عقیدتمند آ گیا۔ اسکی ٹانگ میں سخت درد تھا۔ یہ سردیوں کے دن تھے۔ آپ نے اس کی ٹانگ پر دم فرمایا اور اس سے کہا بازار سے گرم پاجامہ

۱۔ منیر الاسلام حسنی، سید (لاہور): باباجی سرکار علیہ الرحمہ، ص ۳۲۵

۲۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۲۷، ۲۲۸

Marfat.com

خرید کر پہن لو تا کہ ٹانگوں کو ہوا نہ لگے۔ اس نے کہا بابا جی! میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا تم باہر جاؤ، اور مجھے فرمایا کہ بیٹا تم بھی ذرا باہر چلے جاؤ۔ ہم باہر آ گئے۔ دو منٹ بعد ہی بابا جی نے ہمیں آواز دے کر اندر بلا لیا اور فرمایا: کہ بیٹا میں نے یہ اپنا پاجامہ اتار دیا ہے اس کو ابھی پہن لو تا کہ تمہاری ٹانگوں کو ہوا نہ لگے، چنانچہ اس کو اپنے کمرے میں ہی پاجامہ پہنا دیا پھر اس کو ٹوپی، تسبیح اور کھجوریں دے کر رخصت فرمایا۔[۱]

● ـــــ ایک صاحب نے سخاوت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ''جو اللہ کے نام پر خرچ کرتا ہے اور کسی کی مدد کرتا ہے وہ سخی ہے اور سخی تو اللہ کا دوست ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سخاوت تو اللہ کو قرض دینے کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو ڈبل کر کے لوٹاتا ہے، اگر تم اللہ کے نام پر اپنی تھیلی کا منہ نہیں کھولو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارا نام سن کر اپنی تھیلی کا منہ نہیں کھولے گا۔[۲]

● ـــــ بابا جی کے پاس چند دنوں میں جب بہت سے ریال جمع ہو جاتے تو مجھ سے فرماتے کہ بیٹا یہ ریال باب العوالی (مسجد نور) مولانا عبدالقادر صاحب کو دے آؤ۔ اس تمام رقم میں سے آپ مجھے یتیموں، بیواؤں اور کبوتروں کے دانے کے پیسے الگ الگ کاغذ پر لکھواتے۔ مولانا عبدالقادر صاحب بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے آپ ملتان کے رہنے والے تھے۔ کافی عرصہ سے مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں۔ آپ مدینہ پاک کی پاک سرزمین پر ہمیشہ ننگے پاؤں چلا کرتے تھے چاہے سخت سردی ہو یا سخت گرمی مگر آپ جوتا نہیں پہنتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے پیروں کی کھال سخت موٹی اور کالی ہو گئی تھی۔[۳]

۱۔ مقصود حسین قادری (کراچی): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۹۹

۲۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۱۹

۳۔ مقصود حسین قادری (کراچی): بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ایثار

● ——— پہلی منزل میں وادیِ فاطمہ پہنچے وہاں مدینے کی شکر قندی ملتی ہے۔ میں نے وہ پکائی جو پیدل چل کے آئے تھے وہ کہنے لگے ہمارے ملک میں نہیں ہوتی بڑی لذیذ اور میٹھی شکر قندی تھی۔ انہوں نے کہا ہم تو یہی کھائیں گے۔ میرے پاس کچھ پیسے تھے اس کی کسی کو تین اُگے، چار کلو پانچ اُگے لے دی۔ سب سے زیادہ میں نے اُٹھائی کہ کہیں گے ہم کو زیادہ بوجھ دیا ہے۔[1]

ا۔ محمد طفیل مدنی (مدینہ منورہ): یادگار گفتگو دسمبر ۱۹۸۵ء انٹرویو۔ ص ۵۰

Marfat.com

باب نمبر ۵

اندازِ جہاں بانی

Marfat.com

دنیا کے بڑے لوگ:

● ——راجیو گاندھی جب بھارت کا وزیر اعظم تھا تو اس نے راجستھان کے بارڈر پر بہت سی فوج جمع کر دی تھی اور یوں لگتا تھا کہ پاکستان پر حملہ ہونے والا ہے۔ان دنوں بابا جی نے صدر ضیاء الحق کو پیغام بھیجا کہ وہ خواجہ غریب نواز کی خدمت میں جائیں۔صدر صاحب فوراً جے پور میں میچ کے بہانے پہنچے اور سلطان الہند کے دربار میں حاضری کے بعد جے پور میں راجیو گاندھی سے ملے اور انہیں اس طرح کا جملہ کہا:

"سنا ہے کہ آپ پاکستان آنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں،شوق سے آیئے ہم استقبال کیلئے موجود ہوں گے۔"

اس کے چند دنوں بعد بھارتی فوجیں راجستھان کے بارڈر سے واپس چلی گئی تھیں۔[۱]

● ——قصرِ قیافہ میں مقیم تھا۔الحمدللہ! مگر وہاں چونکہ سرکاری مہمان آئے تھے اس زمانے میں پاکستانی سفیر جنرل فضل مقیم تھے۔وہ بابا جی کی خدمت میں آتے رہتے تھے۔[۲]

ٹانگ کا حادثہ:

۱۹۷۴ء میں گاڑی سے ٹکرانے سے ٹانگ خراب ہوگئی تھی اور ٹھیک طرح سے چل نہیں پاتے تھے لیکن جس طرح وہ چلے ہیں بڑوں بڑوں کو ویسا چلنا نصیب نہیں ہوا۔وہ غلامِ رسول،وہ عاشقِ رسول،کتنا بلند نصیب تھا ان کا کہ پچاس برس رحمۃ اللعالمین کی دیوار سے لگے بیٹھے رہے۔[۳]

● ——تکلیف جب زیادہ ہوگئی تو جنرل ضیاء الحق نے کرنل مختار اور جنرل

۱۔حفیظ تائب (لاہور):پیشوائی۔ص ۲۱،۲۲۔

۲۔محمد طفیل مدنی (لاہور):میرے بابا جی حضور۔ص ۷۵

۳۔جاوید علی شاہ (ملتان):فیض جاری ہے۔ص ۲۳۵

Marfat.com

ذوالفقار کو بھیجا جنہوں نے یہاں مَلِک ہسپتال میں علاج کیا لیکن عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے کچھ خاص کامیاب نہ ہوسکا۔[۱]

● ۱۹۷۷ء میں جب جنرل ضیاء الحق صدرِ پاکستان عمرے کیلئے گئے تو وہ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعائیں لیں۔[۲]

● بیگم شفیقہ ضیاء الحق صوفی احمد بخش بُھٹہ صاحب کے مکان پر باباجی حضور سے ملنے آتی تھیں۔[۳]

● ۱۹۷۷ء میں جب پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق صاحب ہوئے تو عمرے کیلئے تشریف لائے۔ ان کے قرابت دار یہاں پاکستان ہاؤس میں ڈاکٹر محمد حسین صاحب تھے۔ وہ رات کو باباجی کے پاس عشاء کے بعد تشریف لائے میں بھی باباجی کے پاس بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ باباجی آپ کو پریذیڈنٹ صاحب یاد کرتے ہیں۔ باباجی نے مجھ سے پوچھا یہ کون صاحب ہوتے ہیں میں نے عرض کیا کہ پاکستان کے بادشاہ، تو باباجی نے فرمایا کہ بادشاہوں سے ہمارا کوئی کام نہیں ہم مسکین لوگ ہیں اور دو جہاں کے شہنشاہ کے دروازے کے گدا ہیں۔ پھر ڈاکٹر محمد حسین نے کہا:

"کہ اگر آپ ان کے پاس پاکستان ہاؤس نہیں جاسکتے تو وہ یہاں تشریف لے آئیں تو باباجی نے فرمایا کہ میں مسکین آدمی ہوں میرے پاس جو آنا چاہے آجاوے، میں تو عاجز بندہ ہوں۔"

بعد میں جنرل صاحب ان کے پاس تشریف لائے کچھ باتیں ہوئیں تو آپ نے دعا دی اور فرمایا کہ ہمت کر کے پاکستان میں اسلامی قانون نافذ فرمادیں اللہ آپ کی بادشاہت قائم رکھے اور خیر و برکت دے ــــــ پھر جنرل صاحب نے چار سو ریال بطور نذرانہ پیش کئے

۱۔ خورشید احمد، الحاج (مدینہ منورہ): رسول پاک کے پیارے۔ ص ۹۶
۲۔ حضرت عبدالحمید صاحب (مدینہ منورہ): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۱۰۸۔۱۰۹
۳۔ مقصود حسین قادری (کراچی): باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۰۰

Marfat.com

لیکن باباجی نے یہ رقم جنرل صاحب کو واپس کر دی اور فرمایا کہ ہم کوئی گدا نہیں ہیں۔[1]

سیاسیات:

● ——— باباجی نے مسکرا کر ان صاحب کی طرف دیکھا پھر فرمایا: ہندوستان میں دین دھرم کا مسئلہ پہلے بھی کبھی اتنا زیادہ نہ تھا۔ ہندو، بدھ، جین، سکھ، عیسائی، پارسی، مسلمان سب مل جل کر رہتے آئے ہیں۔ لیکن آبادی کا اور اکنامکس کا جب مسئلہ پیدا ہوا تو ہندوؤں نے فرنگیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت بھی سیاسی لوگوں نے دین دھرم کا نعرہ لگایا تھا لیکن اس وقت بھی یہ حال تھا کہ ہندو مرد اور عورتیں مسلمانوں کے تہواروں میں شریک ہوتے تھے۔ درویشوں کے پاس جاتے تھے، مزارات پر حاضری دیتے تھے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے، عید، بقرعید، ہولی، شب برأت، دیوالی، رمضان، محرم سب مل جل کر مناتے تھے۔ سکھ، عیسائی، بدھ، جین، پارسی سب ملا جلا تھا لیکن اکنامکس کا مسئلہ پیدا ہوا تو دین دھرم کی نعرے بازی شروع ہوگئی اور مسلمان لیڈروں نے فائدہ اٹھا کر اسلام کے نام پر ایک علیحدہ ملک بنالیا۔ بات یہ ہے کہ اب بھارت نے بھی ٹکڑے ہونا ہے ——— اکنامکس کا مسئلہ پیدا ہو چکا ہے۔ یہ دین دھرم کا مسئلہ نہیں ہے۔ اکنامکس کا مسئلہ ہے جیسے پاکستان ٹوٹ گیا۔ دین تو ایک ہی تھا۔ بس اکنامکس کا مسئلہ پیدا ہوا تھا ——— اب انڈیا بھی ٹکڑے ہو جائے گا۔ تینتیس سال میں پانچ ٹکڑے۔

● ——— فرمایا: پاکستان کا حال میں سنتا رہا ہوں، اور پاکستان کے بڑے لوگوں سے بھی میرا سامنا ہوا ہے۔ مجھے پاکستان اچھا دکھائی دیتا ہے اور خوشی ہوتی ہے۔ پاکستان ویسے بھی ولیوں کی سرزمین ہے اور انڈیا کے ہر علاقے میں اولیائے کرام پاکستان کی سرزمین سے آئے ہیں ——— یہ ولیوں کی سرزمین ہے اس لئے اس کا نام بھی پاکستان اور کام بھی

۱۔ حضرت عبدالحمید صاحب (مدینہ منورہ): باباجی غلام رسول۔ ص ۱۰۸۔۱۰۹

Marfat.com

پاکستان ہے۔ میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں پاکستان کیلئے اور تم دیکھنا کہ آنے والے وقت میں پاکستان اس علاقے کا سردار ہوگا۔ا

● ——— باباصاحب نے فرمایا: موجودہ حکومت آئی (یعنی سعودی حکومت) تو انہوں نے قصیدہ بُردہ شریف کو مٹانے کا پروگرام بنایا۔ ایک گنبد کے اندر قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پر رنگ پھیر دیا۔ لیکن اس واقعے کی اطلاع سارے عالم اسلام میں پھیلی اور مسلمان حیران رہ گئے کہ قبائلی مخالفت اور حکمرانی کی ہوس نے ان قابضین کو کس درجہ سیاسی پس ماندگی میں گرادیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی عظمت واہمیت کو بھی کم کرنے کے مشن کو اپنا عقیدہ بنالیا ہے۔ اپنی حکومت قائم رکھنے کیلئے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانیوں اور مقبولیت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔۲

باباصاحب نے فرمایا:

"کہ جب اس گنبد کے اندر اشعار پر حکمرانوں نے رنگ پھیرا تو اس زمانے کے متحدہ ہندوستان میں امیرِ ملّت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی والوں نے پرزور احتجاج کیا اس زمانے میں برصغیر میں انگریزوں کی حکومت تھی۔ انگریز بھی گھبرا گئے، اور مسلمانوں کے دینی جذبے کے پیشِ نظر انگریزی حکومت نے سعودی حکمرانوں سے کہا کہ ایسا نہ کیا جائے۔ بڑھتے ہوئے احتجاج کو دیکھتے ہوئے سعودی حکمران اپنے ارادے سے باز آگئے، چنانچہ اس منصوبے پر عملدرآمد روک دیا گیا۔ باقی گنبدوں کے اشعار نہ مٹائے گئے اور وہ اب تک موجود ہیں ——— اپنی حکومت قائم رکھنے کیلئے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانیوں اور مقبولیت کو ختم کردینا چاہتے ہیں۔ وہ ناصر البانی کے اعلان پر چلتے ہیں جو کہتا ہے روضۂ رسول کو مسجد نبوی سے خارج کردینا چاہیے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ قبرِ مبارک کو اور سبز گنبد شریف کو بدعت قرار دیتا ہے اور روضۂ پاک کا احترام کرنے

ا۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۵۶

ا۔ ایضاً: ص ۱۵۹

Marfat.com

والوں کو قبوریین کہتا ہے۔[1]

● ——ایک صاحب نے بتایا کہ بابا صاحب، کہ حکومت نے جب بھی کسی اہلِ بیت یا صحابی کا مزار اکھاڑا تو اندر سے جسد مبارک بالکل صحیح سلامت نکلتا اور حکومت کے کارندے رات کے اندھیرے میں ان اجسادِ مبارکہ کو کسی ایسی جگہ دفن کر دیتے تھے جس کا عام لوگوں کو علم نہ ہو سکے۔ حکمرانوں نے اپنی سیاسی پریشانی کے خوف کو عقیدہ بنا لیا۔[2]

جاوید مجالیاں جمیل احمد نذیر قادری نقشبندی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

۱۔ محمد موسیٰ امرتسری، حکیم (لاہور): باباجی غلام رسول۔ ص ۱۸۴۔ ۱۸۵

۲۔ ایضاً: ص ۱۸۶

Marfat.com

باب نمبر ٦

پہنچی وہیں پہ خاک

Marfat.com

جنت البقیع میں تدفین کی آرزو:

● ——— باباجی کو جنت البقیع میں دفن ہونے کی آرزو تھی۔ اس لئے وہ مدینہ منورہ سے باہر نہیں جاتے تھے۔ ایک دفعہ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو چلے تو راستے میں ٹریفک جام ہو گیا۔ باباجی خوشگوار موڈ میں باتیں کرتے کرتے گھبرا گئے۔ بقول محمد طفیل بھٹی صاحب باباجی میرے ساتھ بڑے خوشگوار موڈ میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک دم گھبرا گئے اور کانپنا شروع کر دیا ——— کہنے لگے فوراً مجھے مدینے پاک لے چلو کیونکہ ہم اس وقت مدینہ منورہ کی حدود سے باہر ہیں اور میری اگر جان یہاں نکل گئی تو میری زندگی کا سرمایہ یہاں پر ہی ختم ہو جائے گا۔ لہذا بڑی مشکل سے دو عربیوں کو درخواست کر کے گاڑی کو بیک کیا اور واپس مدینے پاک کی طرف چل پڑے۔ تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ خوشی کی لہر ان کے چہرے پر دوڑ گئی کہنے لگے اگر موت اب آ بھی جائے تو میں خوش ہوں کوئی بات نہیں مدینہ منورہ کی محبت سے اتنے لبریز تھے کہ چند منٹ کے فاصلے کی دوری بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔[1]

وصالِ مبارک:

● ——— باباجی حضور سے سولہ سال تک بہت ساری ملاقاتیں ہوئیں جو لاتعداد ہیں۔ میں جب بھی ان کے پاس جاتا تو ان کا ماتھا چوما کرتا تھا اور آتے وقت بھی ہاتھ چومتا تھا تو اپنی زبان سے یہ کہا کرتا تھا کہ اس وقت باباجی آپ کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں جب تک زندگی میں دوبارہ نہ دیکھ لوں۔ آخری مرتبہ عید الفطر ۱۹۸۶ء ان کی وفات سے تقریباً دس دن پہلے ان سے مل کر آ رہا تھا تو حسبِ عادت میں نے وہی کلمات کہنے چاہے تو انہوں نے میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا: بیٹا اب یہ بات نہ کہنا شاید بلاوا قریب ہے۔ میں بڑا سخت پریشان ہوا۔ میں اجازت لے کر طائف واپس آ گیا ——— وہی بات ہوئی۔ ۱۹۸۶ء بمطابق

۱۔ محمد طفیل مدنی (مدینہ منورہ): میرے باباجی حضور۔ ص ۷۹۔۸۰

Marfat.com

۱۹ر شوال ۱۴۰۶ھ جمعرات کے دن تقریباً ایک بجے کے قریب اچانک ٹیلی فون پر اطلاع ملی کہ صبح کے دس بجے باباجی اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے[1] انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

● ——ہمارے ساتھ سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا شفقت تھا جو پہلے بھی باباجی بہت خدمت کرتا تھا اس نے ہم سے کہا کہ تم یہاں ہی ان کے پاس رہ جاؤ۔ وہ دوسرے دن بتاتا ہے اس رات کا حال کہ ہمارے جانے کے بعد باباجی نے کہا: ''بیٹا تمام دروازے کھڑکیاں کھول دو، وہ! آرہے ہیں۔'' ہر گھنٹے دو گھنٹے کے بعد یہی کہتے تھے۔ پھر فجر کے بعد کہنے لگے ''حرم شریف کے رخ پر جو کھڑکی ہے اسے بھی کھول دو۔'' شفقت نے کہا: ''جب میں نے وہ کھڑکی کھول دی تو باباجی نے فرمایا: ''میں آپ کی جناب میں حاضر ہو رہا ہوں'' یہ دونوں باتیں ظہر کے پہلے تک کرتے رہے پھر تقریباً بارہ بجے مجھے گھر سے بینک میں ٹیلی فون آیا کہ باباجی کی حالت نازک ہے فوراً آجائیں۔ میں جب باباجی کے پاس پہنچا تو دس بارہ کا وقت تھا۔ باباجی تقریباً خاموش ہو چکے تھے۔ پی آئی اے کے شکیل انصاری صاحب ان کے سرہانے کی طرف بیٹھے تھے۔ باباجی نے سب کو ایک نظر بھر کر دیکھا اور پھر کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسی رباط میں عصر کے بعد ہم چند لوگوں نے غسل دیا اور مغرب کے بعد حرم نبوی شریف میں نماز جنازہ ہوئی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔[2]

اولاد:

● ——اسی زمانے میں باباجی نے بتایا کہ پہلے زیادہ ذمے داری تھی اور بچے چھوٹے تھے جو کماتا تھا اس میں سے تھوڑا رکھ کر باقی ان کو بھیج دیتا تھا اب تو بچے سیٹ ہو گئے ہیں پاکستان میں جا کر—— سرور بیالیس پینتالیس سال کا ہو چکا۔ بیٹی حمیدہ اس سے کوئی چار سال بڑی ہے اور بڑا بیٹا حمید اب اڑتالیس پچاس سال کا ہوگا۔ اپنا اپنا کماتے کھاتے اور زندگی گزارتے ہیں۔[3]

۱۔ محمد طفیل مدنی (مدینہ منورہ): میرے باباجی حضور۔ ص ۸۰
۲۔ اعجاز خورشید احمد (مدینہ منورہ): رسول پاک کے پیارے۔ ص ۹۶۔۹۷
۳۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۳۷

Marfat.com

باب نمبر ۷

حاصل زندگی

- ——— اشارات
- ——— اقوال
- ——— ملفوظات
- ——— پند و نصائح
- ——— کرامات

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

حاصل زندگی:

● ــــــ ان کے جملے کبھی کوئی نہیں بھول سکتا تھا بلکہ کہاوتوں کی طرح محاوروں کی طرح ان کو یاد رکھا جا سکتا ہے۔ باباجی کا ایک خاص انداز تھا۔ بالکل سیدھا سادا اور دل پر اثر کرنے والا ــــــ وہ ہر موضوع پر بات کر سکتے تھے ــــــ اور وہ کسی ناگواری کے بغیر بڑی بڑی باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔[1]

● ــــــ ایمان افروز اور اخلاق آمیز باتیں بتایا کرتے تھے اور جس روز موڈ اچھا ہوتا تو ایسی ایسی باتیں نکل آتیں جن پر دانشوروں اور علماء نے موٹی موٹی کتابیں تحریر کی ہیں۔ لیکن باباجی اپنے مخصوص لہجے میں چھوٹے چھوٹے جملوں میں وہ گتھیاں سلجھاتے چلے جاتے۔[2]

● ــــــ جب لوگوں سے باتیں کر رہے ہوتے تو ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ہوتی اور جب کسی بیٹھک میں حاضرین کے علمی، دینی اور روحانی سوالوں کے جواب دے رہے ہوتے تو باباجی کچھ اور ہی ہوتے۔[3]

● ــــــ زندگی کا کونسا شعبہ تھا جس کے بارے میں باباجی کی باتیں قابلِ ذکر اہمیت نہیں رکھتیں۔ باباجی کو لوگ کسی نہ کسی طرح بولنے پر مجبور کر دیتے اور جب باباجی بولنے لگتے تو موتی رولتے تھے۔ ہر موضوع پر بولتے چلے جاتے ــــــ جیسے ان کے اندر ایک سمندر ہو علم کا، معلومات کا، اخلاق کا، انسانیت کا، ہدایت کا، انسانی ہمدردی کا اور بے شمار لوگوں کے

۱۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۲۴

۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۳۶

۳۔ ایضاً: ص ۲۴۲

Marfat.com

مسائل کے حل کا۔[۱]

● ——— اُن کی شخصیت کے دو امتیازی پہلو تھے۔ ایک تو ان کی کرامات، دوسری ان کی باتیں۔ جن لوگوں کو باباجی سرکار کی کرامات کا علم ہوا۔ وہ ان لوگوں تک محدود ہیں اور دوسرے لوگ ان کرامات سے نہ تو مستفید ہو سکتے ہیں اور نہ ہی سب کو ان کا تجربہ ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے ——— لیکن باباجی نے جو باتیں کی ہیں، وہ ان کی زندہ کرامات ہیں، ان باتوں سے فائدہ اور فیض حاصل کر کے ہم اپنی زندگیوں میں سدھار اور تعمیر کا عمل جاری کر سکتے ہیں۔[۲]

● ——— باباجی کی سادگی میں بھی وقار ہوتا تھا۔ بولتے تھے تو الفاظ ان کی شخصیت اور ان کے مزاج کی گواہی ہوتے۔ ان کے کمزور وجود میں بہت مضبوط عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔[۳]

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۵۸

۲۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۳۰۴، ۳۰۵

۳۔ منیر الاسلام حسنی، سید (لاہور): باباجی سرکار علیہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۳۲۹

Marfat.com

اشارات:

● ـــــ چوبیسواں سال مرد کا آغاز ہوتا ہے۔ چھتیسواں تشکیل ذات، بیالیسواں انقلاب اور اکیاونواں فیصلہ کن، ساٹھواں تکمیل ذات اور پھر آگے ہی آگے۔[۱]

● ـــــ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے زیادہ پیار کس کو کیا؟

ـــــ ''ع والوں کو'': عتیق (ابوبکر) عمر، عثمان، علی، عائشہ ـــــ''

(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بابا جی کے بے ساختہ جواب نے سب کو چونکا دیا۔''[۲]

● ـــــ بابا جی پھر یہ بھی فرمادیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیار کس کس نے کیا؟ ـــــ

''ح والوں نے'': حلیمہ، حمزہ، حسن، حسین، (رضوان اللہ عنہم اجمعین)

بابا جی کے اس بے ساختہ جواب نے بھی حیران کر کے رکھ دیا تھا۔

● ـــــ بابا جی فرمارہے تھے: ''ع'' کی شکل کی طرح اور حمزہ کا شروع ''ح'' سے، بس یہی قصہ ہے ـــــ لیکن محور تو میرے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات ہے۔ اب خود ہی دیکھو کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''حُمیرا'' پکارتے تھے ـــــ ٹھیک ہے؟ اور یہ بھی دیکھو کہ پہلے حمزہ اور پھر تین روز بعد عمر رضی اللہ عنہما اسلام لائے تو اسلام چل پڑا ـــــ لیکن محور تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔[۳]

● ـــــ ایک صاحب نے کہا کہ: ''سرکار بابا جی میں نے ایک بندر پالا ہوا ہے۔ اس کا کھیل تماشا دکھا کر روزی کماتا ہوں۔ اس کے کھانے پینے اور آرام کا بالکل خیال رکھتا ہوں۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ بندر پالنے میں کوئی نقصان تو نہیں ہے؟۔

فرمایا: پہلے یہ طے کرو کہ تو بندر کو پالتا ہے یا بندر تم کو پالتا ہے ـــــ پھر آگے سوچنا۔''[۴]

۱۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۲۵

۲۔ ایضاً: ص ۱۳۵ ۳۔ ایضاً: ص ۱۳۵

۴۔ ایضاً: ص ۱۵۵

Marfat.com

● ——— ہر جگہ کا کچھ مزاج اور مقام ہوتا ہے۔ زمین کے ایک ایک انچ کی شخصیت اور مزاج ہے اور ویسا ہی اس کا اثر ہے۔ جیسی جگہ ویسا اثر ——— اور ہر جگہ کا اپنا مقام ہوتا ہے۔ خانہ کعبہ زمین پر جس جگہ ہے اسکا مقام اور مرتبہ کیا ہے؟ بیت المعمور کا! آسمان پر بیت المعمور کے گرد ہر وقت فرشتے طوف کرتے رہتے ہیں ——— حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے ہزاروں سال پہلے خانہ کعبہ کا نشان لگایا گیا اور فرشتے بیت المعمور کی طرح اس کا طواف کرنے لگے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا گیا تو ان کو بھی حکم ملا کہ خانہ کعبہ کا طواف کرو فرشتوں کی طرح ——— خانہ کعبہ زمین پر بیت المعمور کا مقام ہے اور میرے سرکار حضور پُرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا عالم یہ ہے کہ یہاں، اسی مسجد نبوی میں ''ریاض الجنۃ'' میرے سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے اور منبر کے درمیان ایسی جگہ ہے جو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچے کا نام ہے۔[1]

● ——— طواف اصل چیز ہے جو شروع سے ہو رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے سے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی یہی حکم ملا کہ اس نشانی کے گرد طواف کرو۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنانا شروع کیا۔ بعد میں ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام نے اس کو مکمل کیا ——— طوفانِ نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کو پھر سے بنایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام (فرشتہ) بتاتے جاتے اور باپ بیٹے بناتے جاتے۔ انہوں نے رکن اسود اور رکن یمانی والے گوشے بنائے اور چہار دیواری اٹھائی ——— پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حجر اسود (پتھر) لا کر دیا کہ جناب! اللہ تعالیٰ نے طوفان میں یہ جنتی پتھر محفوظ کر لیا تھا اور اب عطا فرمایا ہے کہ اس کو پھر سے اس پاک گھر میں لگا دو۔[2]

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص، ۲۴۵

۲۔ ایضاً: ص ۲۴۶

Marfat.com

● ــــــ اور یہ جو خانہ کعبہ ہے یہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر بار بار تعمیر ہوتا رہا ہے۔اس میں بھی کوئی کوئی جگہیں ایسی ہیں جن کا مقام بہت بلند ہے۔ مقام ابراہیم والا پتھر اور اسود پتھر دونوں جنتی پتھر ہیں۔ زمین کے فرش پر دو آسمانی نشانیاں ــــــ مذاق نہیں ہے۔ خانہ کعبہ کے اندر جس جگہ یہ موجود ہیں اس جگہ کا مقام کون جان سکتا ہے؟ ــــــ اور کون جان سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نو جگہیں ایسی ہیں جو زمین کے فرش پر بہت بلند مقام رکھتی ہیں لیکن میرے سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب علم ہوتا ہے ــــــ اور میرے سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جگہوں پر نماز ادا فرمائی ہے۔[۱]

● ــــــ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے رکنِ اسود اور رکنِ یمانی کے جو گوشے بنائے، خانہ کعبہ کے اندر تو ان کو علم تھا اور پرانی نشانی کا ــــــ کہ کدھر بنانا ہے اور اس نشانی میں کیا بات ہے ــــــ اور ہجرت سے پہلے میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو کہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان نماز پڑھتے ہیں اور دونوں کا استلام کرتے ہیں۔ ہے ناں بات؟ ــــــ سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے بھی نماز پڑھتے تھے، جہاں قریش نے آپ کو سخت تکلیف پہنچائی تھی۔ لیکن سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جگہ کے مقام کا علم ہے اور بعد میں سرکار حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی حطیم میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ــــــ اسی طرح سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقامِ ابراہیم کے پاس بھی نماز ادا فرمائی۔ بابِ کعبہ کے پاس حضرت جبرائیل (فرشتے) کی امامت میں دو بار نماز پڑھی۔ تو اس میں بھی کوئی بات تھی ناں ــــــ اب دیکھو فتح مکہ والے روز سرکار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں نماز ادا فرماتے ہیں؟ مقامِ ابراہیم اور کعبہ کے درمیان ــــــ اس جگہ کے بعد ایک اور جگہ بھی ہے، جہاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کر کے اس جگہ کی اہمیت ظاہر فرمائی یعنی رکنِ عربی

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۴۶

کے پاس۔ اس طرح کہ پشت باب عمرہ کی طرف ہو—— سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکن شمالی میں بھی نماز پڑھی ہے۔ حجر اسود کے سامنے مطاف کے کنارے بھی ایک جگہ پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی۔ ہے ناں کوئی بات؟—— سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خانہ کعبہ کے اندر چھ ستون ہوتے تھے۔ میرے سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر ایک اور جگہ بھی نماز ادا فرمائی۔[۱]

● —— جانور اور پودے بھی اسی زمین اور اسی ہوا پانی کے اندر رہنے والی مخلوق ہیں۔ انسانوں کی طرح —— جو جانوروں اور پودوں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے وہ اللہ کی نظر میں ویسا ہی بے رحم ہے جیسا کوئی اپنے جیسے انسانوں پر بے رحم ہوتا ہے۔[۲]

● —— ان بزرگان کے درباروں میں جو وقت گزارا اور انبیائے کرام علیہم السلام کے درباروں میں جو وقت گزارا، اور وہاں جو رونقیں دیکھیں ان کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جو ان رونقوں کو جانتے ہیں وہ نصیبوں والے ہیں۔ نہروں نالوں کا پانی ندی میں اور ندی کا پانی سمندر میں جا کر گرتا ہے۔ یہ جا کر گرنا کیا چیز ہے؟ ایک انتظار کرتا ہے اور دوسرا اس کی طرف آتا ہے—— ایک پانی آ رہا ہوتا ہے اور ایک پانی اس کے آنے کا انتظار کر رہا ہوتا ہے—— بس یہی ماحول ہوتا ہے ان درباروں میں۔[۳]

● —— خوشبو—— خوشبو سے آتی ہے۔ غلاموں کو غلاموں کی خوشبو آتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ ولیوں کو ولیوں کی خوشبو آتی ہے اور—— نبیوں کو نبیوں کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی خوشبو آئی تھی (علیہم السلام) دونوں نبی تھے اس لئے خوشبو آئی اور پہچان لیا—— جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کا کوئی بھی بھائی نہ پہچان سکا کیونکہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو نہ آئی—— کیوں نہ آئی؟

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص، ۲۴۷

۲۔ ایضاً: ص، ۲۵۹

۳۔ مقصود حسین (لاہور): باباجی کی یادیں۔ ص، ۲۶۸

Marfat.com

اس لئے کہ بھائیوں میں کوئی نبی نہ تھا——— نبی کی خوشبو نبی کو آئی۔ حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی خوشبو آتی ہے اور باپ نے بیٹے کو پہچان لیا۔[1]

● ——— چپ ہو جاؤ——— جو دکھائی دیتا ہے وہی ہے، جو سمجھ میں آتا ہے وہی ہے، جو سوچ آتی ہے وہی ہے۔ کیونکہ بغیر آنکھ کے دکھتا نہیں، بغیر عقل کے سمجھ میں نہیں آتی، بغیر آرزو کے سوچ نہیں آتی۔[2]

● ——— میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کس شہر کے رہنے والے ہو——— اس نے آیت کریمہ پڑھی اور پانی میں کود گیا۔ میں چیخنے لگا کہ بچاؤ، بندہ سمندر میں گر گیا ہے لیکن نہ کسی کو میری آواز سنائی دے رہی تھی اور نہ ہی پانی میں گرنے والا بندہ کوئی واویلا کر رہا تھا اور نہ ہی میں بھاگ دوڑ کر رہا تھا بلکہ عرشے پہ وہیں کا وہیں کھڑا رہ گیا تھا اور ہوا تیز چل رہی تھی——— بابا جی نے بتایا کہ غیبی طاقتیں بعض اوقات پرانے زمانوں اور پرانے لوگوں سے ملاقات بھی کرا دیتی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ نوجوان کون تھا بابا جی؟——— فرمایا کہ آیت کریمہ کے حوالے سے کوئی ہستی تھی جس کا نام میں لینا نہیں چاہتا۔[3]

● ——— اللہ بہتر جانتا ہے۔ بس یہ جانو کہ اللہ تعالیٰ کا نظام اس دھرتی پر مسلسل جاری ہے اور ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ ڈیڑھ دو ہزار سال پرانی عمارتوں اور ان کا دریافت کیا ہوا سامان بھی زیادہ پرانا نہیں ہوتا۔ ہمارے ہی زمانے جیسا ہوتا ہے۔ ان کا رہن سہن، لباس، خوراک، زبان سب ہمارے زمانے سے قریب ہوتا ہے اور اس زمانے کے لوگ بھی——— مگر اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ دربارِ مدینہ میں عصر سے مغرب تک جو عالم ہوتا ہے، اسے وہی لوگ دیکھ سکتے ہیں جنہیں دیکھنے والی آنکھ عطا کی گئی ہے۔[4]

۱۔ اظہر قریشی (لاہور): بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پر عنایت خاص۔ ص ۲۸۷

۲۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص، ۳۱۸

۳۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص، ۳۱۸

۴۔ ایضاً: ص ۳۱۸۔۳۱۹

Marfat.com

● —— بھولے بادشاہ! ہم تو اس دنیا کے بھی سکے نہیں جہاں پیدا کئے گئے اور ساری حیات گزار دی۔ ادھر سے بھی آگے جانا ہے تو پھر ہندوستانی پاکستانی ہونے کا کیا سوچیں؟ سوچنا یہ چاہیے کہ اللہ کے کتنے بندوں کی خدمت کر سکے اور کتنوں سے دعائیں لیں[1]

ا۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص، ۳۱۹

Marfat.com

اقوال:

● —— ''دُعا انسان کے پاس واحد نوری عمل ہے۔ دعا کے سوا انسان کے پاس ایسی کوئی اور چیز نہیں ہے جو اسکی تقدیر کو بدل سکے —— دعا کا مطلب ہے دعا کرنا، دعا لینا۔[1]

● —— ظلم کرنے والے کو ادھر ملے نہ ادھر۔ اس کو جرمانہ اپنے بدن، اپنی اولاد، اپنے رزق اور اپنی عزت میں سے ادا کرنا ہوگا —— اور مظلوم کبھی مایوس نہ ہو کیونکہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ وہ اللہ کو سب کچھ بتائے وہی اسی کی مدد فرمائے گا۔[2]

● —— اللہ اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا بندے کے دل میں اللہ کے لئے خیال ہوتا ہے —— اس کو لاپرواہ سمجھو گے تو تمہارے لئے وہ ویسا ہی ہو جائے گا۔ اس کو کریم جانو گے تو کرم گا —— اس کو رحیم قرار دو گے تو وہ رحم کرے گا —— اس کو رب مانو گے تو وہ پالنے والا ثابت ہوگا —— بندہ اپنے رب کو جتنا راضی رکھتا ہے اس کا رب اتنا ہی راضی ہوتا ہے۔ جو اللہ کو بھول جاتا ہے اللہ بھی اس کو بھول جاتا ہے اور وہ دنیا میں رگڑے کھا رہا ہوتا ہے۔[3]

● —— وہ بڑا سخی ہے جس نے علم سیکھا اور پھیلایا —— علم اور سمجھ میں فرق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سمجھ داری عطا کرتا ہے۔ علم معمولی چیز نہیں ہے بابا —— علم بھی مدد کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔ علم ایسا فیض ہے جو تم حاصل کر بھی سکتے ہو اور جاری بھی کر سکتے ہو۔[4]

● —— غیر مسلم بھی تو انسان ہیں جی —— ان کے ساتھ انسانی حقوق کا رشتہ نہیں توڑنا چاہیے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، قیدی کو رہائی دلانا، بیمار کی عیادت کرنا —— یہ سب انسانی اخلاق ہیں۔ انسانی اخلاق کو قائم رکھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے

۱۔ اظہار الحق، کراچی: پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۵۲

۲۔ ایضاً: ص ۱۵۴ ۳۔ ایضاً: ص ۱۵۸

۴۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۲۴

Marfat.com

کیونکہ وہ رب العالمین ہے اور رسولِ پاک رحمۃ اللعالمین ہیں۔غیر مسلم پڑوسی کو پڑوس کے پورے حقوق حاصل ہیں۔ا

● ــــ جو اللہ کے نام پر خرچ کرتا ہے اور کسی کی مدد کرتا ہے وہ سخی ہے اور ــــ سخی تو اللہ کا دوست ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ سخاوت تو اللہ کو قرض دینے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ اسکو دوگنا کر کے لوٹا دیتا ہے ــــ اگر تم اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنی تھیلی کا منہ نہیں کھولو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارا نام سن کر اپنی تھیلی کا منہ نہیں کھولے گا۔۲

● ــــ حسد کا مطلب ہے خود بھی جلنا اور دوسرے کو بھی جلانا ــــ اور اس کا انجام ہے راکھ ہو جانا، برباد ہو جانا ــــ حسد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ بے طاقت کرتا رہتا ہے ــــ حسد کرنے والا برباد ہو کر رہتا ہے۔۳

● ــــ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہر حال میں ہے چاہے، چاہے آگے صفی اللہ ہو، نجی اللہ ہو، خلیل اللہ ہو، ذبیح اللہ ہو، کلیم اللہ ہو، روح اللہ ہو ــــ نبی ہونا اور بات ہے، رسول ہونا اور بات ــــ اور محمد رسول اللہ ہونا بالکل اور بات ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیونکہ یہ تو حبیب اللہ والا کیس ہے یعنی دوستی محبت میں بدل گئی ہے۔۴

● ــــ دوستی تو مان لینے کا نام ہے۔ دوستوں کے بیچ بحث کو کوئی موقع نہیں ہوتا۔ بحث شروع ہو جائے تو دوستی ختم ہونے لگتی ہے۔ بحث جیتنے والا دوست ہار جاتا ہے۔۵

● ــــ دوستی کا جو آئینہ ہے۔اس میں ــــ "میں" باہر ہے، "تو" اندر ہے لیکن بالکل برابر برابر، بالکل آمنے سامنے ــــ دوستی میں دونوں برابر کب ہوتے ہیں؟ لیکن رکھتے ہیں ایک دوجے کو برابر برابر۔۶

۱۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ص ۲۲۵

۲۔ ایضاً: ص ۲۲۵

۳۔ ایضاً: ص ۲۲۶

۴۔ ایضاً: ص ۲۲۶

۵۔ ایضاً: ص ۲۲۶

۶۔ ایضاً: ص ۲۲۶

Marfat.com

● ——دوستی کا مطلب ہے انتظار ——انتظار کا مطلب ہے دوستی سے توقع اور امید۔ دوست ہمیشہ کچھ اچھا ہی دیتا ہے یعنی کوئی اچھی بات، اچھا سلوک، خوشی، مدد، سکون، عزت اور دُعا——انتظار دوستی کی سچائی کا ثبوت ہے۔[۱]

● —— "پڑوسی کے حقوق اور اس کے ساتھ اچھے سلوک کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے، چاہے پڑوسی مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو——پڑوسی کا درجہ رشتے دار عزیز سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اگر پڑوسی اچھا انسان ہو——جس کا دروازہ اور دیوار زیادہ قریب ہو، اس کا حق زیادہ ہے۔[۲]

● ——اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے پر نظر رکھتا ہے—— کیونکہ ہر بندے کو دنیا بھر کے ان تمام انسانوں، مخلوقات، علاقوں اور اشیاء کے ساتھ سلوک کی ذمہ داری دے کر بھیجا جاتا ہے، جو اس کی زندگی کے دوران اس سے رابطہ میں آئیں گے——اور مرنے کے بعد جواب بھی اسی بات کا لیا جائے گا۔ کہ اس نے وہ "سلوک" والی ذمہ داری کس طرح پوری کی؟ یہی وہ ذمہ داری ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ اور اپنا نائب قرار دیا ہے۔[۳]

● ——اللہ تعالیٰ اس سلوک اور ذمہ داری کو پورا کرنے میں انسان کی مدد بھی کرتا ہے——اور مسلمان تو چاہے کوئی بھی ہو، آپس میں ایک جسم کی طرح ہیں—— کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود ایک درجے کا کافر اور دوسرے کو بُرا کہنے والا خود ایک درجے کا بُرا قرار دیا جاتا ہے۔[۴]

● ——جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے، وہی اللہ تعالیٰ سے محبت کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سب کچھ ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ

۱۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۲۷

۲۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۵۹

۳۔ ایضاً: ص ۲۵۹ ۴۔ ایضاً: ص ۲۵۹

Marfat.com

وآلہ وسلم نے بتایا۔[۱]

● ــــــ جس سے دل بندھ جائے اس کو پیر بنالو چاہے کسی بھی سلسلے کا ہو، جو سچے پیر ہوں گے۔ پیرانِ پیر یقیناً ان کے آگے آگے ہونگے۔ سارے سلسلے ایک ہیں۔ سب ایک ہی لڑی کے موتی ہیں اور موتی جتنے سچے ہوں گے اتنے اچھے ہوں گے ورنہ اللہ سب کا بھلا کرے۔[۲]

● ــــــ نیکی کے کام میں خرچ کرنے کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو قرضہ دینا اور اللہ تعالیٰ اپنا قرضہ رقم ڈبل کر کے واپس کرتا ہے۔ اور جو اللہ کے نام میں کنجوسی کرتا ہے، اللہ اس کے مال میں سے رُوح نکال لیتا ہے یعنی جس کا مال ہے اسی کے کام نہیں آتا۔ کنجوسی کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔[۳]

● ــــــ اگر تم کسی کے دُکھ، مجبوری، بیماری، پریشانی کو ہلکا کر دو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری باری میں تمہارے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔[۴]

● ــــــ تعریف انسان کو گمراہ کر دیتی ہے۔ بیماری سے بدن کو نقصان ہوتا ہے اور تعریف سے پوری شخصیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ کسی کے اندر جو خوبی اور کمال ہوتا ہے ــــــ وہ اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ اپنی تعریف سن کر غرور مت کرو بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو، ورنہ تمہاری شخصیت ہلاک ہو جائے گی۔[۵]

● ــــــ کسی بے قصور بندے کو بدنام کرنے والا اور بہتان لگانے والا اتنا گر جاتا ہے کہ اس کی شرعی گواہی کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے ــــــ بہتان لگانے والے کی اولاد میں عیب پیدا ہو جاتا ہے۔[۶]

۱۔ مقصود حسین، حاجی (لاہور): بابا جی علیہ الرحمہ کی یادیں۔ ص ۲۷۳

۲۔ مقصود حسین، حاجی (لاہور): بابا جی علیہ الرحمہ کی یادیں۔ ص ۲۷۴

۳۔ ایضاً: ص ۲۷۴ ۔ ۴۔ ایضاً: ص ۲۷۴

۵۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے، ص ۲۹۷

۶۔ ایضاً: ص ۲۹۷

Marfat.com

● ——بدزبانی کرنے والا بھی بدنصیب ہوتا ہے۔ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے——بدزبان آدمی کی پھٹکار اس کے والدین اور بہن بھائیوں پر پڑتی ہے اور بدزبان عورت کی پھٹکار اس کے شوہر اور اس کی اولاد پر پڑتی ہے——برائی تھوڑی سی نقصان بہت بڑا۔[۱]

● ——ایک بندے کا جتنا حق ہے اس سے زیادہ کرنا بھی احسان ہے——یعنی حق نہ بھی ہو تو کسی کی پوری سچائی کے ساتھ مدد کرنے کا نام احسان ہے——اور احسان والے سے زیادہ خیر ملتی ہے احسان کرنے والے کو۔[۲]

۱۔ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ص ۲۹۷

۲۔ایضاً:ص ۲۹۸

Marfat.com

اقوال

★ نعت سچے دل سے پڑھی جائے تو محبت ہے ورنہ شاعری۔

★ اپنی تعریف سن کر غرور مت کرو، ورنہ تمہاری شخصیت ہلاک ہو جائے گی۔

★ بیمار کی عیادت کرنا آسمانی کام ہے۔

★ ریاکاری میں شامل ہونے والی نیکی بے اجر ہو جاتی ہے۔

★ دُعا میں کوئی دکھاوا نہ ہو تو دعا قبول ہو جاتی ہے۔

★ غُصہ شیطانی وار ہے۔

★ دنیاوی مال و دولت سے ہمارا تعلق وہی ہے جو قُلی کا ہوتا ہے۔

★ ولی اور درویش کسی سے نفرت نہیں کرتے[1]

★ ماں کی دعا میں بہت طاقت ہوتی ہے۔

★ تعریف انسان کو گمراہ کر دیتی ہے۔

★ جانور اور پودے بھی اسی زمین، اور اسی ہوا پانی میں رہنے والی مخلوق ہیں انسانوں کی طرح۔

★ بحث جیتنے والا دوست ہار جاتا ہے۔

★ مسلمان دنیا میں ہر جگہ رہ سکتا ہے۔

★ ولی درویش کے اندر کوئی خاص بات ہو گی جو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی لیکن تمہارا دل اس کی طرف کھنچے گا اور تم اس پر توجہ دینے پر مجبور ہو جاؤ گے۔

★ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

★ وضو میں ہر کنارے کے اعضاء کو دھویا جاتا ہے۔

۱۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۲۷

Marfat.com

★ اگر تم میری کسی بات سے مضبوط ہوتے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ کمزور بندے میں بھی طاقت ہوتی ہے۔

★ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج اور اس کے مقام کا خیال رکھے۔

★ اللہ کیلئے جو کام کرنا ہے تو اس طرح کہ دوسرے آدمی کو کیا؟ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔

★ اگر اللہ کو راضی رکھنا ہے تو اچھے انسان کا دل مت دُکھاؤ۔ بزرگوں کی بے ادبی مت کرو۔

★ زبان پر قابو رکھو یہی تمہارے دوست اور دشمن بناتی ہے۔

★ جھوٹ تمہاری طاقت کو کھا جاتا ہے اور اپنی طاقت پیدا کر لیتا ہے۔

★ جب تک ولی درویش نہ چاہیں کوئی ان کے قریب نہیں ہو سکتا۔

★ اگر سمجھدار ہو تو اپنی زبان سے ڈرو۔

★ اللہ کے کلام میں برکت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں رحمت ہے۔

★ ولی، درویش سے مل کر تمہیں سکون ملے گا، خوشی محسوس ہوگی۔

★ کسی ولی، درویش سے فائدہ اٹھانے والا اگر اس کے ساتھ گڑبڑ کردے تو وہ سخت تباہی سے دوچار ہوتا ہے۔

★ دعا کرنے سے پہلے اپنے اعمال اور اپنی دُعا کو پرکھ لیا کرو۔

★ جو لوگ اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں اور اللہ کے بندوں کیلئے فرعون بھی بنے رہتے ہیں، ان کا کیا بنے گا؟

★ جھوٹ شیطانی سہارا ہے اور شیطان کی بندگی سب سے بڑا گناہ ہے۔

★ کسی نیک انسان کو بدنام کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

★ طریقت کے سارے سلسلے ایک ہیں۔ سب ایک ہی لڑی کے موتی ہیں، موتی جتنے سچے ہوں گے اتنے ہی اچھے ہوں گے۔

Marfat.com

★ اللہ تعالیٰ کنجوس کے مال و دولت میں سے روح نکال لیتا ہے۔

★ اللہ کے نیک بندے کے ساتھ بے ادبی، بے ایمانی اور زیادتی کرنے والے کی سخت پکڑ ہوتی ہے لیکن اس طرح کہ دنیا دیکھتی ہے۔

★ علم ایسا فیض ہے جو تم حاصل بھی کر سکتے ہو اور جاری بھی کر سکتے ہو۔

★ کنجوسی کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔

★ گھر میں اور تقریب میں جب ایک ہی وقت میں سب مل کر کھانا کھاتے ہیں تو کھانے میں برکت اور شفاء پیدا ہوتی ہے۔

★ ولی درویش اسی حالت میں ہوتے ہیں کہ عام لوگوں کے قریب رہ سکیں اور عوام بے دھڑک ان کے پاس آ سکیں۔

★ بڑھاپے میں والدین کی خدمت کرو گے تو یہ جہاد سے بھی افضل ہے۔

★ بہو اگر بیٹا بن کر سوچے گی تو پھر خیر ہی خیر ہے۔

★ ولی، درویش، سب کے دوست، بالکل بے لوث، خود کو سب سے کمزور جاننے والے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم اور رحمتوں کی گواہی دینے والے ہوتے ہیں۔

★ ولی کو ولی کی خوشبو آتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔

★ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقت میرے احوال ہیں۔

★ جرم کرنے والے اور ظلم کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

★ غیبت کرنے والے سے بدبو آنے لگتی ہے۔

★ ولی، درویش کی شان یہ ہے کہ وہ ہرگز ظاہر نہ کرے گا کہ میں بھی کچھ ہوں۔

★ ولی، درویش دو طرح کی زندگی گزارتے ہیں ایک دنیاوی اور ایک روحانی۔

★ تم اللہ کے نام پر اپنی تھیلی کا منہ نہیں کھولو گے تو اللہ بھی تمہارے نام پر اپنی تھیلی کا منہ نہیں کھولے گا۔

Marfat.com

★ ولی، درویش کا کام انسانوں کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ اپنا وقت ضائع نہیں کرتا۔

★ ظلم کرنے والا اپنا جرمانہ — اپنے بدن، اپنی اولاد، اپنے رزق اور اپنی عزت میں سے ادا کرتا ہے۔

★ جس گھر میں یتیم کے ساتھ بھلائی ہوتی ہے وہاں رحمت ہوتی ہے۔

★ انبیاء کے وسیلے سے دعا مانگنا مستحب ہے۔

★ کمزوری اور نادانی میں غلطی ہو جاتی ہے۔ معافی مانگ لو گے، توبہ کرلو گے تو معافی ہو بھی سکتی ہے۔

★ کوشش کر کے کوئی ولی درویش نہیں بن سکتا کیونکہ یہ تو اللہ کی دین ہے جسے چاہے نواز دے۔

★ خاص لوگ عالم بالا کی دنیاؤں میں چل پھر سکتے ہیں چاہے وہ گزرے زمانے کی دنیا ہو۔ چاہے موجود روحی دنیا ہو یا مستقبل کی دنیا ہو۔

★ دعا کے سوا انسان کے پاس ایسی اور کوئی چیز نہیں ہے جو اسکی تقدیر کو بدل سکے۔

★ ادب کے بغیر عشق نہیں ہوتا اور عشق کے بغیر ادب نہیں ہوتا۔

★ اللہ اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا بندے کے دل میں اس کے لئے خیال ہوتا ہے۔

★ ولی، درویش کو تم سے کوئی لالچ، کوئی غرض نہیں ہوگی۔

★ خاص لوگ اپنے زمانے اور اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ ہر زمانے اور ہر دنیا کے باسی ہوتے ہیں۔

★ ولی، درویش چاہے کیسا بھی لگے لیکن اس کے ذریعے اللہ کا کرم آپ کے واسطے فیض بن جائے گا، اگر آپ لینے والے بن سکے تو۔

★ ایمان ادب ہے، عشق ادب ہے اور دنیا داری بھی ادب ہے۔ ادب کے بنا سب گڑبڑ ہے۔

Marfat.com

★ اللہ کو کریم جانو گے تو وہ کرم کرے گا، رحیم مانو گے تو وہ رحم کرے گا۔

★ اچھا کرتے رہو، چاہے تھوڑا ہی ہو۔

★ اللہ تعالیٰ کسی کے اچھے کام کو ضائع نہیں کرتا۔

★ خاکساری کا مطلب ہے کہ حیثیت ہو پھر بھی عاجزی رکھے۔

★ اللہ کے نام پر خاکساری کرنے والے کو بلندی عطا ہوتی ہے۔

★ حقیقت والوں کے سارے احوال اللہ کی طرف سے اور اللہ کیلئے ہوتے ہیں۔

★ ولی، درویش کا دیکھنا، ہنسنا، بولنا، سلوک، قربت، دعا سب فیض ہے۔

★ اللہ نے سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسی نوازشات کیں ویسا کسی بھی زمانے میں، کسی انسان کو کیا؟ کسی نبی کو بھی نہیں نوازا گیا۔

★ روحانی لوگ اپنی غیب قوت کو اپنی ذات اور ذاتی مقاصد کیلئے استعمال نہیں کرتے۔

★ روحانی لوگوں کو دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز بھی نہیں لبھا سکے گی۔

★ ولی اور درویش نہ کسی سے ناراض ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کے لئے بددعا کرتے ہیں۔

★ خاص بندہ آپ کو اس طرح ملے گا جیسے آپ کو پہلے سے جانتا ہے۔

★ ولی، درویش کسی کو برا کہہ کر خود کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

★ خاص لوگ ہر زمانے میں مخلوق خدا اور اُمت محمدی کی خدمت کیلئے موجود رہیں گے۔

★ علم والے کو سخی ہونا چاہیے تاکہ اپنا بھی بھلا کرے اور دوسروں کا بھی۔

★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شریعت میرے اقوال ہیں۔

★ سزا قریب ہو جائے تو دل —— دُعا پر یقین نہیں کرتا۔

★ ولی، درویش آپ کے اوپر کوئی رعب نہیں ڈالے گا، آپ کو بالکل نہیں ڈرائے گا، کبھی بددعا نہیں دے گا۔

Marfat.com

★ سب سے اچھا راستہ درمیانگی (اعتدال) کا ہے۔

★ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سمجھ داری عطا کرتا ہے۔

★ جس سے دل بندھ جائے اس کو پیر (مرشد) بنالو چاہے کسی بھی سلسلے کا ہو۔

★ غیر مسلم کے ساتھ انسانی حقوق کا رشتہ نہیں توڑنا چاہیے۔

★ اولاد اپنے والدین کا ادب کرے اور خدمت کرے۔

★ غیر مسلم پڑوسی کو بھی پڑوس کے پورے حقوق حاصل ہیں۔

★ انسانی اخلاق کو قائم رکھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

★ اللہ تعالیٰ حسد کرنے والے کو بے طاقت کرتا رہتا ہے۔

★ دوست تمہارا آئینہ ہے اور تم دوست کا آئینہ۔

★ موافق روحیں دوست بنتی ہیں۔

★ دوستی کے بیچ بحث کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔

★ دوستی تو مان لینے کا نام ہے۔

★ نیکی کے کام میں خرچ کرنے کا مطلب ہے اللہ کو قرضہ دینا۔

★ ولی، درویش سے مل کر تم کو اللہ کی رحمتوں کا یقین آنے لگے گا اور مشکل آسان ہو جانے کی امید بندھ جائے گی۔

★ ولی، درویش خود کو کمزور اور کمتر کہے گا اور دوسروں کو اچھا کہے گا۔

★ زمین کے ایک ایک انچ کی شخصیت اور مزاج ہے اور ویسا ہی اس کا اثر ہے۔ جیسی جگہ ویسا اثر۔

★ جس پڑوسی کا دروازہ اور دیوار زیادہ قریب ہو اس کا حق زیادہ ہے۔

★ اولاد کو اپنی غربت اور انا کے واسطے قتل مت کرو۔

★ انتظار دوستی کی سچائی کا ثبوت ہے۔

Marfat.com

★ جب شیطان بندے کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو بندہ دوسروں کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے۔

★ بحث شروع ہو جائے تو دوستی ختم ہونے لگتی ہے۔

★ وہ بڑا سخی ہے جس نے علم سیکھا اور پھیلایا۔

★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ طریقت میرے افعال ہیں۔[1]

[1] محمد طفیل مدنی بھٹی (لاہور): ''اقوال باباجی غلام رسول علیہ الرحمہ''۔ ص ۳۰۰ تا ۳۴۵

Marfat.com

ملفوظات

● ـــــ یہ جو مال دولت ہوتا ہے ناں، ہم اس کے مالک کبھی نہیں بن سکتے کیونکہ ہم اس کو اپنے ساتھ کہیں نہیں لے جا سکتے ــــ ہم یہاں صرف قلی بن سکتے ہیں ــــ قلی سمجھتے ہو ناں! قلی کیا کرتا ہے؟ ادھر کا سامان اُدھر اور اُدھر کا سامان ادھر رکھ دیتا ہے، بس ــــ پھر چلا جاتا ہے ــــ ہم بھی قلی کی طرح اپنا کمایا ہوا، اپنا حاصل کیا ہوا، قبضہ کیا ہوا مال و دولت اِدھر سے اُدھر اٹھا کر رکھتے رہتے ہیں، پھر وہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ــــ مر جاتے ہیں۔[۱]

● ـــــ ابھی تک انسان پورا ٹھیک نہیں ہے۔ ابھی تو بہت صدیاں گزریں گی پھر جا کر انسان انسان بنے گا ــــ ابھی دنیا میں لاکھوں انسان جنگلی ہیں، جو جنگلوں میں رہتے ہیں اور ان سے بھی لاکھوں زیادہ ایسے جنگلی دنیا بھر کے شہروں میں موجود ہیں جو دوسروں کا احساس نہیں کرتے۔ بس اپنی ہوس اور لالچ میں دوسروں پر جھپٹتے رہتے ہیں ــــ لاکھوں انسان ابھی اندھے ہیں جن کی آنکھیں ابھی نہیں لیکن آنکھوں والے لاکھوں اندھے ایسے بھی ہیں جو اپنے عیب نہیں دیکھ سکتے۔ بس دوسروں میں ان کو عیب ہی عیب دکھائی دیتے ہیں ــــ اور لاکھوں بہرے ہیں اس دنیا میں لیکن ان سے بھی لاکھوں زیادہ ایسے بہرے ہیں جو حق بات نہیں سن سکتے۔ بس اپنی تعریف اور خوشامد ان کو خوب سنائی دیتی ہے۔[۲]

● ـــــ اللہ کے کلام میں برکت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں رحمت ہے۔ حضرت کعب بن زہیر نے جب نعتیہ قصیدہ لکھا تو میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کا عظیم تحفہ ان کو عطا فرمایا ــــ بلکہ قصیدہ بردہ شریف والے محمد بن سعید بوصیری کو بھی خواب میں ویسی ہی چادر مبارک عطا فرمائی ــــ بولو کم اہمیت ہے؟ کم مقام ہے؟ رحمت ہی رحمت ہیں سرکار رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[۳]

۱۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۳۲

۲۔ ایضاً: ص ۱۳۲　　۳۔ ایضاً: ص ۱۳۳

Marfat.com

● —— کیونکہ جیسا زمانہ ہوتا ہے، درویش اسی زمانے کے مطابق لباس، حلیہ، زبان کے ساتھ ملتا ہے، اور ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ عام لوگوں کے قریب رہ سکے اور عوام بے دھڑک اس کے پاس آسکیں —— سب کا دوست، بالکل بے لوث، خود کو سب سے کمزور جاننے والا —— اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کی رحمتوں کی گواہی دینے والا —— کسی بھی حلیے میں، کسی بھی حیثیت میں ہو سکتا ہے، لیکن توجہ ادھر جائے گی ضرور۔ اس کے اندر کی غیبی شخصیت چھپانے پر بھی اپنا اثر کرے گی اور وہ چاہے کیسا بھی لگے لیکن اس کے ذریعے اللہ کا کرم آپ کے واسطے فیض بن جائے گا۔ اگر آپ لینے والے بن جاؤ تو —— لیکن ظاہر نہ کرے گا کہ میں بھی کچھ ہوں۔ ۱

● —— یہ ہستیاں اور یہ خاص لوگ جن حالات میں اور جن نظاروں میں زندگی گزارتے ہیں —— عام لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ عقل تو فیل ہے کیونکہ عقل صرف اپنے زمانے کی دنیا کے معاملات کو سمجھ سکتی ہے اور اپنے پانچوں حواس کے ذریعے بس —— لیکن یہ خاص لوگ اپنے زمانے یعنی اپنے حواس سے محسوس ہونے والی دنیا کے علاوہ ہر دنیا کے باسی ہوتے ہیں اور ہر زمانے میں جی رہے ہوتے ہیں۔ ۲

● —— زمانے تین تو سب جانتے ہیں۔ عام آدمی موجودہ زمانے میں اپنی عقل کے ساتھ زندہ رہتا ہے اور اس کے پاس گزرے ہوئے زمانے کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں بس —— اسی طرح دنیائیں دو طرح کی ہیں ایک جو یہ دنیا ہے عالم سفلی، جس میں عام اور خاص سب پیدا ہوتے ہیں اور چلتے پھرتے ہیں، زندگی گزارتے ہیں —— لیکن ایک عالمِ بالا بھی ہے یعنی روحی دنیا۔ اس میں ہماری دنیا جیسی جیتی جاگتی بے شمار دنیائیں ہیں لیکن صرف خاص لوگ ہی عالم بالا کی دنیاؤں میں چل پھر سکتے ہیں۔ چاہے وہ گزرے زمانے کی ہو، چاہے موجودہ روحی دنیا ہو یا مستقبل کی دنیا۔ ۳

۱۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۳۵۔ ۱۳۶

۲۔ ایضاً: ص ۱۳۷ ۳۔ ایضاً: ص ۱۳۷

Marfat.com

● ——— حواسِ خمسہ کے ذریعے عام انسان جس دنیا کا احساس اور علم رکھتا ہے وہ عالمِ سفلی ہے ——— اسکے علاوہ سب کچھ عالم بالا ہے یعنی جو عام انسان کے حواس سے بالا ہے میں ایک واقعہ بتاتا ہوں:۔ میرے آقا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار دریا کے اندر اپنے ایک ہاتھ کی انگلی کو ڈبو دیا پھر باہر نکال کر فرمایا:۔ کہ میری انگلی کو جتنا پانی لگا ہے سمجھو کہ یہ عالم سفلی ہے یعنی یہ دنیا ——— باقی سارا عالم بالا ہے جتنا کہ یہ دریا۔[1]

● ——— بھائی صاحب! یہ غیبی روحانی معاملہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ غیب کا مالک تو اللہ ہے ناں! وہ جن لوگوں کو اس کام کے واسطے پسند کر لیتا ہے، بس وہی نوازے جاتے ہیں ——— چاہے وہ کوئی ہوں۔ ان کی عمر، ان کی شکل، ان کی بولی، ان کا پیشہ، ان کی برادری کوئی بھی ہو۔ وہ اس کے آرڈر کے اندر چلتے رہتے ہیں ——— دو طرح کی زندگی گزارتے رہتے ہیں: ایک دنیاوی اور ایک روحانی۔ ایک رول عام آدمی کی طرح جس کا ان کو بھی حساب دینا پڑے گا ——— اور دوسرے رول اللہ تعالیٰ کی مرضی کا جو غیبی نوازش ہوئی۔ اس کی ڈیوٹی پوری کرنی ہوتی ہے ——— لیکن دونوں کا حساب سوت برابر رکھنا ہوتا ہے، اگر دنیاوی توجہ زیادہ ہوئی تو غیبی صلاحیت چھن جائے گی اگر روحانی کام میں زیادہ پڑ گیا تو دنیا مجذوب کہے گی۔ دونوں کام برابر لے کے چلنا ہوتا ہے۔[2]

● ——— ہاں! رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے حالات اور چیز ہیں ——— اور ان حالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن احوال سے گزرے وہ اور چیز ہیں ——— سمجھتے ہو ناں! حالات میں اور احوال میں فرق ہوتا ہے ——— حالات واقعہ ہوتے ہیں اور احوال کیفیت ہوتی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی حالات میں جن روحانی اور الہامی احوال سے گزرے، انہی احوال سے معرفت اور حقیقت والوں کو گزرنا ہوتا ہے ——— اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو کسی حال سے اللہ والے خاص لوگ گزرتے ہیں

۱۔ اظہار الحق (کراچی): میں پھر ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۳۸

۲۔ ایضاً: ص ۱۴۰

Marfat.com

——ذرا سوچ کر دیکھو میرے آقا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن کن حالات میں کس کس حال سے گزرے ہوں گے——ان کے احوال کا اندازہ کرو۔۱

● ——جن لوگوں کو غیبی ڈیوٹی دی جاتی ہے چاہے وہ ولی ہوں، قلندر ہوں، درویش فقیر ہوں——ان کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سے گزرنا پڑتا ہے جیسے ڈیوٹی ہوتی ہے، ویسے ہی احوال سے گزرنا پڑتا ہے۔ جیسے ڈیوٹی ہوتی ہے، ویسے ہی احوال سے گزارا جاتا ہے——اور لوگ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سے گزرتے ہیں، ان کی انسانی، روحانی اور غیبی کیفیتوں کا کیا عالم ہوتا ہوگا؟ سوچو—— کیا ایسے لوگوں کو قیمتی سے قیمتی چیز بھی لبھا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں——وہ تو غیبی طاقت کے ساتھ اللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی مخلوق کیلئے اپنی خاص ڈیوٹی ادا کرنے کی لگن میں رہتے ہیں——یاد رکھنا یہ لوگ اپنی غیبی قوت کو اپنی ذات اور اپنے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کر سکتے، کیونکہ غیبی قوت ان کی ذاتی کمائی نہیں ہے——انہوں نے کوشش کر کے حاصل نہیں کی بلکہ ڈیوٹی پوری کرنے کے لئے عطا کی جاتی ہے۔۱

● ——بتا چکا ہوں کہ شریعت علم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شریعت میرے اقوال ہیں: یعنی قرآن اور حدیث۔ یہ علم عام لوگ کوشش کر کے حاصل کر سکتے ہیں اور بڑے علماء اور مولوی بن سکتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی یہ علم سکھا سکتے ہیں۔ طریقت کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ طریقت میرے افعال ہیں۔ اسوۂ حسنہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تصوف والے اور پیرانِ طریقت کوشش کر کے جو طریقے اپنا سکتے ہیں وہ دوسروں کو بھی سکھا سکتے ہیں—— لیکن حقیقت و معرفت کا معاملہ بالکل الگ ہے۔ یہ روحانی اور غیبی معاملہ ہے جو کوشش کر کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور صرف غیبی ڈیوٹی پورے کرنے کیلئے عطا ہوتا ہے——عالم کا معاملہ صرف ان

۱۔ اظہار الحق (کراچی): میں پھر ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۴۱

Marfat.com

لوگوں سے ہوتا ہے جو اس کی بات کو سمجھتے ہیں۔ مولوی کا تعلق صرف ان لوگوں سے ہوتا ہے جو اس کی مسجد میں آتے ہیں۔ پیر صاحب کا حلقہ اتنا ہی ہوتا ہے، جتنے ان کے مرید ہوتے ہیں ——— لیکن ان غیبی لوگوں کے تعلق اللہ کی تمام مخلوق، تمام بندوں سے ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے تو تعلق بہت زیادہ ہے۔[۱]

● ——— خاص بندہ آپ کو اس طرح ملے گا جیسے آپ کو پہلے سے جانتا ہے ——— آپ سے اللہ کے نام پر ملے گا یعنی اس کے لئے کوئی تعارف، تعلق، رشتہ، برادری کا چکر نہیں ہے ——— آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ملے گا ——— بہت شفقت محبت اور دوستی کے ساتھ ملے گا ——— کسی قسم کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ دعا کرے گا ——— کسی کو برا کہہ کر خود کو اچھا ثابت نہیں کرے گا، بلکہ خود کو کمزور اور کمتر کہے گا، دوسروں کو اچھا کہے گا ——— پریشانی کے وقت آپ کو زیادہ توجہ دے گا، مشکل آسان ہو جائے گی تو پھر آپ کے اوپر کوئی رعب نہیں ڈالے گا ——— آپ کو بالکل نہیں ڈرائے گا ——— کبھی بد دعا نہیں دے گا ——— اور جو کچھ بھی تمہارے اوپر کرم ہوگا وہ کہے گا کہ سب کچھ اللہ نے کیا ——— یہ نہیں کہے گا کہ میں نے کیا وہ کیا ——— اس کے اندر کوئی خاص بات ہوگی جو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا لیکن تمہارا دل اس کی طرف کھنچے گا اور تم اس پر توجہ دینے پر مجبور ہو جاؤ گے ——— اس کے ہر انداز میں غیبی تاثیر ہوتی ہے۔ اس سے مل کر تمہیں سکون ملے گا، خوشی محسوس ہوگی۔ اللہ کی رحمتوں کا یقین آنے لگے گا، مشکل آسان ہونے کی امید بندھ جائے گی۔ اگر آپ اس کو نہ بھی سمجھ پاؤ گے، اگر اس پر شک اور وسوسہ بھی کرو گے اور ان کے خلاف کسی کی باتوں میں بھی آجاؤ گے۔ تو بھی تمہارے دل کے اندر ایک تاثیر تم کو اس کی طرف کھینچتی رہے گی اور دل کے اندر ایک آواز آتی رہے گی کہ اس کے پاس چلو اس سے اپنی غلط سوچ کی معافی مانگو اس سے فیض حاصل کرو ——— یہی تاثیر اصل غیبی چیز ہے جو عام انسان کو عطا نہیں کی جاتی۔[۲]

۱۔ اظہار الحق، (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۴۴

۲۔ ایضاً: ص ۱۴۵۔۱۴۶

Marfat.com

● ـــــ باقی باتیں تو سارے مسلمان جانتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن باتوں کو پسند کرتے ہیں اور کن باتوں سے ناراض ہو جاتے ہیں ـــــ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بندے سے بالکل راضی نہیں ہوتے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے ـــــ اور اس بندے سے بھی بالکل راضی نہیں ہوتے جو والدین کا نافرمان ہے سوائے اس بات کے کہ اس کے والدین اس کو کفر پر مجبور کریں۔ بوڑھے والدین کا خیال نہ رکھنے والی اولاد سے تو سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہیں ناراض ہوتے ہیں [۱]

دوسروں کی عزت کرنے والے اور تواضع کرنے والے میں خاکساری کی شان پیدا ہو جاتی ہے، اور اللہ کے نام پر خاکساری کرنے والے کو بلندی عطا ہو جاتی ہے ـــــ خاکساری کا مطلب ہے کہ حیثیت ہو پھر بھی عاجزی رکھے [۲]

● ـــــ فیض تو جاری ہے ہر وقت ـــــ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے رات دن انسانوں کیلئے خیر اور نوازشات پوری کائنات میں جاری ہیں ـــــ بات یہ ہے کہ انسان لینے والا بنے ـــــ ہر چیز کے لینے کا اپنا طریقہ ہے۔ جس کو جتنے طریقے آتے ہیں، وہ اتنا زیادہ لے لیتا ہے [۳]

● ـــــ روشنی لینے کا طریقہ اور ہے، ہوا لینے کا طریقہ اور ہے ـــــ پانی لینے کا طریقہ اور ہے، خوراک لینے کا طریقہ اور ہے ـــــ حرارت لینے کا طریقہ اور ہے ـــــ آواز لینے کا طریقہ اور ہے ـــــ توجہ لینے کا طریقہ اور ہے ـــــ محبت لینے کا طریقہ اور ہے [۴]

● ـــــ اسماعیل نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ بنایا لیکن میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بغیر خانہ کعبہ کو اللہ کے نام سے آباد کر دیا ـــــ اس زمین پر تین جگہیں نبیوں کی ہیں: خانہ کعبہ، روحا

۱۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۵۴

۲۔ ایضاً: ص ۱۵۴۔ ۱۵۵

۳۔ محمد نعیم (کراچی): وہ تو دعا والے تھے۔ ص ۲۲۹

۴۔ ایضاً: ص ۲۲۹

Marfat.com

اور بیت المقدس۔ اتنی بڑی زمین پر ٹوٹل بس یہ تین ٹکڑے۔ وہ (اللہ) ہی بہتر جانتا ہے کہ ان تینوں جگہوں کا مقام کیا ہے؟''[1]

● ——— اچھا سلوک دوگے تو یہ ہی دونوں کے حق میں بہتر ہے کیونکہ دونوں ایک دوسرے کا لباس، ایک دوسرے کا پردہ اور ایک دوسرے کی تکمیل ہو ——— بیوی کو لازم ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری کرے، اپنے بدن میں خیانت نہ کرے اور شوہر کی ہر چیز کی حفاظت کرے ——— بدزبان بیوی بدنصیب ہوتی ہے ——— رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب صحابی نے عرض کیا کہ اس کی بیوی سخت بدزبان ہے اور وہ اس سے تنگ آ چکا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ——— ''طلاق دے دو'' اسی طرح اگر مرد کو نااہل پائے تو وہ علیحدگی کا دعویٰ کر سکتی ہے۔[2]

● ——— عورت کے بارے میں مرد کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ وہ اس کے بس میں دی گئی ہے اگر وہ اچھی بیوی ہے تو اس کو کھلانے، پہنانے اور خوش رکھنے کی نیکی کرو، کیونکہ بیوی کا حق شوہر پر ویسا ہی ہے۔ جیسا شوہر کا بیوی پر ہے ——— لیکن شوہر کو بیوی پر ایک منزل بڑائی دی گئی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا نگران، اس کا مالک ہے اور اس کو پالتا ہے۔[3]

● ——— پُتر جی! دعا سادگی سے ہونی چاہیے اس کے لئے کوئی ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لمبا چوڑا رنگ برنگا حلیہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنی نمازوں کا رُعب دکھانے، اپنی داڑھی کا شو کرنے اور الفاظ کا فیشن کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دل کا حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہی ہے۔ عاجزی و سادگی سے کم الفاظ میں اپنی زبان سے بھی اس کی کبریائی کو تسلیم کرو اور اپنی زندگی کا واسطہ دے کر اس کا رحم و کرم طلب کرو۔ منزل آسان ہو جائے گی۔[4]

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۴۵

۲۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۲۹۹

۳۔ ایضاً: ص ۲۹۹

۴۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ۔ ص ۳۱۶

Marfat.com

پندونصائح

● ——ادب کیا کرو۔ادب ایمان ہے، ادب عشق ہے، اورادب ہی دنیاداری ہے۔سمجھ گئے صاحب جی؟ سمجھ نہ آیا ہوتو یوں سمجھو کہ ایمان ادب ہے۔عشق ادب ہے، اور دنیاداری بھی ادب ہے——ادب کے بنا گڑبڑ ہے۔ا

● ——میں توادب کی بات کرتا ہوں۔ادب کرنا ضروری ہے——عشق میں کیا جائز ہے؟ یہ توعشق والا ہی جانتا ہے لیکن ادب کے بغیر عشق نہیں ہوتا——اورعشق کے بغیر ادب نہیں ہوتا——عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ام المومنین) کی میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اورادب کی ایک بات سنو——کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بہت عرصہ بعد بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ حال تھا کہ——کوئی بندہ کسی بھی ضرورت کے تحت مسجدِ نبوی میں کیل ٹھونکنا چاہتا تو آپ منع فرمادیتی تھیں——کہ اس کی ٹھک ٹھک سے میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے۔۲

● ——یتیموں کو باپ کی طرح شفقت دو۔یتیم کے حق اوراس کے حال میں گڑبڑ کرنے والا اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرنے والا ہوتا ہے۔جس گھر میں یتیم کے ساتھ بھلائی ہوتی ہے وہاں رحمت ہے۔اور جو یتیم کے ساتھ بدسلوکی کرے وہ لعنت پاتا ہے۔۳

● ——کسی کی ایسی بات جس کا ذکروہ خود پسند نہیں کرتا——لیکن تم سب کو بتاتے پھرتے ہو——مردہ انسان کی بو زندہ انسان میں آنے لگتی ہے، اورانجام کیا؟ تانبے کے ناخن ہوں گے اور وہ اپنا منہ اور سینہ کھرچ رہا ہوگا کہ ہائے یہ میں نے کیا کیا تھا——اور ساری خلقت دیکھ رہی ہوگی۔۴

ا۔اظہارالحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ص ۱۵۲

۲۔ایضاً: ص ۱۵۲ ۳۔ایضاً: ص ۱۵۳

۴۔ایضاً: ص ۱۵۳

Marfat.com

● ——— اللہ تعالیٰ کسی کے اچھے کام کو ضائع نہیں کرتا۔ اچھا کرتے رہو چاہے تھوڑا ہی کرو، لیکن کرتے رہو، جیسے میں ایک کمزور بندہ ——— لیکن بلیوں کی خدمت آخری دم تک کرتا رہوں گا، انشاء اللہ۔ [1]

● ——— اولاد اپنے والدین کا ادب کرے، ان کی خدمت کرے۔ والدین اپنی اولاد سے شفقت کریں ——— اولاد کو اپنی غربت اور انا کی وجہ سے قتل مت کرو۔ اپنی لڑکیوں کی اچھی پرورش اور اچھی تربیت کرنے والے والدین سے میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوتے ہیں ——— ماں اپنے بچے کو کم سے کم ۳۰ ماہ اپنا دودھ پلائے تو اس میں بڑی مصلحت ہے۔ اور بولوں؟ اولاد کو اچھی تعلیم، اچھی تربیت دینا اور کارآمد انسان بنانا والدین پر لازم ہے۔ [2]

● ——— حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھو اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو، لیکن خیال رہے کہ نقل کرنے اور پیروی کرنے میں فرق ہوتا ہے ——— حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت تو قرآن پاک کا عملی نمونہ ہے ——— جتنا زیادہ کر سکو گے، اتنے زیادہ شکر اور خوشی سے مالا مال ہو جاؤ گے۔ [3]

● ——— نماز پڑھو، عبادت کرو ثابت کر سکو کہ وہ اللہ ہے اور تم اس کے بندے ——— لیکن جو لوگ عبادتیں بھی کرتے جاتے ہیں اور فرعون کی طرح دوسرے انسانوں پر جبر، ظلم، زیادتی اور ناانصافی بھی کرتے رہتے ہیں، ان کا کیا بنے گا؟ [4]

● ——— دعا ضرور کرو لیکن کرنے سے پہلے اپنے اعمال اور جو دعا کرنے لگے ہو اس کو پرکھ لو، اور سوچ لو، کیونکہ دعا کے عالم میں بندہ اپنے رب کے حضور پیش ہوتا ہے اور رب اسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ [5]

۱۔ اظہار الحق (کراچی): پھر میں ولیوں کو ماننے لگا۔ ص ۱۵۵
۲۔ ایضاً: ص ۲۲۵ ۳۔ ایضاً: ص ۲۲۵
۴۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۷۳
۵۔ ایضاً: ص ۲۷۳

Marfat.com

● —— ماں اگر زندہ ہے تو اسکے ساتھ نیکی کرو۔ اللہ کی عبادت کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی اور ان کا ادب کرنے والے کی خیر ہے۔ بڑھاپے میں والدین کی خدمت کرو گے تو یہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ بہو اگر بیٹا بن کر سوچے گی تو پھر خیر ہی خیر ہے۔ا

● —— بات کرنے سے پہلے سلام کرو —— پھر محبت اور ادب سے بات کرو چاہے خوشی کی ہو، چاہے کچھ اور ہو —— سامنے والے کا اصل نام لو یا اس کو اچھے لفظ سے پکارو —— ایسا کرو گے تو رزق میں بھی برکت ہوگی اور عزت میں بھی اضافہ ہوگا۔۲

● —— جس لڑکی میں، عورت میں عفت نہیں ہے۔ پاکدامنی نہیں ہے وہ خراب ہے —— اپنے گھر کی لڑکیوں اور عورتوں کو روکو کہ بناؤ سنگھار کر کے وہ باہر نہ پھریں، ورنہ ان کی عفت، پاکدامنی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔۳

● —— لڑکوں مردوں کو بھی عورت کی عفت کا خیال رکھنا چاہیے۔ کسی عورت پر اتفاقاً نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں، لیکن دوسری نظر ڈالنا گناہ ہے کیونکہ وہ شہوت کی خواہش سے ڈالی جاتی ہے، اور اس کا گناہ —— زنا کے برابر ہوتا ہے۔ نکاح میں آجانے والی عورت دوسرے مردوں پر حرام ہوتی ہے۔۴

● —— نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نوافل، ذکر، وظیفے، چلّے؟ —— فرمایا کہ یہ سب تو عبادت کے طریقے ہیں اور عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کہ بندہ اپنے رب پر ایمان کا اظہار کرتا رہے —— لیکن راضی کرنا اور راضی ہونا بالکل الگ معاملہ ہے —— کروڑوں سال کی عبادت ایک ذرا سی ناراضگی پر ضائع کر دی گئی اور شیطان بنا دیا گیا —— لیکن جس سے وہ راضی ہو جائے، اس کا کیا کہنا —— کسی بھی حالت میں راضی کر لینا اصل کام ہے —— بندے کا دل مت دکھاؤ، بزرگوں کی بے ادبی مت کرو، محسنوں سے احسان فراموشی

ا۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے۔ ص ۲۷۴

۲۔ ساجد علی (لاہور): وہ تو دعا ہی دعا تھے۔ ص ۲۹۷

۳۔ ایضاً: ص ۲۹۷۔۲۹۸ ۴۔ ایضاً: ص ۲۹۹

Marfat.com

مت کرو، اپنی غرض کے واسطے کسی کو بدنام مت کرو، کسی کی بددعا مت لو، اللہ کے بندوں کو راضی رکھو، اللہ تم سے راضی ہو جائے گا۔[۱]

● ـــــ دعا کرتے ہوئے خیال رکھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عرض کر رہے ہو یا سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کو؟ ـــــ اللہ تعالیٰ پر اپنے عاجزی ظاہر کرتے ہو یا قریب بیٹھے ہوئے لوگوں پر رُعب جمار ہے ہو۔[۲]

● ـــــ اگر سمجھ دار ہو تو اپنی زبان سے ڈرو۔ یہی تم کو اچھا اور برا بناتی ہے ـــــ کامیاب اور ناکام بناتی ہے ـــــ یہ تمہارے دوست اور دشمن بناتی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کسی سے ڈرنا ہے تو اپنی زبان سے ڈرو ـــــ اللہ پر زور نہیں لیکن زبان کو تم چاہو تو قابو میں رکھ سکتے ہو۔[۳]

● ـــــ دوسروں کو دکھا کر عبادت کرو گے اور صدقہ خیرات کرو گے تو پھر یہ ریا کاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے جو کام کرنا ہے تو چھپا کر کرنا ہوگا۔ کہ دوسرے آدمی کو کیا؟ ـــــ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو ـــــ ریا کاری میں شامل ہونے والی نیکی بے اجر ہوتی ہے۔[۴]

● ـــــ جب شیطان بندے کے اندر داخل ہو جائے تو وہ دوسروں کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے۔ اس طرح بدگمانی پیدا ہوتی ہے، اور بدگمانی کرنے والا سب سے بڑا جھوٹا اور بہت بڑا گنہگار ہے جو دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ اس کا انتظار کرنا شروع کر دیتی ہے۔[۵]

● ـــــ کمزوروں اور چھوٹوں پر رحم نہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔ گھوڑا بھی اپنے بچے پر پاؤں نہیں رکھتا تو پھر ـــــ انسان اگر بے رحم ہے تو اس کو ـــــ سزا کیوں نہیں ملے گی۔[۶]

۱۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ؟۔ ص ۳۱۶

۲۔ ایضاً: ص ۳۱۷ ۔ ۳،۴۔ ایضاً: ص ۳۲۱

۵،۶۔ ایضاً: ص ۳۲۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرامات

● ——— راجیو گاندھی جب بھارت کا وزیر اعظم تھا تو اس نے راجستھان کے بارڈر پر بہت سی فوج جمع کر دی تھی اور یوں لگتا تھا کہ پاکستان پر حملہ ہونے والا ہے۔ ان دنوں باباجی نے صدر ضیاء الحق کو پیغام بھیجا کہ وہ خواجہ غریب نواز کی خدمت میں جائیں۔ صدر صاحب فوراً جے پور میں میچ کے بہانے پہنچے اور سلطان الہند کے دربار میں حاضری کے بعد جے پور میں راجیو گاندھی سے ملے اور انہیں اس طرح کا جملہ کہا:

''سنا ہے کہ آپ پاکستان آنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں، شوق سے آیئے ہم استقبال کیلئے موجود ہوں گے۔''

اس کے چند دنوں بعد بھارتی فوجیں راجستھان کے بارڈر سے واپس چلی گئی تھیں۔[۱]

● ——— ایک مرتبہ جب ملک میں فتنۂ قادیانیت فروغ پا رہا تھا۔ تو میں نے اپنے ایک دوست چودھری فتح محمد بٹالوی (انہوں نے ۶۰ حج کیے تھے) کے ذریعے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام چٹھی لکھی کہ:

''مشکلات ہیں، رکاوٹیں ہیں آپ توجہ فرمائیں تا کہ رکاوٹیں دور ہوں۔''

چودھری فتح محمد صاحب نے مدینے پاک میں مقیم بزرگ باباجی غلام رسول سے بات کی تو انہوں نے فرمایا:

''میں نیازی کو جانتا ہوں، وہ طرّے والا نیازی، میں نے اسے پچھلے سال دیکھا تھا۔ میں رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کروں گا، صبح پوچھ لینا۔''

اس پر چودھری صاحب نے دوسرے روز پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

''اس کو لکھ دو کہ رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔''

اور واقعی اس کے بعد ہماری مشکلات دور ہو گئیں۔ ہمارے تین دوستوں نے عالمی دورے کا

۱۔ حفیظ تائب (لاہور): پیشوائی ص ۲۱

Marfat.com

بندوبست کیا، نوے ہزار روپے جمع ہو گئے۔ علامہ شاہ احمد نورانی صاحب، پروفیسر شاہ فرید الحق اور خاکسار (مولانا عبدالستار خاں نیازی) دورے پر گئے۔[1]

● ——میں ۱۹۷۶ء میں جب باباجی کے پاس مدینہ پاک گیا تو میں نے عرض کی کہ:

''میں اپنی بیوی کو ریاض بلانا چاہتا ہوں۔ آپ اجازت عنایت فرمائیں۔''

کہنے لگے ''طفیل میاں! کل بتاؤں گا—— پھر میں ان کے پاس دوبارہ گیا تو کہنے لگے کہ:

''آپ اپنی بیوی کو اب بلالو اور اللہ نے چاہا تو آتے ہی اللہ کوئی کھلونا بھی عطا کردے گا۔''

۱۹۷۶ء کے آخر میں میری بیوی ریاض پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے باباجی کی دعاؤں اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے مئی ۱۹۷۷ء میں گیارہ سال بعد بچی عطا فرمائی، یہ میری بچی ریاض میں پیدا ہوئی۔ باباجی کے پاس مدینہ پاک گیا۔ نام رکھنے کی درخواست کی انہوں نے بچی کا نام تجویز فرمایا۔ پھر ۱۹۷۸ء میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا، پھر ۱۹۸۰ء میں خدا نے بیٹی عطا فرمائی پھر آخر میں بیٹا—— اس طرح پردیس میں تھوڑا سا گھبرا گیا تو باباجی کے پاس گیا اور کہا کہ یہ تو کچھ زیادہ ہی کرم ہو گیا تو پھر فرمانے لگے کہ:

''جب سرکار نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نظر کرم ہوتی ہے تو ایسے ہی ہوتی ہے تم اتنی جلدی گھبرا گئے ہو۔''

میں نے کہا: ''اتنے ذرائع نہیں، تنخواہ تھوڑی ہے اور خرچ بہت زیادہ ہیں۔ نگاہِ کرم فرمائیں کہ اتنا ہی کافی ہے۔ اب میرے حصے کا کرم کسی اور پر فرمائیں۔''

اس طرح باباجی کی نگاہِ رحمت سے میری تنخواہ بھی بڑھ گئی جو چار ہزار ریال تک پہنچ گئی۔[2]

۱۔ عبدالستار خاں نیازی، مولانا، لاہور: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر نفاذِ شریعت کی جدوجہد کا آغاز (انٹرویو سے اقتباس) ص ۴۰۔۴۱

۲۔ محمد طفیل مدنی (لاہور): میرے باباجی حضور۔ ص ۴۷

Marfat.com

● ۷۴-۱۹۷۳ء میں بابا جی کے بیٹے غلام سرور، ان کی زوجہ اور بابا جی کی بیوی عمرے کے لئے آئے تو تقریباً دو ماہ تک مدینہ پاک رہے۔ایک صاحب احمد بخش بھٹہ صاحب جو کہ بابا جی کے چاہنے والوں میں سے تھے۔بابا جی ان کے گھر رہتے تھے۔بابا جی اکثر رات کو وہاں گھر میں چلے جاتے تھے۔میں نے بابا جی اور ان کے بیٹے سے عرض کہ کہ آپ اماں جی کو وہاں رکھ لیں۔بابا جی کو ۱۹۶۲ء میں سعودی Nationality مل چکی تھی۔ہم نے کہا کہ:

''آپ سعودی ہو چکے ہیں اماں جی کا اقامہ بنوالیں اور ان کو اپنے پاس رکھ لیں۔آپ کا بیٹا اور بہو واپس چلے جائیں گے۔''

تو بابا جی کہنے لگے کہ:

''مجھے کہاں مشقت میں ڈالتے ہو۔میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔''

میں تو عرض کرکے واپس ریاض آگیا اور ان کا بیٹا اور بہو وہاں دو ماہ تک رہے۔اس دوران اماں جی اور بہو وغیرہ کہتے رہے کہ ہمیں رکھ لیں آپ کی عمر کا تقاضا ہے کہ کوئی آپ کے ساتھ ہو، لیکن بابا جی نے مانے۔آخر جب وہ پاکستان واپس آرہے تھے تو سلام الوداع کرنے کے لئے اندر گئے تو بیٹے نے رو کر التجا کی:

''بابا جی! اب آپ کے سامنے ہم تو جارہے ہیں اگر آپ اماں جی کو رکھ لیتے تو آپ کا فائدہ تھا۔''

تو کہنے لگے کہ آپ اندر جاؤ میں ابھی بتاتا ہوں۔جب وہ باہر آئے تو بابا جی نے کہا کہ:

''سرور! مجھے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اجازت دے دی ہے اپنی ماں کو چھوڑ جاؤ۔''

یہ بات مجھے بابا جی کے صاحبزادے سرور نے بتائی کہ بابا جی نے اپنی بیگم کو وہاں پر رکھنے کے لیے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجازت طلب فرمائی اور پھر اماں جی عین موقع پر رک گئیں اور بیٹا بہو واپس لاہور آگئے۔[1]

[1] محمد طفیل مدنی (لاہور): میرے بابا جی حضور۔ص ۷۵

Marfat.com

● ــــــ بہت سارے لوگ یہ پیش کش کرتے کہ باباجی ہم آپ کو حج کے لئے مکہ مکرمہ لے چلتے ہیں تو فوراً جواب نہ دیتے بلکہ دوسرے دن یہ کہہ دیتے کہ:

"مجھے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجازت نہیں ملی۔ لہذا میں حج کے لئے نہیں جا سکتا۔ معافی چاہتا ہوں۔"[1]

● ــــــ ہر شخص کی زبان پر برملا ہوتا تھا کہ صاحب زبان ہیں یعنی جو بات منہ سے نکال دیتے تھے یا دعا کر دیتے تھے، ہو جاتی تھی ــــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ یاد آ رہی ہے:

"کچھ لوگ تمہارے دروازے پر آئیں گے جن کے بال بکھرے ہوں گے، لباس خستہ ہوں گے، حلیے نہایت خراب ہوں گے تو تم انہیں اپنے دروازے سے چلے جانے کو کہو گے مگر یہ لوگ جب اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یا اللہ تعالیٰ کے واسطے سے کوئی بات کہہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی بات رد نہیں کرے گا۔"[2]

● ــــــ میری شادی کو عرصہ بارہ سال گزر گئے تھے ــــــ اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ جب بھی باباجی سے بات ہوتی تو فرماتے:

"ہوگی یا ملے گی ــــــ اس کی تفصیل نہ پوچھو ــــــ رونق تمہارے گھر میں لگ جائے گی اور ایک نہیں دو، دو ہوں گے۔"

باباجی نے وصال کے ایک سال بعد شفقت نام کے لڑکے کو خواب میں گلاب کا پھول پیش کیا اور کہا کہ "میری بیٹی شاہین کو دے دینا" ــــــ چند دن بعد ہی بیٹی ملی جس کا نام ہم نے "حرا" رکھا۔ جواب ماشاءاللہ تیرہ سال کی ہے پھر بیٹے کی باری بھی ایسا ہی ہوا ــــــ خواب میں فرمایا:

"بس اتنا ہے کہ نام حمزہ رکھنا۔"

۱۔ محمد طفیل مدنی (لاہور): میرے باباجی حضور۔ ص ۷۹

۲۔ ایضاً

Marfat.com

ہم نے نام محمد حمزہ رکھا جو ماشاء اللہ اب دس سال کا ہے۔''[1]

● ——مدینہ منورہ میں حاضری کے کچھ عرصے بعد میں نے اپنے بچوں کے لئے بابا جی غلام رسول سے عرض کی کہ:

''حضور کرم فرمائیں کہ میں اپنے بچوں کو مدینہ منورہ حاضری کے لئے بلاؤں۔''

تو بابا جی نے فرمایا:

''بیٹا بلا لیں ——سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرم فرمائیں گے —
—ہم دعا کریں گے۔''

میں نے بچوں کا ویزہ حکومت سے طلب کیا——بحمدہٖ تعالیٰ مجھے ویزہ چند روز کے اندر میسر ہو گیا——ادھر میں نے اپنے بچوں کو ویزہ ارسال کر دیا اور ٹکٹ کے لئے رقم بھیج دی۔ بچوں نے ویزہ لگوایا اور سیدھے مدینہ منورہ بغیر اطلاع کے آ گئے۔ جس رات بچے وہاں پہنچے تو بابا جی کے پاس میں رات کے وقت حاضر ہوا——تو آپ نے فرمایا: ''بیٹا! آپ کے بچے آ گئے ہیں؟'' —میں نے عرض کیا: ''حضور ابھی تک آئے نہیں ہیں'' —فرمانے لگے کہ:

''سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد باب السلام پر ملیں گے۔''

میں فجر کی نماز کے بعد باب السلام پر حاضر ہوا تو دیکھتا ہوں کہ میری گھر والی کے ساتھ دو آدمی آ رہے ہیں۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو پہچان لیا——سلام دعا کرنے کے بعد گھر لے گیا، وہ دونوں نوجوان پاکستان کے رہنے والے تھے—— کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں رخصت ہو گئے۔[2]

● ——وقت گزرتا رہا——اچانک داخلی اقامہ بننے کے دن قریب آ گئے——میرے بچے اکثر بابا جی کے حضور کھیلتے رہتے تھے۔ ان دنوں حکومت کی طرف سے گرفت شروع ہو گئی۔

۱۔ اعجاز خورشید احمد، (مدینہ منورہ): رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے، ص ۱۰۱
۲۔ عبدالواحد، مولانا: ذاتی تجربہ، ص ۱۰۴

Marfat.com

باباجی فرماتے کہ:

''بیٹا! بچوں کو نیچے نہ اترنے دیا کرو کیونکہ گرفت زیادہ ہے۔''

تین ماہ تک گرفت برابر ہر دروازے کو چیک کرتی تھی ——— میں اکثر و بیشتر باباجی کے حضور عرض کرتا کہ باباجی دعا فرمائیں کہ بچوں کا اقامہ بن جائے ——— ہر روز بلدیہ کے دفتر اور وزارت کے چکر لگاتا مگر کسی کا اقامہ ملنے کی امید ہی نہیں تھی ——— باباجی کے حضور میں نے بڑی عاجزی سے عرض کیا ——— تو آپ نے فرمایا کہ:

''میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کروں گا۔''

اگلی صبح ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ:

''بیٹا! آپ نے بڑی کوشش کی مگر آپ کی کوشش ناکام رہی ——— آج ہم نے عرض کیا ہے تو سرکار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہوا ہے کہ اقامہ مل جائے گا۔''

میں سیدھا بلدیہ کے دفتر گیا۔ وہاں معلوم کیا تو اہلکار محمد سلیمان سوڈانی کہنے لگا کہ ابھی تک کوئی اقامہ نہیں آیا ——— پھر نماز ظہر سے قبل دوبارہ معلوم کرنے گیا تو وہی اہلکار کہنے لگا:

''آپ کے بچوں کا اقامہ تو صبح سے آیا ہوا ہے ——— مجھے معلوم نہیں کہ کون لایا، کیسے آیا؟

پھر اس نے اقامہ مجھے دے دیا ——— میں فوراً باباجی کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ ''حضور اقامہ مل گیا ہے۔''[1]

- ——— ایک روز ارشاد فرمایا: ''پاکستان کا حال میں سنتا رہتا ہوں اور پاکستان کے بڑے لوگوں سے بھی میرا سامنا ہوا ہے ——— مجھ کو پاکستان اچھا دکھائی دیتا ہے اور خوشی ہوتی ہے

۱۔ عبدالواحد، مولانا: ذاتی تجربہ، ص ۱۰۵

Marfat.com

——پاکستان ویسے بھی ولیوں کی سرزمین ہے اور انڈیا کے ہر علاقے میں اولیائے کرام پاکستان کی سرزمین سے آئے ہیں——یہ ولیوں کی سرزمین ہے اس لئے اس کا نام بھی پاکستان اور کام بھی پاکستان ہے——میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں پاکستان کے لئے——اور تم دیکھنا کہ آنے والے وقت میں پاکستان اس علاقے کا سردار ہوگا۔[1]

● ——میں مبارکباد دیتا ہوں حاجی مشکور حسین صاحب کو جن کے یہاں پوتے کی پیدائش کی صورت میں باباجی کی دعا کی مقبولیت ثابت ہوئی ہے——یہ باباجی کی دعاؤں والا بچہ ہے——اللہ تعالیٰ اس کو سلامتی عطا فرمائے اور اس کے نصیب اچھے ہوں۔[2]

● ——جب بھی باباجی سے کوئی بندہ اپنا مسئلہ بیان کرتا تو باباجی فرماتے:

● —— کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کر بتاؤں گا

● —— کبھی فرماتے:——حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مسئلہ پیش کر دوں گا

● —— کبھی فرماتے کہ ''جیسا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کل آپ کو بتادوں گا۔''[3]

● ——محمد حسین نے بتایا——یہ گیارہ سال پرانی بات ہے——میری بیوی کے بچنے کا کوئی چانس نہ تھا——باباجی کے دیئے ہوئے پانی کی تاثیر سے اگلے ہی روز بچی کی پیدائش ہوگئی تھی اور دونوں ماں بیٹی بچ گئے——بعد میں ڈاکٹروں نے جب کیس چیک کیا تو حیران رہ گئے کہ زچہ و بچہ زندہ کیسے بچے؟——اتنا سیریس کیس تھا کہ بعد میں دوڈھائی ماہ بعد علاج کے بعد ڈاکٹروں نے مجبوراً میری بیوی کا آپریشن کر دیا تھا اور پھر وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہی۔[4]

۱۔اظہار الحق، کراچی: پھر میں ولیوں کو ماننے لگا، ص ۱۵۹

۲۔ایضاً: ص ۱۶۰

۳۔سلیم مغل (رحیم یار خاں): میں نے زندہ ولی دیکھا، ص ۱۷۲

۴۔ایضاً: ص ۱۷۳

Marfat.com

● ——میرا پڑوسی چند ماہ پہلے عمرے کے لئے آیا ہوا تھا تو بابا جی وہ آپ سے دعا کرا کے گیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ بیٹے کی طرف سے پریشان نہ ہو —— وہ ٹھیک ہو جائے گا اور اپنی حرکتوں سے باز آ جائے گا اور شادی کے لئے راضی ہو جائے گا —— الحمدللہ! مہینہ ڈیڑھ میں اس میں کافی تبدیلی آئی ہے اور اب تین ہفتے بعد اس لڑکے کی شادی ہے۔ میرے پڑوسی نے شکرانے کا کہلوایا ہے اور آپ سے دعا کے لئے گزارش کی ہے۔ ا

● ——انڈیا کے ایک صاحب نے بابا جی کو خوشبو اور ایک کمبل پیش کیا —— بہت خوش تھے —— اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد پوری کی تھی اور ان کی اکلوتی بیٹی کے گھر شادی کے نو سال بعد جڑواں بیٹے پیدا ہوئے تھے —— وہ صاحب پچھلے سال بابا جی سے اس بارے میں دعا کرا کے گئے تھے —— نانا بننے کی خوشی میں سہارنپور کے یہ صاحب بہت خوش تھے —— بابا جی بھی بہت مسرور تھے فرمانے لگے کہ:

''یہ سب میرے سرکار کا کرم ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُنہی کے کرم سے تو تم نوازے گئے ہو''۲

● ——میں نے ان کے پاس کئی کرامات دیکھیں —— وہ لوگ جو دوسرے ملکوں اور دوسرے شہروں سے آ کر بتایا کرتے تھے بلکہ وہ لوگ بھی جو میرے قیام کے دوران مسئلے مسائل لے کر حاضر ہوئے اور میرے ہوتے ہوئے اپنے کام ہو جانے کی خوشخبری بھی دی —— کسی کا کچھ کھو جاتا تو بابا جی کے پاس چلا جاتا اور بیان کرتا —— بابا جی اس کو دیکھتے ہوئے کچھ سوچنے لگتے پھر فرماتے کہ:

''میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے مل جانی ہے تیری شے۔''

اور پھر کسی وقت یا کسی روز وہ بندہ آ کر بتا جاتا کہ گمشدہ شے واقعی اسے مل گئی ہے۔''۳

۱۔ جاوید علی شاہ (ملتان): فیض جاری ہے، ص ۲۵۱

۲۔ اظہر قریشی (لاہور): بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پر عنایت خاص، ص ۲۸۰

۳۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ، ص ۳۱۳

Marfat.com

● —— خود میرے ساتھ دو ایسے واقعات ہوئے ہیں —— بہت سال پرانی ایک پریشانی تھی —— باباجی سے عرض کی تو فرمایا کہ:

''رات کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔''

دوسرے روز فرمایا:

''کہ پریشان نہ ہونا —— میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی برکتوں والے ہیں۔''

اور یہ حقیقت ہے کہ تین چار دن بعد لاہور سے خبر آ گئی کہ فلاں کام ہو گیا ہے۔[۱]

۱۔ عبدالشکور، الحاج (لاہور): کیسے کیسے لوگ، ص ۳۱۴

Marfat.com

مصادر و مراجع

عنوان مقالہ	مصنف	نمبر شمار
بابا جی غلام رسول علیہ الرحمہ	اشفاق حسین قریشی، لاہور	۱
پھر میں ولیوں کو ماننے لگا	اظہار الحق، کراچی	۲
بابا جی پر عنایت خاص	اظہر قریشی، لاہور	۳
رسول پاک کے پیارے (صلی اللہ علیہ وسلم)	اعجاز خورشید احمد، مدینہ منورہ	۴
فیض جاری ہے	جاوید علی شاہ، ملتان	۵
پیشوائی	حفیظ تائب، لاہور	۶
وہ تو دعا ہی دعا تھے	ساجد علی، لاہور	۷
میں نے زندہ ولی دیکھا	سلیم مغل، رحیم یار خاں	۸
بابا جی غلام رسول علیہ الرحمہ	شمس الدین، لاہور	۹
بابا جی غلام رسول کے فرمودات	محمد طفیل مدنی بھٹی، لاہور	۱۰
بابا جی غلام رسول علیہ الرحمہ	عبدالحمید، مدینہ منورہ	۱۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر نفاذ شریعت کی جدوجہد کا آغاز	عبدالستار نیازی، مولانا: لاہور	۱۲
کیسے کیسے لوگ!	عبدالشکور، الحاج: لاہور	۱۳
ذاتی تجربہ	عبدالواحد مدنی، مولانا: کراچی	۱۴
عاشق رسول	محمد محبوب الرسول قادری، ملک: لاہور	۱۵
مدینہ منورہ کی ایک یادگار شخصیت	محمد صلاح الدین، کراچی	۱۶

Marfat.com

۱۷	محمد طفیل مدنی بھٹی، لاہور	یادگار گفتگو دسمبر ۱۹۸۵ء انٹرویو
۱۸	محمد طفیل مدنی بھٹی، لاہور	میرے باباجی حضور
۱۹	محمد موسیٰ امرتسری، حکیم لاہور	باباجی غلام رسول علیہ الرحمہ
۲۰	محمد نعیم، کراچی	وہ تو دعا والے تھے
۲۱	مقصود حسین، حاجی، لاہور	باباجی کی یادیں
۲۲	مقصود حسین قادری، کراچی	باباجی غلام رسول علیہ الرحمہ
۲۳	منیر الاسلام حسنی، سید: لاہور	باباجی سرکار علیہ الرحمہ

ضروری نوٹ

ان تمام مقالات کا مجموعہ بعنوان ''جانشینِ ابو ہریرہ باباجی غلام رسول بلیاں والے'' شائع ہو چکا ہے۔ جس کو الحاج محمد طفیل مدنی بھٹی صاحب مدظلہ العالی نے مرتب کیا اور چھپوایا ہے۔ یہ کتاب ۱/۲ ۷۰/۴۔ای، نیو اقبال پارک رائفل رینج روڈ، لاہور کینٹ کوڈ ۵۴۸۱۰ سے دستیاب ہے، ہدیہ۔/۲۰۰ روپے۔

فون: ۰۳۳۳-۴۲۱۹۱۲۹

Marfat.com

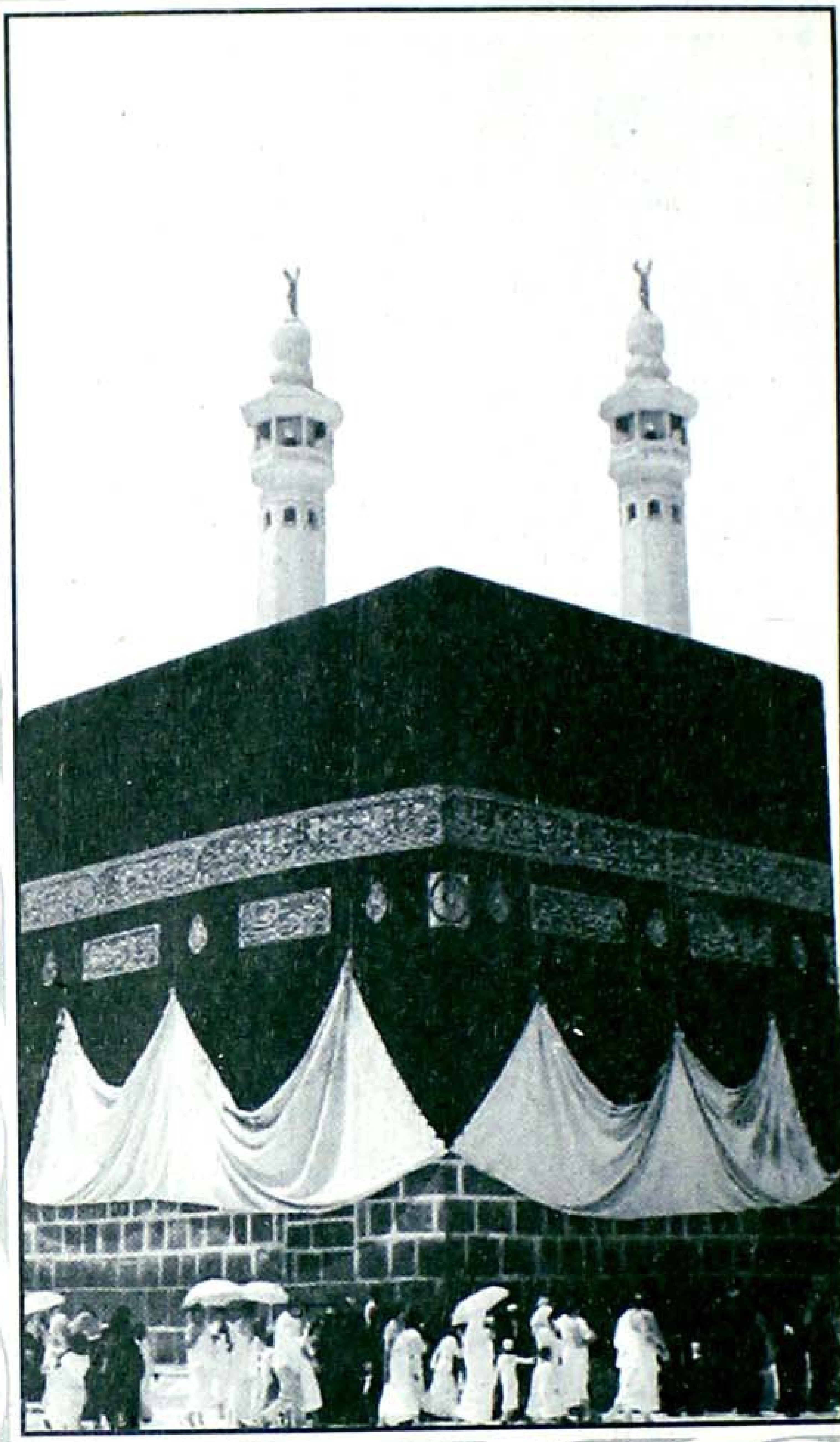

بیت اللہ شریف مکہ مغظمہ سعودی عرب

Marfat.com

مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ سعودی عرب

Marfat.com

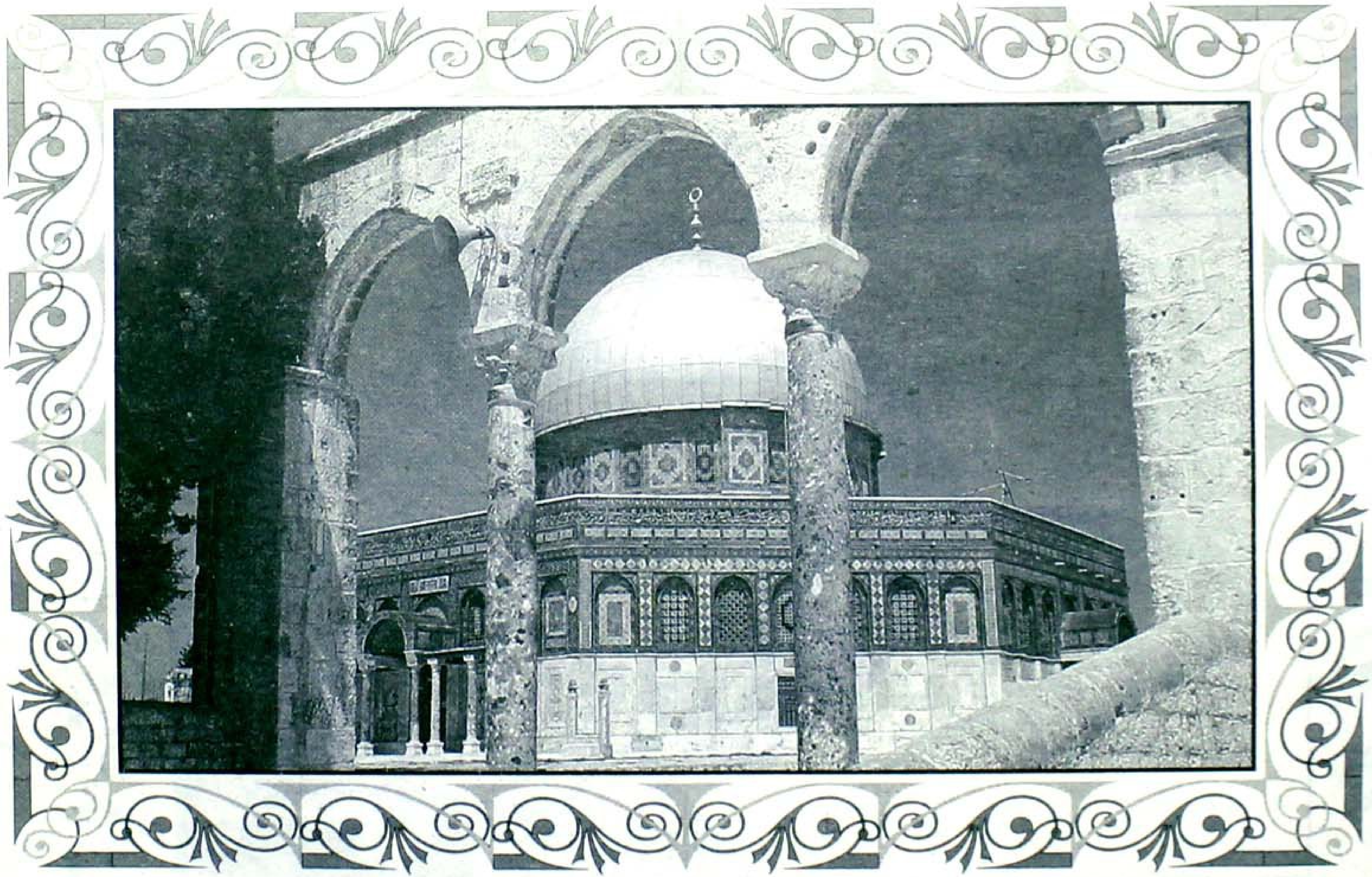

قبلہ اوّل بیت المقدس یروشلم

Marfat.com

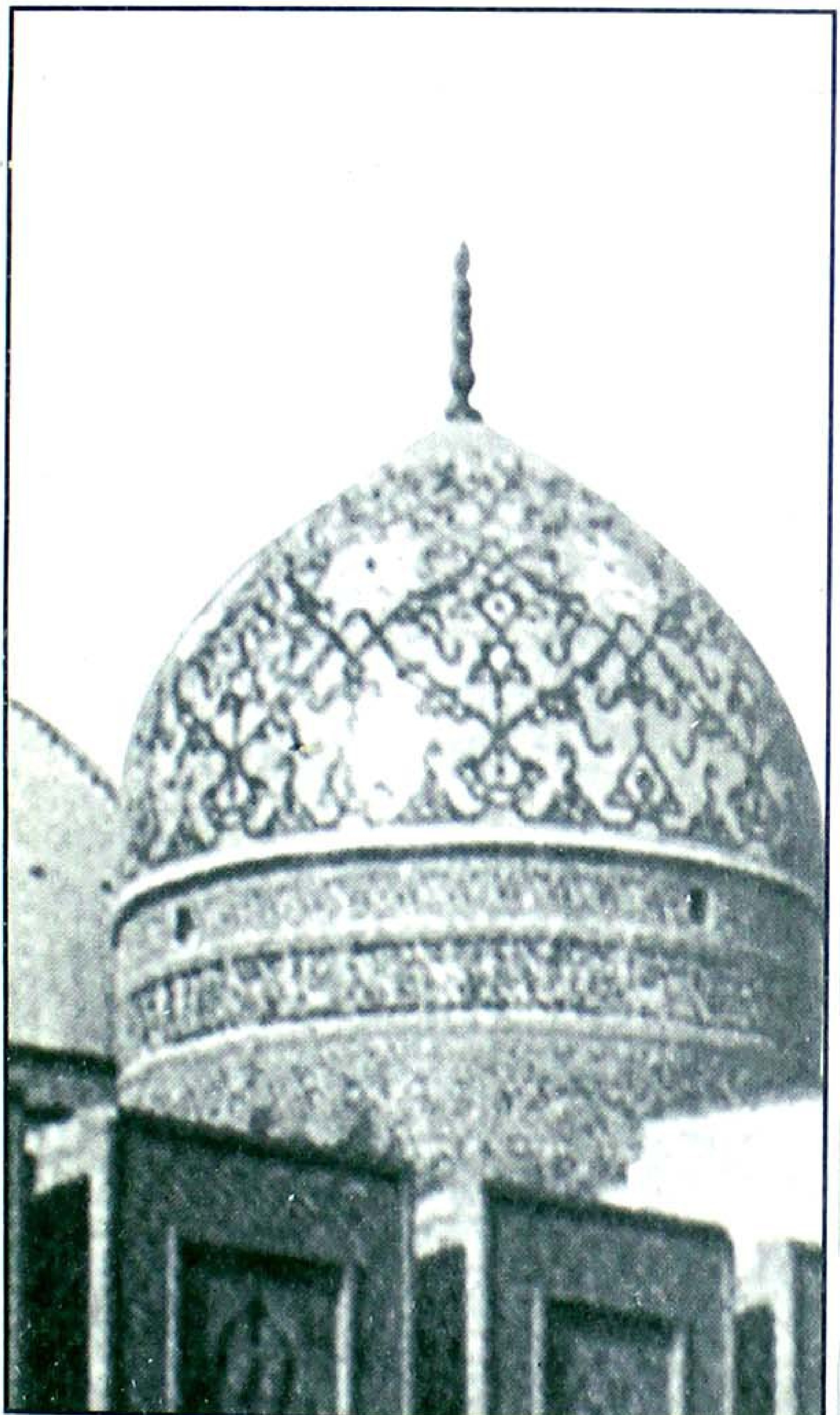

روضۂ مبارک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
المعروف غوث الاعظم دستگیر (پیران پیر) بغداد شریف عراق

Marfat.com

Marfat.com

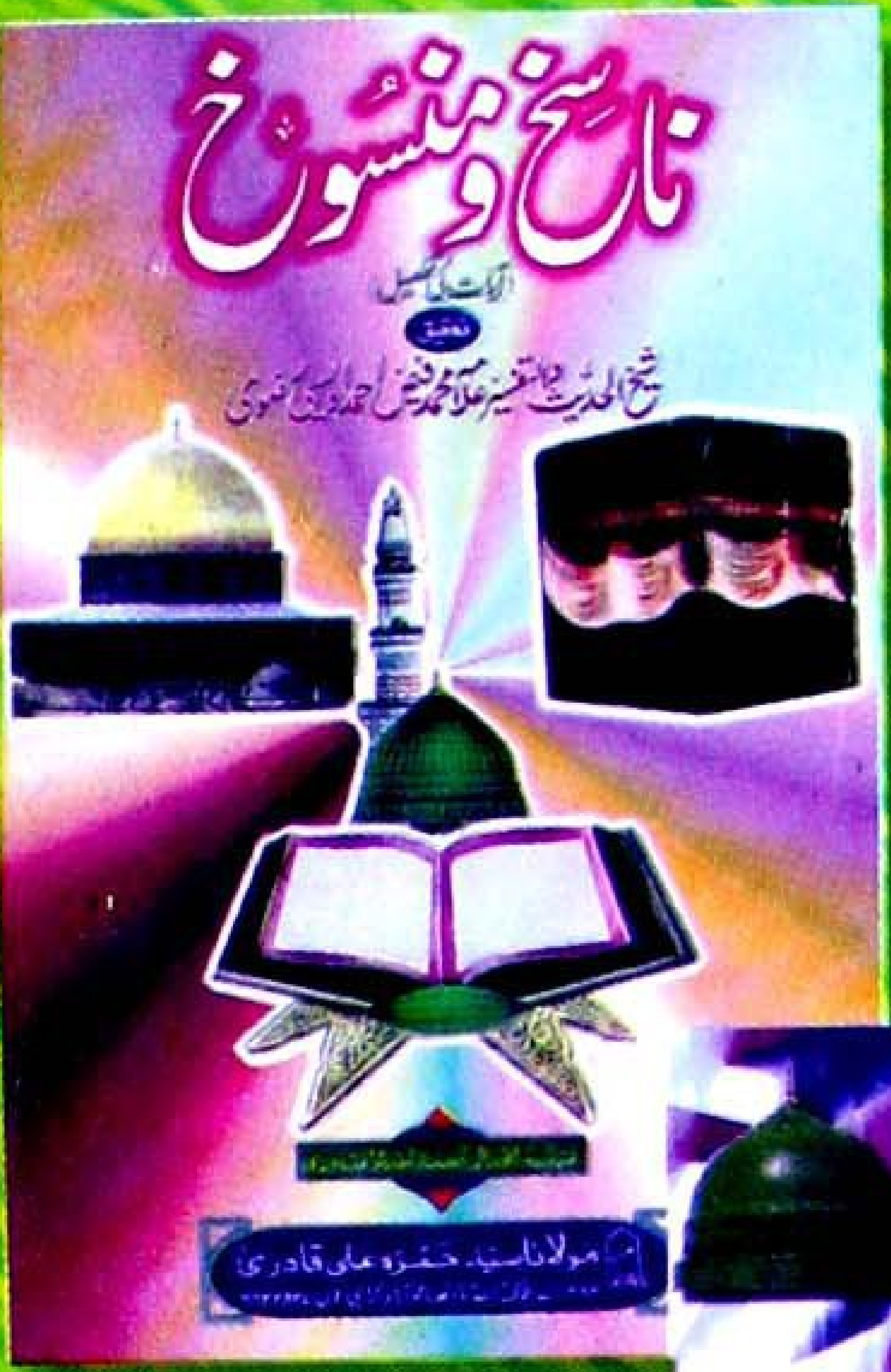

FAIZ -E- RAZA
PUBLICATIONS
KARACHI-PAKISTAN

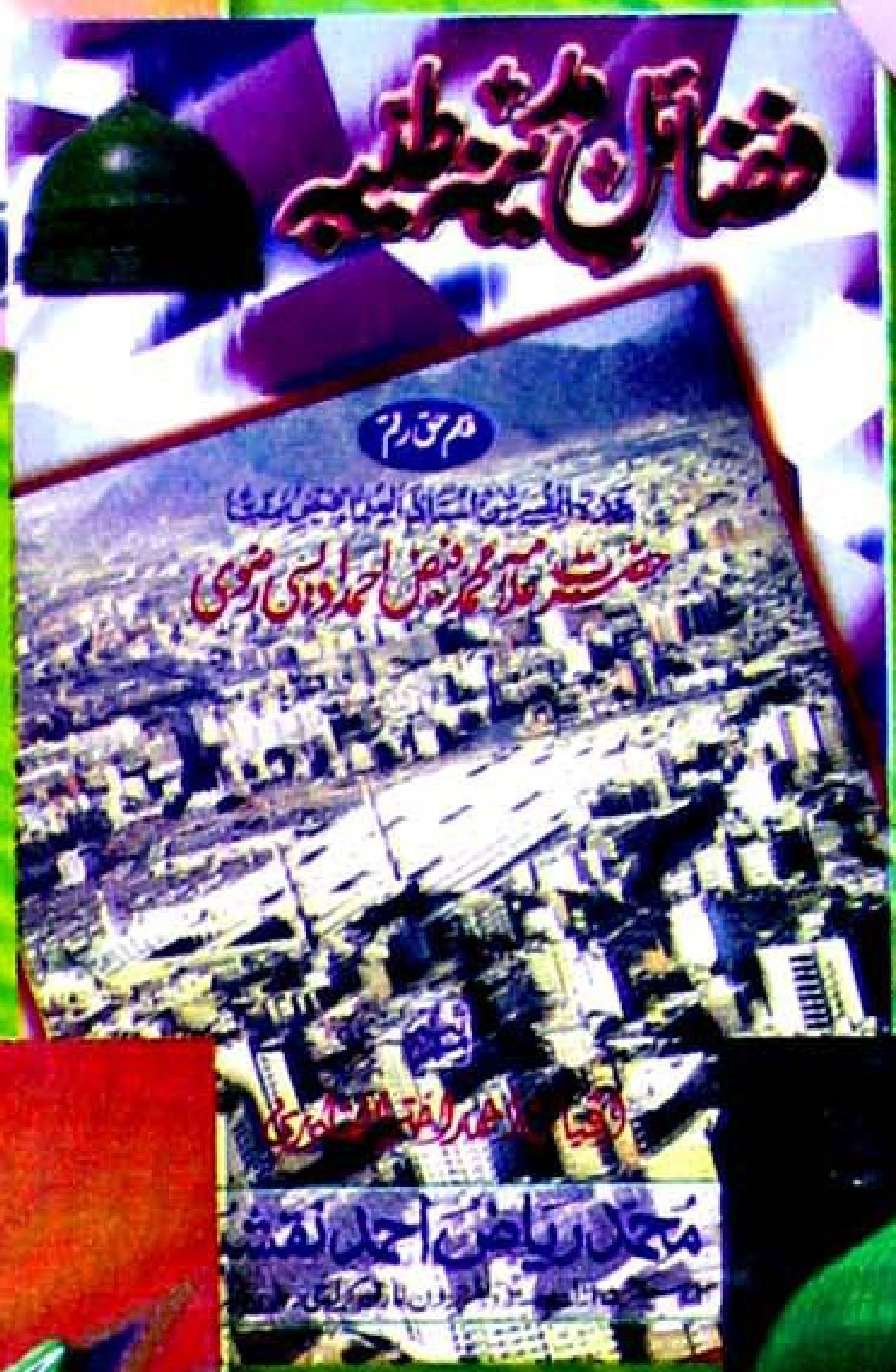

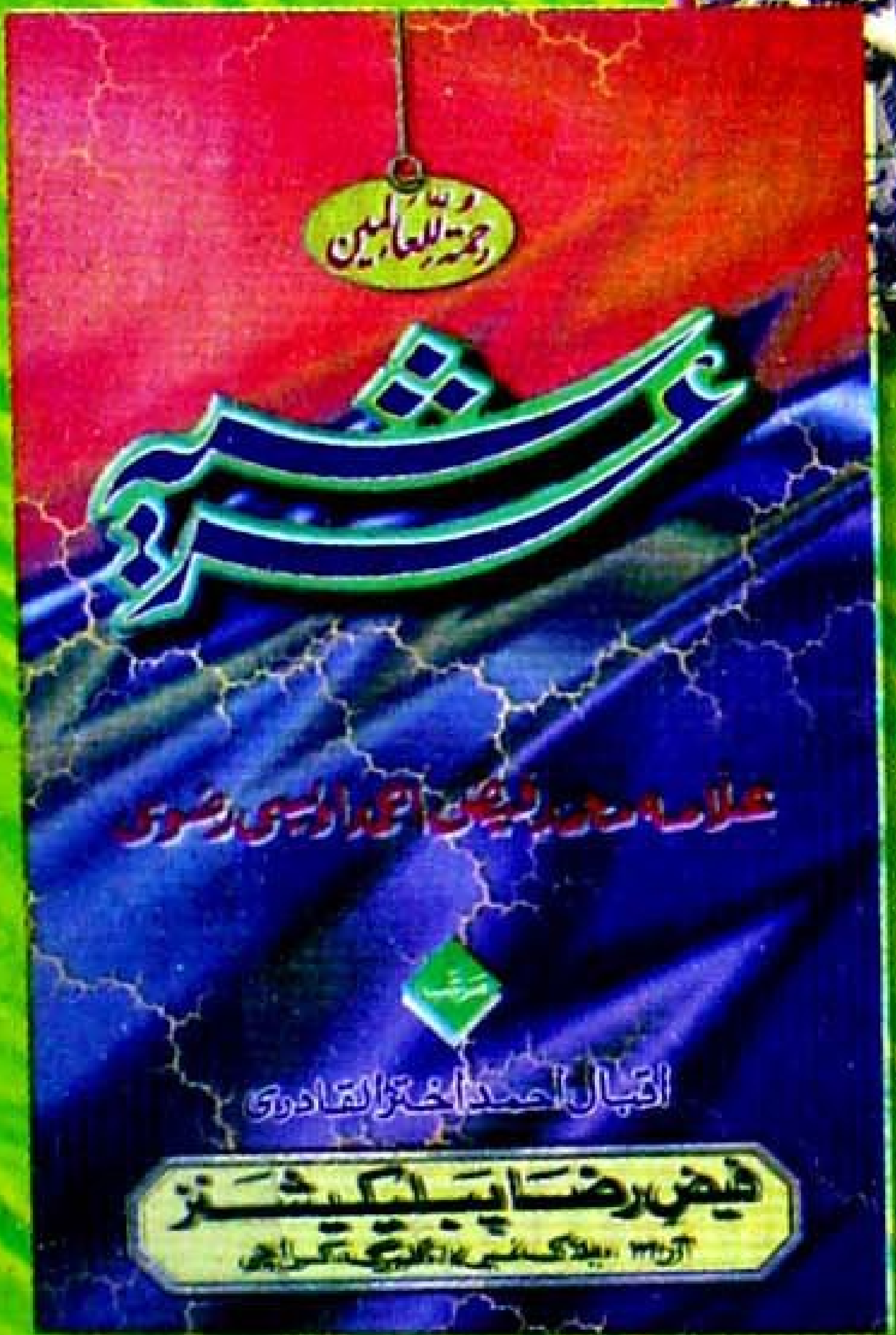

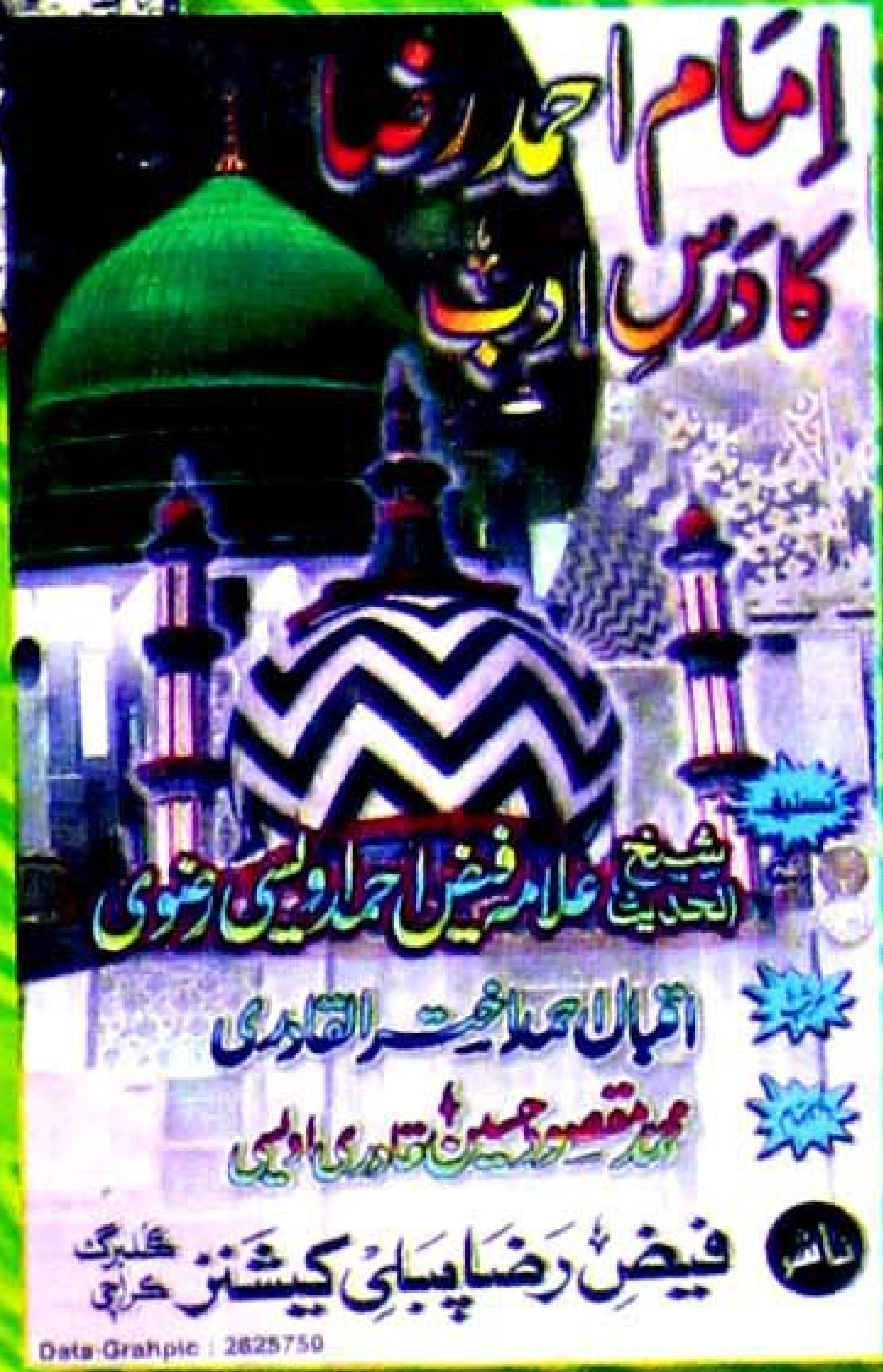

Designed by: AL-HADI GRAPHICS 0300-2196467

FAIZ-E-RAZA PUBLICATIONS

R-31/17, GULBERG, KARACHI.
ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

Marfat.com

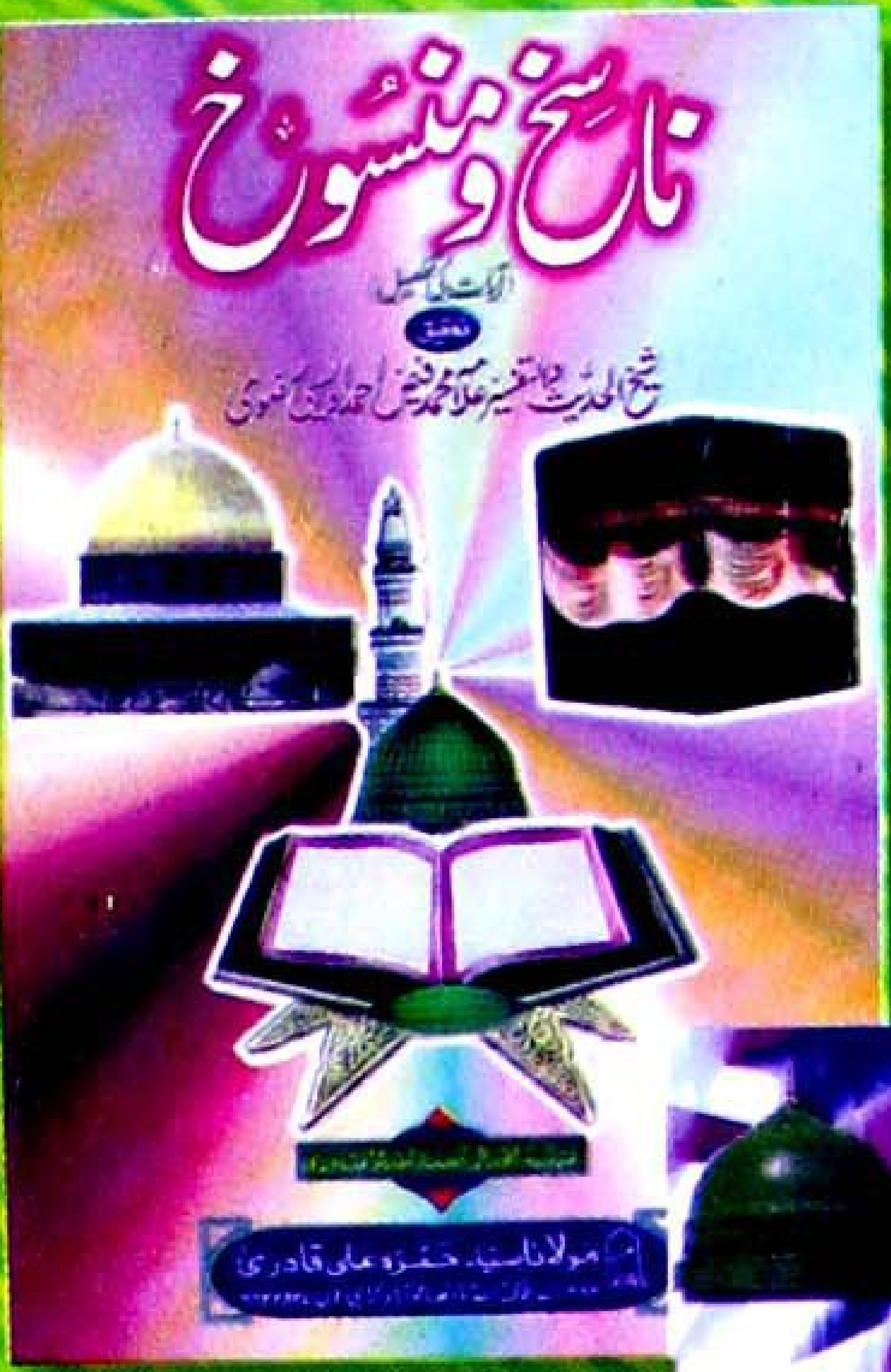

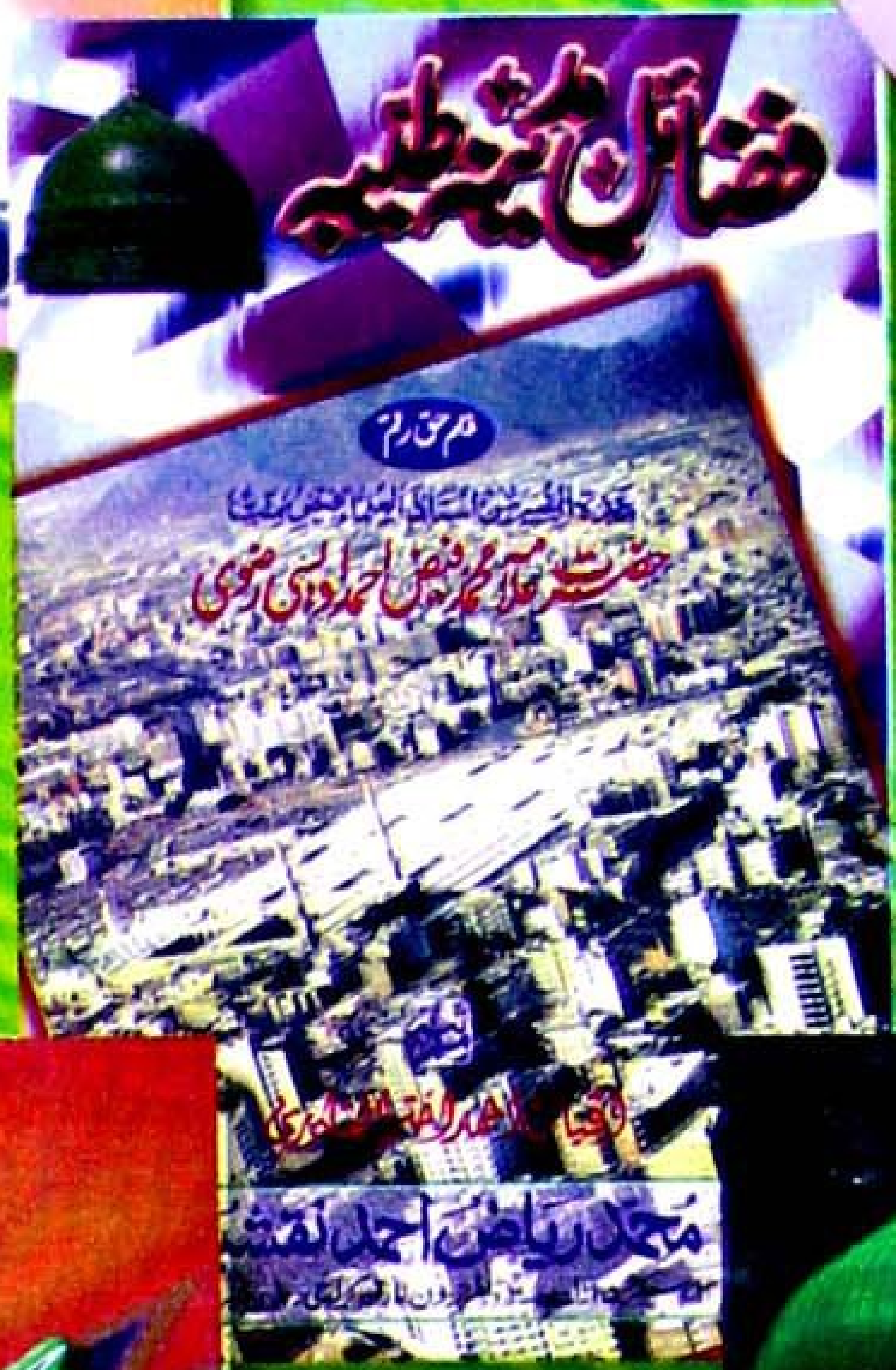

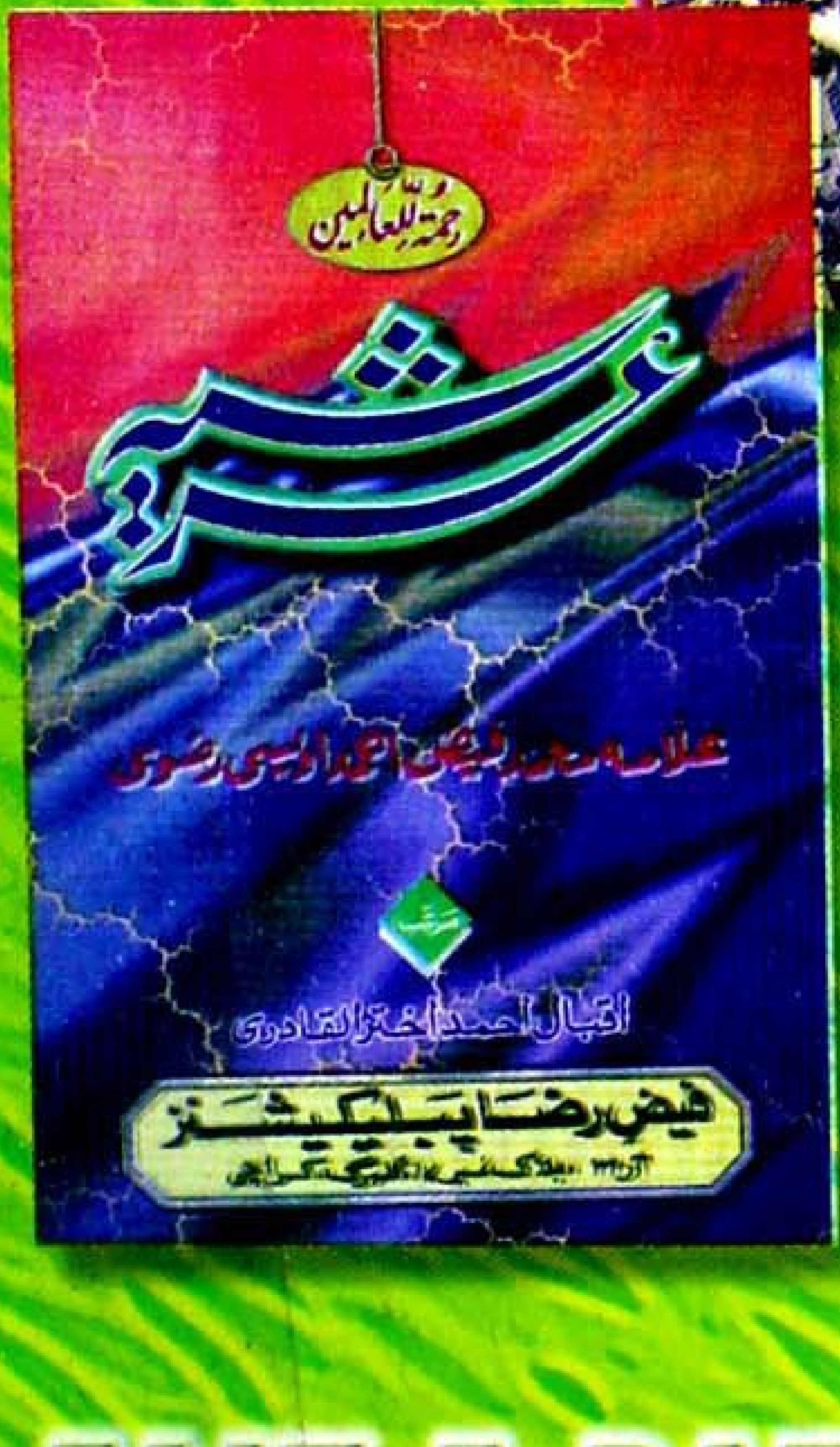

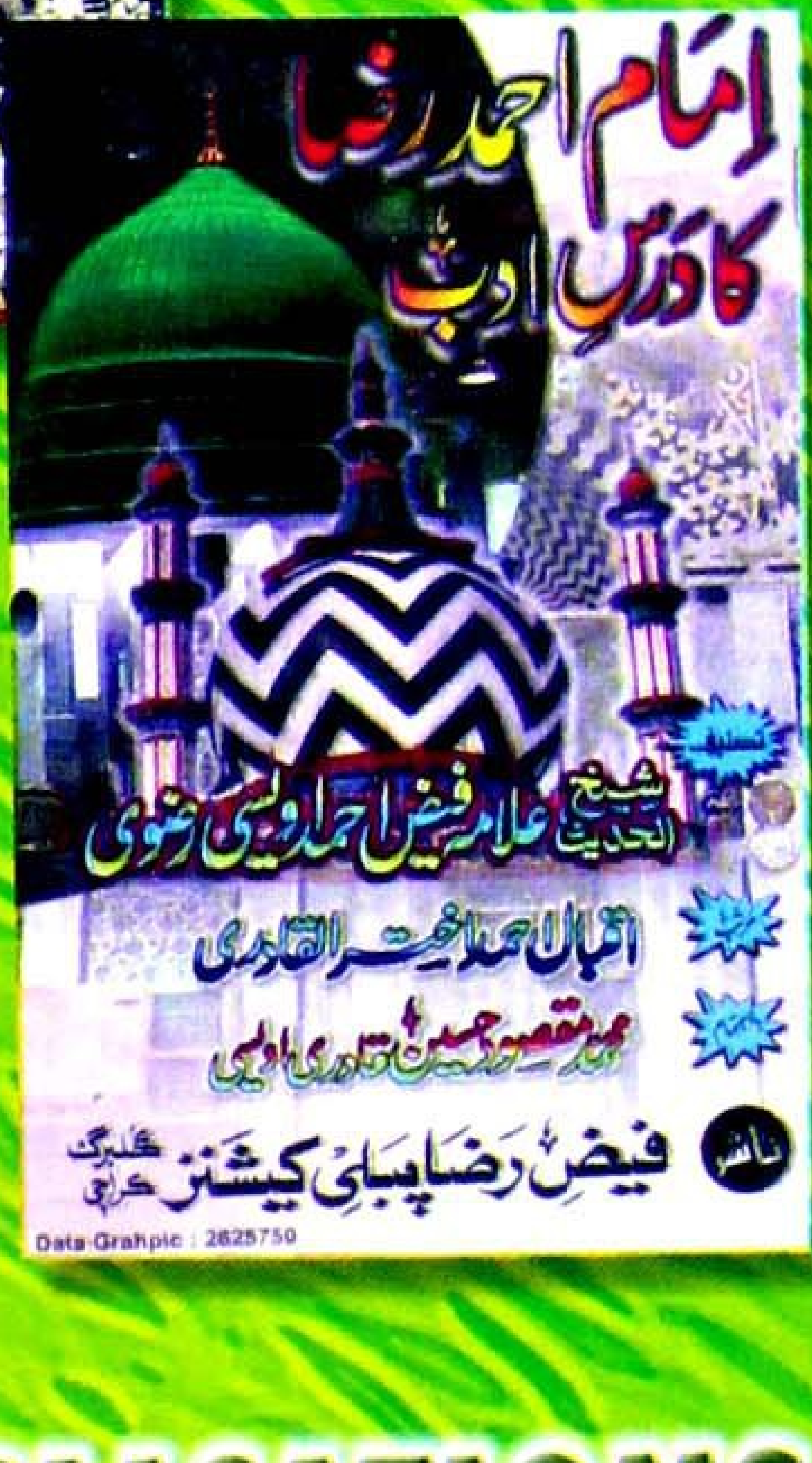

Designed by: AL-HADI GRAPHICS 0300-2196467

FAIZ-E-RAZA PUBLICATIONS

R-31/17, GULBERG, KARACHI.
ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

Marfat.com